www.ataunnabi.blogspot.com

ملک نیپال میں سواد اعظم مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان

January to March 2018

سہ ماہی

سُنّی پیغام

نیپال

نیپال میں اردو صحافت کل، آج اور کل

حافظ ملت اور اصلاح فکر و عمل

مسلم نوجوان اور مذہب سے دوری

نیپال کا تاریخی نقشہ

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بفیض روحانی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر سرپرستی: مفتی اعظم نیپال فخر نیپال حضرت مفتی محمد اسرائیل رضوی مدظلہ العالی | زیر نگرانی: قاضی القضاۃ فقیہ النفس حضرت مفتی محمد عثمان رضوی مدظلہ العالی

ملک نیپال میں سواد اعظم مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان

سہ ماہی سُنّی پیغام نیپال

ربیع الآخر تا جمادی الآخرہ ۱۴۳۹ھ — جلد ۱ — شمارہ ۲ — January to March 2018

نگرانِ مجلس مشاورت
مناظر اہل سنت فقیہ ملت شیر اعلیٰ حضرت مفتی عبد المنان کلیمی مدظلہ العالی

شرف انتساب

- سراج السالکین ابو الحسین احمد نوری مارہروی
- اعلیٰ حضرت علی حسین اشرفی کچھوچھوی
- تاج الفحول علامہ عبد القادر بدایونی
- مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان، بریلی شریف
- سید الاولیا حضرت مسکین شاہ کشمیری، کاٹھمانڈو
- امام الاولیا حضرت غیاث الدین کشمیری، کاٹھمانڈو
- زبدۃ الاتقیا حضرت گدا علی شاہ، روضہ گڑھی
- زبدۃ الاصفیا حضرت رحم علی شاہ، روضہ گڑھی
- زبدۃ السالکین حضرت بہار علی شاہ، روضہ گڑھی
- قطب نیپال علامہ حافظ زاہد حسین مجیبی، علی پٹی
- حنیف ملت حضرت علامہ حنیف القادری، کٹیا
- پاسبانِ ملت علامہ محمد یوسف قادری، بیلا جنک پور
- محدثِ اعظم نیپال مفتی محمد کلیم الدین، رحمان پور مہدیا رحمہم اللہ

مجلس مشاورت

- پروفیسر سید طلحہ رضوی برق، پٹنہ
- مولانا مبارک حسین مصباحی، مبارک پور
- مولانا محمد اسمٰعیل حسینی (چترویدی) کولکاتا
- مفتی عبد العزیز مصباحی، بیلا
- مفتی حبیب اللہ جامعہ حبیبہ، بیلا
- مولانا شمس الدین، بیلا
- مولانا مستقیم مصباحی، جنک پور
- مولانا داؤد حسین مصباحی، بھمرپورہ
- مولانا علیم الدین جامعہ عائشہ، بیلا،
- مولانا سعادت حسین اشرفی، علی پٹی
- مولانا یوسف القادری، نوسہ بیگھہ

مجلس مشاورت

- مولانا اسلم القادری، جنک پور
- مولانا الیاس برکاتی، برداہا
- مولانا شفیق اللہ امجدی چترویدی، برداہا
- مولانا عباس نوری، دنولی
- مولانا شمس الحق فیضی، مہدیا
- مولانا عبد الرحمٰن، رجول
- مولانا رحمت اللہ، بھگوتی پور
- مولانا عبد القادر، پڑریا
- مولانا اکبر شاہی، بندھی
- مفتی محمد تبارک حسین، ہنومان نگر
- حافظ اصغر علی ازہری، گورکھا، نیپال

مجلس ادارت

- مفتی محمد محبوب رضا مصباحی، بھیونڈی
- مفتی نور محمد جگر مصباحی، میرٹھ
- مولانا طفیل احمد مصباحی، مبارک پور
- مفتی توفیق احسن برکاتی، مبارک پور
- مولانا محمد اظہار النبی حسینی، مبارک پور
- مفتی محمد مجاہد رضا امجدی، برداہا
- مفتی محمد مبارک امجدی، علی پٹی

مدیر اعلیٰ
محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

مدیر
مولانا عبد الرحیم ثمر مصباحی

مراسلت وترسیل زر کا پتہ

سہ ماہی **سنی پیغام**
نزد جامعہ حنفیہ برکاتیہ، جانکی نگر، جنک پور دھام، نیپال

THE SUNNI PAIGHAM
Nizd Jamia Hanafia Barkatia,
Janki Nagar, Janakpur Dham,Nepal
sunnipaigham@gmail.com

”آل نیپال سنی جمعیۃ العلما“ اور ”فخر ملت فاؤنڈیشن“ نے اس رسالے کی طباعت کرواکر دفتر ”سہ ماہی سنی پیغام“ سے شائع کیا۔

تفصیلات ممبرشپ

قیمت فی شمارہ 50
سالانہ 200

ہندوستان، پاکستان
سری لنکا، بنگلہ دیش سالانہ
200
دیگر ممالک سالانہ
20 امریکی ڈالر

نوٹ: مضمون نگار کے خیالات سے ادارہ سہ ماہی ”سنی پیغام“ کا اتفاق ضروری نہیں لیکن مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کوئی مضمون قابل قبول نہیں اگر کبھی عدم توجہی کی وجہ سے شائع ہو جائے تو اسے کالعدم سمجھا جائے۔

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

مشمولات

اداریہ	نیپال میں اردو صحافت کل، آج اور کل	محمد عطاء النبی حسینی مصباحی	۳

قرآنیات

پیغام قرآن	سورہ فاتحہ کی تفسیر	مفتی محمد اسرائیل رضوی	۶

حدیثیات

پیغام حدیث	شرح حدیث نیت (آخری قسط)	مفتی محمد عثمان رضوی	۸

فقہیات

پیغام فقہ وفتاوی	آپ کے مسائل؟	مفتی محمد عثمان رضوی	۱۰

آئینۂ وطن

تاریخ	نیپال کا تاریخی نقشہ	مولانا محمد صدام حسین	۱۱
	نیپال میں مخدوم شعیب فردوسی کا فیضان	مفتی محمد رضا قادری	۱۴

شخصیات

یادِ رفتگاں	محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی	مولانا محمد علیم الدین نوری	۲۱
	حافظ ملت اور اصلاح فکر وعمل	مولانا محمد اظہار النبی حسینی مصباحی	۲۴

اسلامیات

ردبدمذہباں	کسی کو خلیفۃ اللہ کہنا جائز یا شرک؟	مفتی محمد محبوب رضا مصباحی	۲۹
پیغام امروز	مسلم نوجوان اور مذہب سے دوری	مولانا ساجد علی مصباحی	۳۳
اصلاح معاشرہ	قوم کی ترقی اور تنزلی کے اہم اسباب	مولانا محمد صدام امجد	۴۲

تأثرات

پیغام قارئین	سہ ماہی سنی پیغام کے پہلے شمارے پر علماو دانشوران کے تاثرات	مفتی عبد المنان کلیمی/مفتی محمد رضا قادری/ مولانا محمد رضا عزیزی/مولانا محمد بلال نظامی	۴۵

منظومات

شعر وسخن	بنی ہے دنیا خوشی میں دلہن حضور تشریف لا رہے ہیں	مولانا محمد اسماعیل حسینی (چترویدی)	۴۸
	اہل سنن کی شان ہے عظمت ہے گیار ہویں	مفتی نور محمد جگر مصباحی	۴۹

ہندی مضامین

फिक्हियात	आप के मसाइल	मुफ्ती मुहम्मद उस्मान रज़वी	۵۰
तारीख	नेपाल का तारीखी नक़्शा	मुहम्मद सद्दाम हुसैन	۵۲

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

اداریہ

نیپال میں اردو صحافت کل، آج اور کل

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی

کسی بھی قوم کے اذہان وافکار کی تعمیر وتخریب میں صحافت کو جو مقام حاصل ہے وہ کسی بھی ذی شعور پر پوشیدہ نہیں یہی وجہ ہے کہ عوامی ذرائع ابلاغ میں صحافت کو اولیت حاصل ہے۔ ہر دور میں معاشرے میں امن وآشتی اور فلاح و بہبود کی راہ ہموار کرنے میں صحافت کا ایک اہم کردار رہا ہے بلکہ موجودہ دور میں تو شاید ہی کوئی پڑھا لکھا گھرانہ ہو جو صحافتی چاشنی سے لطف اندوز نہ ہو رہا ہو خواہ صحافی کی حیثیت سے یا صحافتی اجزاء, اخبارات اور رسائل وجرائد کے قارئین کی حیثیت سے۔

ملک نیپال میں یوں تو صحافتی دور کی ابتدا ۱۷۔۱۹۱۶ء میں ہوئی جب شہر بنارس سے ایک ہفتہ وار ”گورکھا“ کے نام سے شائع ہوا اور پھر صحافت کا سلسلہ چلا اور چلتا ہی رہا اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے یہ اور بات ہے کہ اس درمیان جو بھی صحافتی سلسلہ جاری ہوا ان میں کچھ جمود و تعطل کا شکار ہو گئے۔ ۱۷۔۱۹۱۶ء میں صحافت کا آغاز نیپالی زبان میں ہوا لیکن ہندو راشٹر ہونے کے باوجود ملک نیپال میں اردو داں اور اردو خواں موجود تھے جس کے سبب نیپال میں اردو صحافت کا آفتاب بھی طلوع ہوا۔ ملک نیپال میں اردو صحافتی آفتاب کی شعاع ۲۰۲۸ بکرمی مطابق ۱۹۷۱ء میں پڑ چکی تھی۔ اس کے بعد سے اب تک پانچ دہائیوں میں مختلف مقامات سے اردو صحافت اخبارات اور رسائل و جرائد کی شکل میں اپنی جلوہ ریز کرتی رہی ہے۔ ان پانچ دہائیوں میں اب تک کتنے رسائل و جرائد اردو زبان میں شائع ہوئے اور ہو رہے ہیں؟ اپنی معلومات کے مطابق اس کی مختصر روداد کچھ یوں ہے:

سہ ماہی ”اصلاح “ : ملک نیپال میں اردو صحافت کے سلسلے میں سہ ماہی ”اصلاح “ کو اولیت کا شرف حاصل ہے جو ادارہ انجمن اصلاح المسلمین کے تحت ممبر آف پارلیامنٹ احمد دین صاحب کے زیر سرپرستی سن ۲۰۲۸ بکرمی مطابق ۱۹۷۱ء میں منصہ شہود پر آیا۔

ماہ نامہ ” نور توحید“ : یہ ماہ نامہ دار السلام، کرشنا نگر کپل وستو سے ۱۹۸۸ء مطابق رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ کو پہلی بار منظر عام پر آیا۔ اس رسالہ کے لیے بحیثیت مدیر مولوی عبد اللہ مدنی جھنڈانگری اور بحیثیت نائب مدیر عبد المنان سلفی خدمت انجام دیتے رہے ہیں۔ رسالہ اب بھی جاری ہے یا نہیں معلوم نہ ہو سکا کیوں کہ اس کی سائٹ پر بھی اس کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ البتہ ڈاکٹر نسیم احمد نسیم کے مطابق یہ رسالہ اب بھی جاری ہے اس رسالہ کے مستقل کالم کچھ اس طرح ہیں:

الکتاب: اس کالم میں قرآن کریم کی آیت اور اس کا ترجمہ و تفسیر بیان کیے جاتے۔

الحکمۃ: یہ کالم حدیث اور شرح حدیث کے لیے خاص ہے۔

شعور آگہی: اس میں مدیر اعلیٰ کے قلم سے وجود پانے والا مضمون جگہ پاتا جس میں حالات حاضرہ پر طنزیہ تبصرہ ہوتا۔

اندھیرے اجالے: اس مستقل کالم کے مستقل قلم کار خود مدیر اعلیٰ ہی ہوتے۔

پندرہ روزہ ” ہمالہ کی آواز “ : پندرہ روزہ اخبار ”ہمالہ کی آواز“ نیپالی تنظیم ڈیموکریٹک مسلم ویلفیر ایسوسی ایشن، باغ بازار، کاٹھ

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

مانڈو کے ترجمان کی حیثیت سے معرض وجود میں آیا جس کا پہلا شمارہ ۸ /ربیع النور ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۸/ستمبر ۱۹۹۰ء موافق ۲۱/آسن ۲۰۴۷ بکرمی کو زینت نگاہ بنا۔ اس کے مدیر مسئول پروفیسر ایس۔ ایم حبیب اللہ ہیں۔ لیکن اس رسالہ کو بھی دوام کی زندگی نصیب نہ ہوسکی اور اسے بھی روپوش ہونا پڑا۔

سہ ماہی "پیغام": ملک نیپال سے شائع ہونے والے رسائل میں ایک معیاری رسالہ کا نام "پیغام" ہے جو کہ الحرا ایجوکیشنل سوسائٹی، کاٹھ مانڈو کا ترجمان ہے۔ یہ ایک علمی، ادبی اور دینی رسالہ ہے۔ اس کا اجرا ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۹۹۴ء کو عمل میں آیا اور بحیثیت چیف ایڈیٹر محمد حسن حبیب فلاحی اور بحیثیت ایڈیٹر محمد ادریس فلاحی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اسی "پیغام" کا ۱۹۹۷ء میں ۱۲۶ صفحات پر مشتمل بارہ ممتاز قلم کاروں کے مقالات کا مجموعہ "تعلیمی سیمینار نمبر" کے نام سے شائع ہوا۔ سہ ماہی "پیغام" کے مضامین عموماً درج ذیل کالم کے مطابق ہوتے:

تصریحات، اصلاح و دعوت، تعلیم و تربیت، تحقیق و تجزیہ، احوال و کوائف اور گوشہ ادب۔

ماہ نامہ "السراج": ماہ نامہ "السراج" کرشنا نگر جھنڈا نگر سے نکلنے والا یہ رسالہ جامعہ سراج العلوم السلفیہ کا ترجمان ہے۔ اس ماہ نامے کا حلقہ دیگر نیپالی رسائل سے زیادہ وسیع اور زیادہ مقبول ہے۔ اس ماہنامے کے مدیر اور نائب مدیر وہی ہیں جو ماہ نامہ "نورِ توحید" کے مدیر و نائب مدیر ہیں البتہ اب مدیر عبد اللہ جھنڈا نگری نہیں ہیں بلکہ شمیم احمد ندوی اس کے مدیر مسئول ہیں۔ ۲۰۱۵ء میں ماہ نامہ "السراج" نے جامعہ سراج العلوم السلفیہ کے شیخ الحدیث عبد الحنان فیضی کی وفات پر ان کی حیات و خدمات کے تعلق سے خصوصی شمارے شائع کیا۔

ماہ نامہ "شاہین": ماہ نامہ شاہین ذو الحجہ ۱۴۱۵ھ میں کٹھمنڈو سے محمد خالد صدیقی کی ادارت میں شائع تو ہوا لیکن بہت دنوں تک جاری نہ رہ سکا۔

ہفتہ وار "لوک تنتر": ضلع سرلاہی کے صدر مقام ملنگوا سے ابتداءً ہفتہ وار یہ اخبار شائع ہوتا تھا اور نیپالی زبان میں شائع ہوتا تھا، البتہ اب ترقی کی منزل طے کرتے ہوئے روزنامہ کی شکل میں شائع ہورہا ہے۔ اس میں ایک صفحہ اردو کے لیے خاص تھا۔ ڈاکٹر وصی مکرانی صاحب کی ادارت میں اردو کالم کے تحت حالات حاضرہ کے متعلق قریبًا ایک سال تک مفید اور لائق مطالعہ مضامین زیور طبع سے آراستہ ہوتے رہے لیکن پھر کسی سبب سے تعطل کا شکار ہے۔

ہفتہ روزہ "صدائے عام": صدائے عام کی صدا جنک پور سے ۲۰۰۹ء میں بازگشت ہوئی اور جلد ہی شہرت کی منزل طے کرلیا۔ اس کے ایڈیٹر ظفر احمد جمالی اور نائب ایڈیٹر سراج احمد فاروقی ہیں۔ یہ اخبار اب بھی جاری ہے اور نیٹ پر صدائے عام کے آٹھویں جلد کا شمارہ نمبر ۹ دستیاب ہے۔ ڈاکٹر وصی مکرانی کے بقول "ایک اچھے اخبار میں جو ہونی چاہیے وہ سب کچھ اس میں پڑھے جا سکتے ہیں۔ نیپال سے ایسے اخبار کا نکلنا فخر کی بات ہے"۔

روز نامہ "گورکھا پتر": نیپال کا سب سے قدیم اور اول نیپالی زبان کا روزنامہ اخبار کا نام "گورکھا پتر" ہے نیپال میں نئے انقلابی مہم کے بعد نیپال سرکار نے اردو کے لیے بھی دو صفحات خاص کردیے۔ ہر ماہ اردو کے اچھے مضامین شامل اشاعت ہوتے ہیں جس سے قارئین مستفید ہوتے ہیں۔

ماہ نامہ "فیض النبی" نیپال گنج: ملک نیپال کے سرحدی علاقہ نیپال گنج سے مدرسہ فیض النبی نیپال گنج کے ترجمان کے نام سے ماہ نامہ "فیض النبی" ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۹۹۱ء کو نذر قارئین ہوا جس کی ادارت مولانا عبد الجبار منظری کیا کرتے تھے۔ یہ رسالہ مسلک

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل رہا اور اپنے علمی، ادبی اور دینی مضامین و مشمولات کی رعنائیوں کے ساتھ جلوہ بار ہوتا رہا۔ اس ماہ نامہ کو ہندوستان کے پختہ اور مضبوط اہل قلم حضرات کی رفاقت و معانت حاصل رہی جس کے سبب مضامین قابل اعتماد اور معیاری ہوا کرتے۔

ماہ نامہ ”اسلامی آواز“ : یہ رسالہ ۲۰۰۰ء مطابق ۱۴۲۲ھ کو معرض وجود میں آیا۔ یہ ماہ نامہ دار العلوم صدیقیہ انوار العلوم، مٹ پر یا ضلع کپل وستو، نیپال کا ترجمان تھا۔ اس رسالہ کو بھی یہ شرف حاصل رہا کہ ہندوستان کے نامور اور تجربہ کار قلم کار حضرات کی تحریروں سے مزین ہوتا رہا جس کے سبب رسالہ کو کافی مقبولیت ملی لیکن کئی سالوں تک مسلسل اشاعت کے بعد آخر کار اسے بھی زوال کا منہ دیکھنا پڑا۔

ماہ نامہ ”البینہ“ : مرکز البینۃ الاسلامی، مرچیا ضلع سرہانیپال کے شعبہ نشر و اشاعت کے تحت ماہ نامہ ”البینہ“ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ مطابق اگست ۲۰۱۲ء میں حافظ منظور احمد المدنی کے زیر ادارت منظر عام پر آیا۔ یہ شمارہ جاری ہے یا نہیں علم نہیں ہوسکا البتہ نیٹ پر ستمبر ۲۰۱۶ء تک کے شمارے دستیاب ہیں۔ اس ماہ نامے کے تحت ”دعوت و صحافت، مسائل اور حل“ کے نام سے ۲۲۵ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم خصوصی شمارہ بھی باصرہ نواز ہوا جس کے مضامین اور تحریریں لائق مطالعہ ہیں۔

شش ماہی ” الھادی “ : اسلام کا ترجمان ” الھادی “ نیپال کا پہلا شمارہ مئی ۲۰۱۴ء کو منظر عام پر آیا اور قارئین کے مشام جاں کو معطر کرنے لگا۔ چیف ایڈیٹر مبشر حسن مصباحی، معاون مدیر ڈاکٹر رضاء الحق علیگ اور نائب مدیر مولانا احمد رضا مصباحی۔ ان حضرات نے ”الھادی“ نیپال کا سلسلہ جاری کیا اور جاری رکھنے کی کوشش بھی کی لیکن نیپال کی بندی اور ہڑتال کا اس کی اشاعت پر خاص اثر پڑا حتیٰ کہ ”الھادی“ کے پلیٹ فارم سے ”مدارس نیپال نمبر“ کی جمع و ترتیب کا کام بھی حد درجہ متاثر ہوا اور ایک اچھا خاصہ کام ہونے سے رہ گیا۔

سہ ماہی ندائے برکات : سواد اعظم اہل سنت کی حسین تعبیر، مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان کی سرخی کے ساتھ سہ ماہی ”ندائے برکات“ پہلی بار رجب ۱۴۳۸ مطابق اپریل ۲۰۱۷ء کو قارئین کی نگاہوں کی زینت بنا جس کے مدیر اعلیٰ مولانا عبد السلام برکاتی اور نائب مدیر مفتی احمد رضا ثقافی جب کہ مدیر معاون ڈاکٹر مبشر حسن مصباحی ہیں۔ اس کے مستقل کالم میں اداریہ، درس قرآن، درس حدیث اور شرعی مسائل شامل ہیں۔ اس کا ہر اگلا پچھلے سے بہتر ہے۔

سہ ماہی ”سنی پیغام“ : سواد اعظم مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان سہ ماہی ”سنی پیغام“ امین شریعت فخر نیپال حضرت مفتی محمد اسرائیل رضوی مدظلہ کی سرپرستی اور قاضی نیپال فقیہ النفس حضرت مفتی محمد عثمان رضوی قادری کی نگرانی میں اسلامی نیا سال کے تحفہ کی شکل میں محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۷ء کو منصہ شہود پر آیا۔ اس کی ادارت کی ذمہ داری راقم (محمد عطاء النبی حسینی مصباحی) کے ناتواں کاندھے پر ہے جب کہ مولانا عبد الرحیم ثمر مصباحی صاحب قبلہ بحیثیت مدیر اس کی تعمیر و ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ اس کا ابھی نقش اول ہی نذر قارئین ہوا ہے جس میں ہم کس قدر کامیاب ہیں اور اس کی مزید بہتری کے لیے کیا کیا اقدامات کیے جاسکتے ہیں اس کے لیے قارئین کے تاثرات کا انتظار رہے گا۔ اس شمارے کے مستقل کالم بھی ہیں جو درج ذیل ہیں:

اداریہ، پیغام قرآن، پیغام حدیث، پیغام فقہ و فتاویٰ، آئینۂ وطن، اصلاح عقائد و معمولات، اصلاح معاشرہ، شخصیات اسلام، گوشہ خواتین۔ ☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

سورہ فاتحہ کی تفسیر

از: مفتی محمد اسرائیل رضوی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝۱ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوۡمِ
الدِّيۡنِ ۝۳ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝۴ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ
الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۬ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ
عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝۷

ترجمہ:۔ سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔ بہت مہربان رحمت والا۔ روز جزاء کا مالک۔ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔ نہ ان کا جن پر غضب ہوا۔ اور نہ بہکے ہوؤں کا۔(کنزالایمان)

اس سورہ میں سات آیتیں ستائیس کلمے اور ایک سو چالیس حروف ہیں۔ ان میں کوئی آیت ناسخ یا منسوخ نہیں۔

شان نزول: اس میں علما کا اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ مدینہ میں نازل ہوئی۔ مگر اصح یہ ہے کہ دوبار نازل ہوئی۔ پہلی بار مکہ میں نازل ہوئی نماز کی فرضیت کے وقت اور دوبارہ مدینہ میں نازل ہوئی تحویل قبلہ کے وقت۔ (نسفی)

بعض علما فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔

چناں چہ اس کا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں جب تنہائی میں بیٹھتا ہوں تو غیبی آواز سنتا ہوں کہ کوئی کہتا ہے پڑھو۔ اس کی خبر ورقہ بن نوفل کو دی گئی جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے رشتہ میں بھائی تھے۔ ورقہ بن نوفل نے عرض کیا کہ اب جب کبھی یہ آواز آئے تو آپ اطمینان سے سنتے رہیں۔ چناں چہ پھر یہ ہوا کہ حضرت جبرئیل حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ پڑھیے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۱) الحمد للہ رب العالمین (۲)۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ مگر دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے سورہ اقراء نازل ہوئی۔ (نعیمی) یہ دوسری روایت زیادہ مشہور ہے۔

سورہ فاتحہ کے اسماء مع وجہ تسمیہ:۔ یہ سورہ کثیر الاسماء ہیں اور کثیر الاسماء ہونا اس کے فضل وشرف پر دلالت کرتا ہے۔ چناں چہ مفسرین کرام نے اس سورہ کے کل بیس اسماء گنائے ہیں۔ مگر یہاں اختصاراً صرف وہی نام ذکر کیے جاتے ہیں جو تفسیر خازن میں مذکور ہیں۔

فاتحۃ الکتاب، سورۃ الحمد، امُّ القرآن، سبع مثانی، وافیہ، کافیہ۔

فاتحۃ الکتاب:۔ اس لیے کہتے ہیں کہ مصاحف و تعلیم و تلاوت قرآن اور نماز کا آغاز اسی سورہ سے ہوتا ہے۔ **سورۃ الحمد:** اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے شروع میں لفظ الحمد آیا ہے۔ **امُّ القرآن:** اس لیے کہتے ہیں کہ ام کے معنی ہیں اصل کے اور یہ سورہ پورے قرآن پاک کی اصل ہے۔ اس لیے کہ جس قدر مضامین پورے قرآن پاک میں تفصیلاً ہیں وہ سب اجمالاً اس سورہ میں موجود ہیں۔ **سبع مثانی:** اس لیے کہتے ہیں کہ اس لفظ کے معنی ہیں سات مکرر آیتیں۔ چوں کہ اس سورہ میں سات آیتیں ہیں اور دوبارہ یہ نازل ہوئی۔ اس لیے اس کا یہ نام ہوا۔ علاوہ ازیں نماز کی ہر رکعت میں اس کی تکرار ہوتی ہے۔ اس لیے اس کو سبع مثانی کہتے ہیں۔ **سورہ وافیہ:** اس لیے کہتے ہیں کہ وافیہ کے معنی ہیں پوری ہونے والی۔ اس سورہ میں یہ خصوصیت ہے کہ یہ نماز کی ہر رکعت میں پوری سورہ ہی پڑھی جاتی ہے۔ دوسری سورتیں اگر دو رکعت میں تین آیتیں یا زیادہ پڑھ دی جائیں تو جائز ہے۔ **سورہ کافیہ:** اس لیے کہتے ہیں کہ یہ دوسری سورتوں کے بدلے میں کافی ہوتی ہے اور کوئی سورہ اس کا بدل نہیں ہوسکتی۔ (خازن)

الحمد للہ:۔ الحمد کی الف، لام یا تو استغراقی ہے یا عہدی ہے۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان میں مذکور ہے۔ استغراق ہونے کی صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہر حمد ہر زمانے میں ہر حالت میں ہر حمد کرنے والے سے خاص ہے اللہ تعالیٰ کے لیے، الف لام سے حمد کا عام ہونا معلوم ہوا اور حمد کے عام ہونے سے حامد (تعریف کرنے والے) کی عمومیت معلوم ہوئی۔ اور چوں کہ یہ جملہ اسمیہ ہے اس لیے دوام یعنی ہمیشگی کا پتہ چلا۔ تو اب اس کا مفہوم ہوا کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے کسی حالت میں کرے سب تعریف اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

کی ہوئی۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں تو ظاہر ہے کہ بلاواسطہ وہ اللہ کی تعریف ہے اور اگر اس کے کسی مخلوق و مصنوع کی تعریف کریں مثلاً کسی نبی، ولی، زمیں، آسمان، چاند، سورج اور ستارے وغیرہ جس کی بھی تعریف کی جائے تو یہ بالواسطہ اللہ ہی کی تعریف ہوئی۔ کیوں کہ ہر چیز کا خالق اور صانع اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ اور مخلوق و مصنوع کی تعریف در حقیقت اس کے خالق و صانع کی تعریف ہوتی ہے۔ مثلاً مکان، میز، کرسی کی تعریف حقیقت میں اس کاریگر کی تعریف ہوتی ہے جس نے وہ مکان، میز یا کرسی بنایا۔ اسی طرح دنیا کی ہر چیز کی تعریف حقیقت میں اس کے بنانے والے کی تعریف ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف در حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف و توصیف ہے۔ اور الحمد کی الف، لام عہدی ہونے کی صورت میں معنی ہوں گے حمد کامل۔ اور حمد کامل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد خود فرمائی یا وہ جو انبیاے کرام علیہم السلام کی زبانوں سے نکلی یا وہ حمد جو اولیاء اللہ رب تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت علامہ شیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں شیخ قیصری کا قول نقل فرماتے ہیں کہ حمد تین قسم پر ہے۔ قولی، فعلی، حالی۔ حمد قولی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا۔ جیسا کہ اس نے اپنی حمد و ثنا انبیاے کرام علیہم السلام سے کرائی ہے۔ حمد فعلی وہ ہے جو اعمال بدنیہ سے ادا کی جائے۔ خواہ عباداتِ خیرات سے جس میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بارگاہ تک پہونچنا مقصود ہو کیوں کہ جیسے انسان کو حمد کا زبان سے ادا کرنا لازم ہے اسی طرح ہر عضو کے مطابق حمد کی ادائیگی ضروری ہے۔ حمد حالی وہ ہے جو روح و قلب سے ادا کی جائے یعنی روح و قلب کا کمالات علمیہ و عملیہ سے موصوف ہونا۔

للہ:۔ للہ میں لام حرف جار استحقاق کے لیے ہے۔ اب مفہوم ہوا کہ تمام طرح کی حمد کا مستحق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لفظ اللہ۔ رب تعالیٰ کا اسم ذات ہے جس کی لفظی تحقیق باسم اللہ کے تحت کی جا چکی ہے۔

رب العلمین:۔ رب کے معنی ہیں مالک، پالن ہار اور عالمین عالم کی جمع ہے۔ عالم عَلَم سے بنا ہے جس کے معنی ہیں نشان۔ دنیا کو عالم اس لیے کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز اپنے پیدا کرنے والے کی نشان و پہچان ہے۔ اور عالم ماسوا خدا تمام موجودات کو کہتے ہیں۔ تفسیر خازن اور روح البیان میں ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم ہیں اور یہ دنیا یعنی زمین و آسمان جو ہمیں نظر آرہے ہیں ان میں سے ایک عالم ہیں اب اس کا مفہوم یہ ہوا کہ جتنے بھی عالم ہیں سب کا مالک حقیقی اور پالنے والا اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ جو بھی کسی چیز کا مالک ہے اللہ کی عطا سے مالک مجازی ہے۔

الرحمٰن الرحیم:۔ ان دونوں الفاظ کی بسم اللہ شریف کے تحت گذر چکی ہے۔ یہاں صرف اتنا سمجھ لیں کہ بسم اللہ میں اللہ تعالیٰ کے ان دو صفات کا ذکر ہوجانے کے باوجود سورۂ فاتحہ میں دوبارہ اس لیے ذکر کیے گیے تاکہ واضح ہوجائے کہ بسم اللہ شریف سورۂ فاتحہ کا جز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ایک سورہ میں رحمت کا دوبارہ ذکر نہ ہوتا کیوں کہ قاعدہ ہے کہ دو ہم جنس چیزوں کو ایک مقام پر دوبارہ ذکر کرنا خلاف قاعدہ ہوتا ہے (اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں) مدارک، روح البیان۔

مالک یوم الدین:۔ لفظ مالک مَلک سے بنا ہے۔ جس کے لفظی معنی ہیں تعلق، مضبوطی اور قوت۔ بادشاہ کو مَلک اس لیے کہتے ہیں کہ اس کو اپنے مملوک اور رعیت سے تعلق بھی ہوتا ہے اس پر قدرت بھی ہوتی ہے اور مضبوطی سے سب پر قابض بھی ہوتا ہے۔ (نعیمی) اس لفظ کے قرأت میں اختلاف ہے بعض اسے مالک یعنی مع الف پڑھتے ہیں اور بعض اسے مَلک یعنی بغیر الف پڑھتے ہیں۔ مگر مالک پڑھنا بہتر ہے کیوں کہ اس میں ثواب کی زیادتی ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کے مالک میں چار حرف ہے اور ملک میں تین حرف ہے اور قرآن پاک کے ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ لہذا مالک پڑھنے پر چالیس نیکیاں اور ملک پڑھنے پر تیس نیکیاں ملے گی۔ یوم کے معنی ہیں دن اور دن عند الشرع صبح صادق اور غروب آفتاب کے مابین وقت کا نام ہے۔ مگر یہاں مطلق وقت مراد ہے کیوں کہ دن آفتاب کی حرکت سے ہوتا ہے اور قیامت کے دن آفتاب کی حرکت نہیں ہوگی۔ لفظ دین کے معنی ہیں بدلہ، فیصلہ۔ جس سے مراد قیامت کا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن سب کا فیصلہ فرمائے گا اور جزا و سزا فرمائے گا۔ مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرمارہا ہے کہ اے میرے بندو میری حمد و ثنا کے بعد تم بے خوف نہ ہوجانا بلکہ حمد و ثنا کے ساتھ میری اطاعت اور فرمابرداری اور اوامر و نواہی کی پابندی بھی کرتے رہنا کیوں کہ وہ دن آنے والا ہے جس دن ذرہ ذرہ کا حساب اور فیصلہ کیا جائے گا اور ہر شخص کو اپنے اعمال کا صلہ اور بدلہ دیا جائے گا۔ ☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

پیغام حدیث

شرحِ حدیثِ نیت

(آخری قسط)

از : مفتی محمد عثمان رضوی

حدیث: فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

ہجرت کا معنیٰ: ہجرت کا لغوی معنیٰ چھوڑنے کے ہے، حدیث پاک میں ہے المهاجر من حجر ما نهى الله عنه. یعنی: مہاجر وہ ہے جو اللہ کے منع کردہ اشیا کو چھوڑ دے۔ اور شرعی معنیٰ دین بچانے کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کو کہتے ہیں۔

ہجرت کبھی فرض ہوتی ہے، کبھی واجب، کبھی سنت، کبھی مستحب، کبھی حرام، کبھی مکروہ اور کبھی خلاف اولیٰ۔ ہجرت بوقت ضرورت اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ اسلامی سن حضور ﷺ کی ہجرت کی یادگار ہے جسے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایجاد فرمایا۔

دنیا کا معنیٰ: دنیا، دنو بمعنی قریب ہونا سے مشتق ہے، فعلیٰ اسم تفضیل مونث کے وزن پر ہے۔ دنیا کا معنی بہت زیادہ قریب ہونے والی ہے۔ اور چوں کہ دنیا زوال وفنا کے بہت زیادہ قریب ہے اسی لیے اسے دنیا کہتے ہیں۔ شرعی اعتبار سے دنیا کی تعریف میں دو قول ہیں:

(۱) ایک یہ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے، وہ دنیا ہے۔ (۲) دوسرے یہ کہ تمام مخلوقات ماسوا اللہ جل جلالہ، خواہ اعراض ہوں خواہ جواہر دنیا ہیں۔

ہجرت کے اقسام: سید ابرار واخیار حضور اقدس ﷺ کے عہد مبارک میں چار قسم کی ہجرت ہوئی۔ (۱) حبشہ کی ہجرت اولیٰ (۲) حبشہ کی ہجرت ثانیہ (۳) قبل فتح، مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت (۴) قبائل عرب کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت۔ احادیث کریمہ میں جہاں کہیں بھی ہجرت کا لفظ مطلق آیا ہے اس سے مراد مدینے کی طرف ہجرت ہے۔ اس کے علاوہ احادیث میں ہجرت کا اطلاق درج ذیل معانی پر بھی ہوا ہے:

(۱) شرعی وجوہ کی بنا پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا جیساکہ بعض احادیث میں آیا ہے: جب تک توبہ منقطع نہ ہوگی ہجرت بھی منقطع نہ ہوگی اور توبہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونے کے بعد منقطع ہوگی۔ (ابوداؤد ونسائی) اور فرمایا: جب تک جہاد ہے ہجرت ہے۔ جب تک دشمن اسلام کے خلاف لڑتا رہے گا ہجرت ہے۔ (مسند امام احمد) اسی میں ایک حدیث یہ بھی ہے: ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی۔ زمین کے اچھے لوگ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی ہجرت کی جگہ (ملک شام) میں منتقل ہوجائیں گے اور بقیہ زمین پر بدترین لوگ رہ جائیں گے۔ (۲) منہیات شرعیہ سے باز رہنا جیساکہ حدیث شریف (المهاجر من حجر ما نهى الله عنه) میں مذکور ہوا۔

ہجرت میں اللہ اور اس کے رسول جل وعلا و ﷺ کی رضا و خوشنودی کی نیت کرے، اس کی ہجرت واقعی اللہ و رسول جل وعلا و ﷺ کی طرف ہی ہوگی۔ حدیث کے الفاظ بتارہے ہیں کہ عبادات میں اگر کسی نے رضاے رب کے ساتھ حضور ﷺ کی رضا کی نیت شریک کی تو یہ شرک نہیں بلکہ افضل و اعلیٰ ہے بلکہ عبادتوں کو کامل و اکمل کرتی ہے۔ دیکھیں ہجرت عبادت ہے مگر فرمایا گیا الی اللہ و رسولہ، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے پاس جانا اللہ عزوجل کے دربار میں حاضری دینے کو جانا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

حضور ﷺ جب تک مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما میں جلوہ افروز رہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مکہ میں رہے اور جب آقاے کریم ﷺ ہجرت فرماکر مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا و تکریما تشریف لے گئے تو صحابہ بھی وہاں تشریف لے گئے، مال و دولت اور آل و اولاد کی پرواہ نہ کی۔ وہاں جانے کو اللہ کے پاس جانا قرار دیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر جگہ حضور ﷺ ہی کے دم کی بہار ہے، ان کے بغیر اجڑا دیار ہے، مکہ مکرمہ میں رہنا عبادت ہے مگر جب حضور ﷺ وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اگرچہ وہاں کعبہ ہے، زمزم ہے، صفا و مروہ، منیٰ و عرفات و مزدلفہ اور دیگر مقامات مقدسہ ہیں

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

مگر صحابہ نے وہاں سے ہجرت ضروری سمجھا اور پھر مدینہ میں حضور ﷺ کی تجلی ہو گئی تو وہاں رہنا عبادت قرار پایا، عبادتوں میں ثواب کا دریا اس طرح جوش مارنے لگا کہ ایک نیکی پر پچاس ہزار نیکیوں کا ثواب، بیماریوں کا گھر شفاخانہ بن گیا۔ اخلاق و حمیت کی خوش بودار ہوا چل گئی کہ انصار مدینہ نے مہاجرین کے لیے دل کے بند دریچے وا کر دیے، انھیں اپنے گھروں، باغوں اور زمینوں میں برابر کا حصہ دار بنایا حتی کہ اگر کسی انصار کی دو بیویاں تھیں تو ایک کو طلاق دے کر مہاجر بھائی کے نکاح میں دے دیا۔ اندیشہ تھا کہ کوئی مکان، زمین یا عورت کی لالچ میں ہجرت کرے اسی لیے حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ یہاں النیات میں نیت سے مراد ارادۂ فعل نہیں بلکہ مراد ہے ہر کام پر ثواب چوں کہ حسن نیت ہی پر مبنی ہے اور نیت بد سے اچھے سے اچھا کام بیکار ہے؛ اس لیے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اور ان کی اقتدا میں صاحب مشکوۃ نے اس حدیث سے کتاب کا آغاز کیا کہ قاری و مقری، شیخ و تلمیذ تعلیم و تعلم بہ نیت خیر کریں، کسی فاسد نیت سے نہ کریں ورنہ سب محنت اکارت اور رائیگاں ہے۔

☆☆☆

(صفحہ نمبر ۱۰ کا بقیہ حصہ.........)

ان تمام کتب معتبرہ کے حوالے سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مسجد میں نماز جنازہ مکروہ تحریمی ہے جو حرام کے مثل ہے۔ لہٰذا بغیر عذر شرعی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں اور سخت سردی اور تیز دھوپ کے سبب بھی مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا حکم نہ دیا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۷ میں تحریر فرماتے ہیں:

" نماز جنازہ بہت ہلکی اور جلد ہونے والی چیز ہے اتنی دیر دھوپ کی تکلیف ایسی نہیں کہ اُس کے لیے مکروہ تحریمی گوارا کیا جائے اور مسجد کی بے حرمتی روا رکھیں"۔

رہی تیز بارش تو جس طرح بارش میں جنازہ لے کر گھر سے مسجد اور مسجد سے قبرستان تک لے جائیں گے اسی طرح بارش میں مسجد کے باہر جنازہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور اگر بارش میں جنازہ لے کر نکلنا اور دفن کرنا تو ممکن ہو لیکن نماز جنازہ پڑھنا کسی طرح ممکن نہ ہو تو اس صورت میں بوجہ شرعی مجبوری "الضرورات تبیح المحظورات" ضرور نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی رخصت دے دی جائے گی بشرطے کہ وہاں کہیں بھی مدرسہ، مسافر خانہ، شادی ہال، یا ہال نما مکان نہ ہو۔ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کے عذر لوگ عموماً بارش، دھوپ اور سردی وغیرہ ہی بیان کرتے ہیں جب کہ یہ عند الشرع ناقابل قبول ہے۔ اور رہی عید گاہ میں نماز جنازہ تو عند الشرع اس میں نماز جنازہ جائز ہے جیسا کہ سید العلما حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رضی اللہ عنہ اپنی مشہور تصنیف لطیف طحطاوی علیٰ مراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۳۲۶ میں تحریر فرماتے ہیں:

"لاتکرہ فی مسجد اعدلھا وکذا فی مدرسة و مصلی عید"۔

لہٰذا صورت متنفسرہ میں مسجد میں بلا ضرورت شرعی نماز جنازہ ناجائز، مکروہ اور ممنوع ہے اور عید گاہ میں جائز۔

و اللہ تعالیٰ اعلم و علمہ أتم و أحکم.

☆☆☆

(صفحہ نمبر ۱۳ کا بقیہ حصہ.........)

ان کی قسمت بدل جائے گی مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہو سکا۔ اس وقت حکمراں ماؤنوازوں نے بھی بہانگ دہل یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ صدیوں پرانے اس عدم مساوات کو ختم کر کے ملک کے لیے ایک نیا آئین بنائیں گے جس میں ظلم اور زیادتی کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی مگر ارکان پارلیمنٹ نے مجوزہ چارٹر یا مسودہ قانون پر لاحاصل بحث میں کئی سال گزار دیے جس سے "ہالیاز" یعنی جبری محنت کرنے والے کسانوں کے علاوہ دوسرے لاکھوں غریبوں کو بھی مایوسی ہوئی۔ نیپال میں آج بھی ۲۵ فیصد افراد یومیہ ۱.۲۵ ڈالر سے بھی کم کماتے ہیں۔ ماؤنوازوں کے بعد آنے والی حکومتوں نے بھی اس حوالے سے ان مجبور اور بے بس بیگار کرنے والوں کو جھوٹی تسلیاں دیتے رہے مگر انہیں ان کی محنت کا صلہ ملا اور نہ زمینوں کی کاشتکاری کے لیے انہیں مفت زمینیں دی گئیں۔ اب بھی ان کی زندگی زمینداروں کے رحم و کرم پر ہے۔ ایسے ہی بدنصیب لوگوں میں پریار بھی ہے جو نسل در نسل جبری کھیتی باڑی کر رہا ہے۔

(ماہنامہ "المذاہب" لاہور)

☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

پیغام فقہ وفتاوی

آپ کے مسائل؟

از: مفتی محمد عثمان رضوی

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے سلسلے میں کہ مسجد یا عید گاہ میں نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔ کتب فقہ کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب سے نواز کر عند اللہ ممنون وماجور اور عند الناس مشکور ہوں۔ المستفتی: محمد ضیاء الدین سیتامڑھی

الجواب

اللهم هداية الحق و الصواب

بے شک مسجد میں نماز جنازہ مکروہ تحریمی، ناجائز اور گناہ ہے۔ حدیث شریف اور احناف کی معتبر کتابوں سے یہی ثابت ہے، جیساکہ ہدایہ اولین صفحہ ۱۶۱ میں ہے:

" لا يصلى على ميت فى مسجد جماعة لقوله عليه السلام: من صلى على جنازة فى المسجد فلا اجر له"۔

یعنی جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے اس کے لیے کوئی ثواب نہیں۔ اور البحر الرائق جلد دوم صفحہ ۱۸۶ میں ہے:

"ولا فى مسجد لحديث ابى داؤد مرفوعاً من صلى على ميت فى المسجد فلا اجر له و فى رواية فلا شئى له "۔

یعنی مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اس لیے کہ سنن ابوداؤد میں مرفوعاً حدیث پاک ہے کہ جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے کوئی ثواب نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لیے کچھ بھی نہیں۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۵ میں ہے:

صلوٰة الجنازة فى المسجد الذى تقام فيه الجماعة مكروهة ۔

یعنی جس مسجد میں باجماعت نماز قائم ہوتی ہے اس میں جنازہ مکروہ ہے۔ اور عنایہ مع فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۹۰ میں ہے:

"لا يصلى على ميت فى مسجد جماعة اذا كانت الجنازة فى المسجد فالصلوٰة عليها مكروهة باتفاق اصحابنا " ۔

یعنی جماعت کی مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے جب کہ مسجد میں ہو تو نماز مکروہ ہے ۔ یہ ہمارے اصحاب رضی اللہ عنہم کا متفقہ فیصلہ ہے۔ اور شامی جلد اول صفحہ ۵۹۳ میں ہے:

"كما تكره الصلوٰة عليها فى المسجد يكره ادخالها فيه "۔

یعنی جس طرح نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے اسی طرح جنازہ کا مسجد میں داخل کرنا بھی مکروہ ہے۔ اسی طرح فتاویٰ قاضی خان، فتح القدیر، شرح وقایہ، عمدۃ الرعایہ، مراقی الفلاح، طحطاوی اور در مختار وغیرہ تمام کتب فقہیہ معتبرہ میں تصریح ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں مکروہ وممنوع ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔ جیساکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ قاطع شرک وبدعت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ کے مسجد میں مکروہ تحریمی ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ چناں چہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۷ میں ہے:

"جنازہ مسجد میں رکھ کر اس پر نماز مذہب حنفی میں مکروہ تحریمی ہے"۔

اور صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۵۸ میں مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:

""مسجد میں جنازہ مطلق مکروہ تحریمی ہے خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر، سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض کہ احادیث کریمہ میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی ہے"۔

اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب مثل حرام کے ہے جیساکہ در مختار میں ہے: "كل مكروه اى كراهة تحريمة حرام اى كالحرام فى العقوبة فى النار"۔

یعنی ہر مکروہ تحریمی استحقاق جہنم کا سبب ہونے میں حرام کے مثل ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۹ پر...........)

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

نیپال کا تاریخی نقشہ

پیغامِ امروز

محمد صدام حسین

نیپال کا جغرافیائی نقشہ: نیپال، چاروں طرف سے ہمالیہ کی بلند وبالا چوٹیوں سے گھری ریاست ہے۔ جنوبی ایشیا کا یہ ملک جس کے شمال میں چین ہے اور مشرق مغرب اور جنوب میں ہندوستان کی سرحدیں ہیں کم و بیش ستاون ہزار مربع میل کے رقبے پر پھیلا ہے۔ جغرافیائی تنہائی کی طرح ۱۹۵۰ء تک نیپال سیاسی طور پر بھی تقریباً ساری دنیا سے کٹا ہوا تھا۔ ایک محلاتی سیاسی تبدیلی کے بعد سے اس ملک کا باقی دنیاؤں سے بھرپور تعارف ہوا۔ ”کھٹمنڈو“ یہاں کا دارالحکومت ہے جو ہمالیہ کی نشیبی پہاڑیوں کے عین دامن میں واقع ہے۔ یہ شہر ملک کا سب سے بڑا سیاسی، تجارتی، صنعتی اور ثقافتی مرکز بھی ہے لیکن ان سب کے باوجود اس کی اصل وجہ شہرت سیاحت ہے، دنیا بھر کے شوقین سیاح ایشیا کے دل فریب نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے لیے اس شہر کا سفر کرتے ہیں۔ کھٹمنڈو کے سیاحوں کی آمد نیپال کے لیے زرِ مبادلہ کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ہندو، بدھ اور مسلمان اس شہر میں بستے ہیں۔

نیپال میں مختلف حکومتیں: ماہرین بشریات کے مطابق نیپال کی سرزمین پر انسانوں کے قدموں کے نشان دس ہزار سال قدیم تک ملتے ہیں۔ قدیم نیپال کی معلوم تاریخ کا سراغ اگرچہ پہلی صدی قبل مسیح میں ملتا ہے لیکن مورخین کے اندازوں کے مطابق موجودہ نیپال کی تاسیس اٹھارویں صدی میں ہوئی۔ ”کیرانٹ“ کی پہاڑیوں میں آباد قبائل کھٹمنڈو کے اولین حکمران مانے جاتے ہیں۔ ۴۰۰ عیسوی کے لگ بھگ یہاں پر ”لکچاوی“ خاندان نے اپنی حکومت قائم کی اور کھٹمنڈو کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ ”لکچاوی“ اور پھر اس کے ساتھ ساتھ ”مالا“ خاندان کے ادوار میں ہندوستانی تہذیب و ثقافت کو یہاں قبول عام حاصل ہوا۔ ”لکچاوی“ خاندان نویں صدی مسیحی تک یہاں پر حکمرانی کے جھولے جھولتا رہا۔ اس کے بعد نیپال کا ازمنہ وسطی کا دور آتا ہے جس کی تحریری دستاویزات نہ ہونے کے برابر ہیں، شاید اس زمانے میں برہمنیت کے غلبے کے باعث تعلیم پر توجہ نہیں دی گئی۔ کچھ ناپختہ معلومات سینہ بہ سینہ روایتی داستانوں کی صورت میں پہنچی ہیں لیکن ان پر کسی تاریخی شہادت کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔

اٹھارویں صدی کے وسط ۱۷۶۹ء میں یہاں پر ”شاہ“ خاندان کی حکومت قائم ہوئی اور ”پرتھوی نریان شاہ“ اس خاندان کا پہلا حکمران بنا۔ اس زمانے میں نیپال کی سرحدیں اتنی وسیع ہوئیں کہ ہندوستان میں تاج برطانیہ اور نیپال آمنے سامنے ہوگئے اور ۱۸۱۴ء سے ۱۸۱۶ء تک ان کے درمیان جنگ وجدل کا بازار گرم رہا یہاں تک کہ نیپال موجودہ جغرافیہ تک اس زمانے سے محدود ہوگیا۔ انیسویں صدی میں نیپال ایک بار پھر سیاسی عدم استحکام کا شکار ہوا اور ”جنگ بہادر“ جو رانا خاندان کا بانی تھا، نیپال کا خود ساختہ وزیر اعظم بن گیا۔ اس نے بادشاہ کے اختیارات محدود کردیے اور وزارت عظمی کے منصب کو ملوکیت کی شکل دے کر اپنے خاندان میں جاری کردیا۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران نیپال نے برطانیہ کی دل کھول کر مدد کی جس کے بدلے کے طور پر برطانوی حکومت نے ۱۹۲۳ء میں ایک معاہدے کے ذریعے نیپال کی آزادی کا وعدہ کیا۔ دوسری جنگ عظیم میں بھی نیپال نے گورکھا افواج کی کمک بھیج کر برطانیہ کی عسکری مدد کی۔ ۱۹۴۰ء میں رانا خاندان کے حکمران مسلسل تنقید کا نشانہ بننے لگے اور بالآخر ۱۹۵۱ء میں نیپال میں جمہوریت بحال کردی گئی۔

نیپال کے باشندے: ۲۰۰۸ء کے مطابق نیپال کی آبادی تین کروڑ نفوس تک پہنچ رہی تھی، ”نیپالی“ زبان یہاں کی دفتری زبان ہے اور یہ دنیا کی واحد ریاست ہے جس کا سرکاری مذہب ”ہندومت“ ہے۔ یہاں کی آبادی دو بڑے بڑے گروہوں پر مشتمل ہے، ایک ہندوستانی نیپالی ہیں جن کے آباو اجداد جنوب سے وارد ہوئے تھے اور دوسرے تبتی نیپالی ہیں جن کے بڑے، شمال سے ہجرت کرکے اس سرزمین میں داخل ہوئے تھے۔ ایک زمانے سے اکٹھے رہتے ہوئے ان دونوں گروہوں کے درمیان اگرچہ بہت سارے مشترکات ہوچکے ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے اپنی جداگانہ لسانی، تہذیبی اور ثقافتی شناخت ترک نہیں کی۔

ہندوستانی نیپالی قوموں کے لوگ سنسکرت سے نکلی ہوئی زبانیں بولتے ہیں اور ہندومت کے پیروکار ہیں، جب کہ نیپالی زبان بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہے۔ ہندوستانی نیپالیوں کے درمیان بھی بہت

حال مقیم: دوحہ، قطر

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

سارے گروہ ہیں لیکن وہ ہندوؤں کے ذات پات کے تصور سے تعلق رکھتے ہیں۔ تبتی نیپالی گروہ بھی متعدّد قبائل کا حامل ہے جن میں سے "نیوار"، "شرپا"، "گورنگ"، "ماگر"، "تامانگ"، "رائی"، "لمبو" اور "بھٹائی" زیادہ مشہور اور تعداد اور آباد علاقوں کی وسعت میں بھی بہت زیادہ ہیں۔اگرچہ یہ قبائل بھی نیپالی زبان بولتے اور سمجھتے ہیں لیکن ان میں سے ہر قبیلہ تھوڑے بہت فرق کے ساتھ اپنی اپنی زبان ہی بولتا ہے۔تبتی نیپالیوں کا مذہب سائیبیریا سے آئے ہوئے مذہبی رجحانات کا مرغوبہ ہے جس میں ارواح کا تصور غالب ہے، تاہم بدھ مت کے پیروکار بھی اس گروہ میں بکثرت ملتے ہیں۔باقی سارے ملک میں بھی بدھ مت کے ماننے والے بکثرت ہیں اس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ "گوتم بدھ" کی جائے پیدائش "لمبینی" نیپال میں ہی واقع ہے۔"مانگ" قبائل کے لوگ نیپال کے اندر ہمالیہ کی بلند و بالا چوٹیوں کے مکین ہیں اور پوری دنیا سے الگ تھلگ تنہائی کی زندگی گزار رہے ہیں، یہ بدھ مت پر سختی سے عمل کرنے والے اور خالص تبتی نسل کے لوگ ہیں۔ تجارت، زراعت اور سخت کوشی سے ان کی زندگی عبارت ہے۔ان کے کھیتوں میں آلو، گندم، باجرہ اور مکئی اگائے جاتے ہیں جو ان کے اور ان کے جانوروں کی تسلسل حیات کے ضامن ہیں۔رانا خاندان کے دور اقتدار (۱۸۴۶ - ۱۹۵۱ء) میں صرف اعلیٰ نسل کے شہریوں کو تعلیم کی سہولت میسر تھی جب کہ انقلاب کے بعد کم از کم پرائمری تعلیم سب آبادی کے لیے لازمی قرار دے دی گئی ہے۔

نیپال کی معیشت: نیپال کی معیشت میں زراعت کو نمایاں مقام حاصل ہے اور ملک کی ۹۰٪ آبادی اس پیشے سے وابستہ ہے۔ "ترائی" کا علاقہ خاص طور پر زرعی اعتبار سے بہت بارآور خطہ ہے۔ چاول، مکئی، آلو، متعدّد چکنے بیج، گنا، جو اور تمباکو یہاں کی نقد آور فصلیں ہیں۔ صنعتیں صرف زراعت کی بنیاد پر ہی چل پاتی ہیں یا پھر ہندوستان سے درآمد شدہ خام مال سے تیاری بھی کچھ کارخانوں میں ہوتی ہے۔بڑی بڑی صنعتیں حکومت کے زیر انتظام چلتی ہیں جن میں چینی، سگریٹ، ماچس، جوتے، سیمنٹ اور اینٹیں تیار کی جاتی ہیں۔ نجی صنعتیں صرف قالین بافی اور ٹوکریوں یا ٹنکوں سے بنی اشیا تک ہی محدود ہیں۔نیپال میں پٹرول، مشینری اور کھاد درآمد کی جاتی ہیں جب کہ گیہوں، قالین کپڑا اور چمڑے کی مصنوعات یہاں سے برآمد کی جاتی ہیں۔۱۹۹۰ء کے آئین میں نیپال سیاسی طور پر آئینی بادشاہت کا ملک قرار دیا گیا۔ ۲۰۰۶ کے بعد سے بادشاہ کے بہت سارے اختیارات وزیر اعظم کو منتقل کر دیے گئے جو انتخابات کے نتیجے میں اکثریتی جماعت کا نمائندہ ہوتا ہے۔قانون سازی کے دو ادارے ہیں جن میں سے قومی کونسل براہ راست منتخب کی جاتی ہے اور قومی کونسل ایوان بالا کی حیثیت رکھتی ہے۔

نیپال میں مسلمانوں کی آمد: تاریخی طور پر نیپال میں مسلمانوں کی ابتدا کا کھوج لگانا کافی مشکل ہے تاہم تیرہویں صدی میں جب بختیار خلجی نے یہاں حملہ کیا تو اس کے کچھ مسلمان سپاہی یہاں رہ گئے جو یہاں کے اولین مسلمان باشندے تھے۔پندرہویں صدی میں کشمیری مسلمان تاجر بھی یہاں پر وارد ہوئے۔لیکن ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب یہاں کے بادشاہ نے ملکہ "بیگم اودھ" کو پناہ دی تو اس وقت مسلمانوں کے انبوہ کثیر نے نیپال کا رخ کیا اور "ترائی" کے علاقے میں آباد ہوئے۔اب تک نیپال میں مسلمانوں کا ۹۷٪ "ترائی" میں ہی آباد ہے، یہ علاقہ بہار اور یوپی کی سرحدوں سے ملحق ہے۔

اسلام یہاں کا اقلیتی مذہب ہے اور یہاں کے مسلمان ہندوستان سے آکر آباد ہوئے۔صدیوں سے ہندوؤں کی مقدس کتب کی یہاں پر بادشاہی رہی، بدھ مت کو تو ہندوؤں نے اپنا فرقہ بنا لیا اس لیے انہیں کوئی دقت پیش نہ آئی لیکن مسلمانوں کے لیے بہت کڑی شرائط کے ساتھ زندگی گزارنا ممکن رہا۔مسلمانوں کو اسلام کی تبلیغ اور اپنی شرعی اصطلاحات تک کے استعمال سے روک دیا گیا اور وراثت کا قانون بھی ہندوؤں کے مطابق ہی جاری رہا، ریاست ایسے مسلمان کو سزا دیتی تھی جو ان پابندیوں کی خلاف ورزی کرتا تھا۔ صدیوں تک یہ صورت حال مسلمانوں کے لیے بہت تکلیف دہ رہی۔ ۱۸۵۳ء کے آئینی حکم میں مسلمانوں کو ملیچھ نسل قرار دیا گیا اور بہت برا سلوک کیا جاتا رہا تاآنکہ ۱۹۶۳ء کے قانون میں سب شہریوں کو برابر کے حقوق میسر آئے لیکن مسلمانوں کے خلاف پھر بھی امتیازی سلوک جاری رہا تاہم بادشاہ نے اس قانون کے بعد اپنی پنچائت میں ایک مسلمان رکن کو شامل کیا اور مدرسے کھولنے کی اجازت بھی مل گئی۔سرحد پار کے مسلمانوں نے اس قانونی رعایت کے بعد اپنے مسلمان نیپالی بھائیوں کی دل کھول کر مدد کی اور ۲۰۰۸ء کے مطابق نیپالی سرحد کے ساتھ ہندوستان کے علاقے میں ۳۰۰ مدارس اور اس سے زیادہ مساجد ہیں جب کہ ۱۸۱

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

مدارس اور ۲۸۲ مساجد نیپال کے اندر واقع ہیں اور اس کے علاوہ بہت سے اسکولز اور دینی تربیت کے دیگر ادارے بھی قائم ہیں۔ ۱۹۹۱ء کے مطابق حکومتی اعداد وشمار مسلمانوں کو ۴.۳٪ بتلاتے ہیں جب کہ مسلمانوں کا دعوی ہے کہ وہ ۱۰٪ کی تعداد کے حامل ہیں۔

یوں تو ہمیشہ سے ہی نیپال عالمی سطح پر احتجاج، مظاہر یا ور ہڑتالوں کی وجہ سے سیاسی عدم استحکام کا شکار رہا ہے، لیکن ادھر کچھ دنوں سے حکومت کی دوہری پالیسیوں، ناانصافیوں، بدعنوانیوں اور غیر ذمہ دارانہ طرز عمل کے سبب پورا نیپال جس سیاسی بحران اور عوامی مظاہروں کے نرغے میں پھنس کر اپنی قسمت کا رونا رو رہا ہے اس طرح کے مناظر شاید آج سے پہلے نہیں دیکھے گئے ہوں گے، یہ تو سبھی کو معلوم ہے کہ نیپال ایک طویل زمانے تک راج شاہی کے خمار میں ڈوب کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا، اس دوران نیپال کو تاریخ کے کن عجیب وغریب دور کا سامنا کرنا پڑا اس کی بھی ایک طویل داستان ہے، لیکن اب سے چند سال پہلے جب اس ملک نے راج شاہی دور کے ماحول سے اپنا دامن چھڑاتے ہوئے جمہوریت کے سائے میں اپنے سفر کی شروعات کی اور قوم ومذاہب کے لوگوں کو برابر کا حق دیے جانے کے وعدے کے ساتھ مستقبل کے لیے رخت سفر باندھا تو نہ صرف ہر طبقہ نے اس اقدام کا خیر مقدم کیا بلکہ ہر کسی نے اس کی تعمیر و ترقی کے لیے وہ اقدامات کیے جسے نیپال کی تاریخ کے شاندار دور کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر یہ بھی تاریخ کا ہی ایک چونکانے والا باب ہے کہ ملک کی جمہوریت کا سپنا پورا ہونے کے ساتھ ہی حکومتی سطح پر نیپال کی عوام خاص کر ترائی علاقوں میں رہنے والے لوگوں سے کیے جانے والے وعدوں اور ارادوں کو فراموش کرتے ہوئے نیپال کی تعمیر وترقی میں اپنا مثالی کردار ادا کرنے والی مدھیشی قوم کے ساتھ ناانصافیوں اور وعدہ خلافیوں کا ایسا لامحدود سلسلہ شروع ہو گیا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے پورے نیپال کو غیر یقینی حالات کا شکار بنا دیا تاریخ پر نگاہ رکھنے والے جانتے ہیں کہ مدھیشی قوم وہ جماعت ہے جس نے نیپال کی آبرو کو بچانے اور اس کی معاشی واقتصادی صورت حال کو مستحکم بنانے میں آج تک وہ نمایاں رول ادا کیا جسے نظر انداز کر کے نیپال کی تاریخ کے نئے باب کی شروعات نہیں کی جا سکتی اور اس سے بھی شاید انکار کی کوئی گنجائش نہیں کہ آج اگر نیپال اپنی اقتصادی پوزیشن کو برقرار رکھنے میں کسی بھی حد تک کامیاب ہے اور پڑوسی ممالک میں اپنی مصنوعات کی فروخت کے لیے جگہ تلاش کرنے میں کامیابی کے ساتھ رواں دواں ہے تو بس یہ مدھیشی قوم کی ناقابل فراموش قربانیوں کا مرہون احسان ہے ورنہ سچ تو یہ بھی ہے کہ اگر ان کمزور مدھیشیوں نے نیپال کی آبرو کو بچانے میں اپنی جدوجہد کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا تو شاید نیپال بہت پہلے خود فراموشی کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لیے دم توڑ دیا ہوتا، اور ہاں اگر اس ملک کے پورے پس منظر پر نگاہ ڈالی جائے تو اس کا اقتصادی منظر نامہ بتاتا ہے کہ نیپال کی ترقی کا اسّی فیصد انحصار انہی غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے لوگوں کی شب وروز قربانیوں پر ہی ہے اور یہی مدھیشی قوم ہے جو حکومت کے اوپر آنے والے ہر بوجھ کو اپنے سروں پر برداشت کرتی ہے، بلکہ یہ کہ لیا جائے کہ انہی لوگوں نے آج تک نیپال کو اقتصادی عدم استحکام کی صورت حال کا سامنا کرنے سے بچا رکھا ہے، لیکن ان تمام سچائیوں کو نظر انداز کر کے ترائی علاقوں میں اپنی زندگی گزارنے والے افراد کے ساتھ ناانصافیوں کا جو گھناؤنا دور قانون سازی کے پہلے دن سے ہی شروع ہوا تھا اور مدھیشیوں کے حقوق کو پامال کیے جانے کی جو منظم مہم چھیڑی گئی تھی وہ دور کسی بھی صورت ختم ہونے کا نام نہیں لیتا، بلکہ قانون سازی کے دوسرے مرحلے میں بھی جس بے دردی اور غیر ذمہ داری کے ساتھ ترائی علاقہ میں رہنے والے لوگوں کی حقوق تلفی کی نئی کہانی لکھی جا رہی ہے اس سے پورے نیپال پر ایک برا اثر پڑے گا۔

نیپالی ۲۵ فیصد افراد کی آمدنی یومیہ سوا ڈالر سے کم: پابندی کے ۶ سال بعد بھی لوگوں سے بیگار لی جا رہی ہے، ”ہالیاز“ ظلم وستم کی اس چکی میں پس رہے ہیں ہمالیائی مملکت نیپال میں لوگوں سے بیگار لینے یا جبری محنت مزدوری کرانے کا سلسلہ ایک عرصے سے جاری تھا۔ ۶ سال قبل برسر اقتدار آنے والی بائیں بازو کی حکومت نے اس ظالمانہ رواج اور طریقہ کار پر سخت پابندی لگا دی تھی مگر پابندی کے صرف ۶ سال بعد ہی بے زمین کسانوں اور کھیتوں میں کام کرنے والے مزدوروں کا استحصال پھر زور وشور سے شروع ہو گیا۔ کاشتکاری اور کھیتی باڑی کرنے والے یہ افراد جنہیں مقامی زبان میں ”ہالیاز“ بھی کہا جاتا ہے۔ ظلم وستم کی اس چکی میں پس رہے ہیں۔ وہ کئی نسلوں سے زمینداروں کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ ماؤ باغیوں کی قیادت میں ۲۰۱۴ء میں برسر اقتدار آنے والی حکومت سے ان بیچاروں کو امید تھی کہ ان کے دن پھر جائیں گے۔ (باقی صفحہ نمبر ۹ پر.................)

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

یادرفتگاں

نیپال میں حضرت مخدوم شعیب فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیضان

(۶۸۸ھ۔۸۲۴ھ)

مفتی محمد رضا قادری مصباحی

سلسلۂ فردوسیہ کے بطلِ جلیل، پروردۂ حضرت مخدوم جہاں، شہباز ولایت حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی ابن مخدوم جلال الدین منیری ابن مخدوم عبد العزیز ابن شیخ الاسلام حضرت امام تاج فقیہ، رحمہم اللہ، کی ولادت ۱۲/ ربیع الآخر ۶۸۸ھ بروز دوشنبہ مطابق ۱۵/ مئی ۱۲۸۹ء کو ان کے نانیہال موضع "کچانواں" بہار میں ہوئی۔ آپ حضرت مخدوم جہاں، شیخ شرف الدین یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپ کے پردادا حضرت تاج فقیہ اپنے وقت کے شیخ الاسلام اور نام ور فقیہ و محدث تھے۔

حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ اخبار الاصفیادر احوال الاولیاء (فارسی) مصنفہ عبد الصمد بن افضل محمد بن یوسف الانصاری کے قلمی مخطوطہ ۱۸۰۰ء کے صفحہ ۳۴ پر یہ تحریر موجود ہے "شیخ یحیی بن اسرائیل منیری نور اللہ مرقدہ جدش از قدس بمنیر آمدہ، علم اسلام زدوبوطن مراجعت نمود سراج المجد از آثار اوست۔ وشیخ از متقدمین واکابر وقت بود۔ ارشاد از شیخ شہاب الدین سہروردی داردوہم از شیخ نجم الدین فردوسی۔[۱]

ترجمہ: شیخ یحیٰی بن اسرائیل منیری نور اللہ مرقدہ کے دادا قدس خلیل سے منیر تشریف لائے، اسلام کا پرچم گاڑکر اپنے وطن واپس ہوئے۔ سراج المجد ان کی نشانیوں میں سے ہے۔ اجازت و خلافت شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ نجم الدین کبری فردوسی رحمہااللہ سے حاصل تھی۔

یہ کتاب خدابخش اورینٹل لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ تذکرۃ الکرام اور مرآۃ الکونین میں بھی آپ کو شیخ شہاب الدین سہروردی کا مرید و خلیفہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اپنے زمانے کے بڑے علماو مشائخ میں سے تھے۔ الخلیل (شام) سے نقلِ سکونت کرکے بہار کے قصبہ منیر میں قیام پذیر ہوئے۔ بعض مصنفین نے آپ کو شہاب الدین غوری کا ہم عصر بتایا ہے۔ مولانا محمد فقیہ کی ذات سے منیر اور اس کے مضافات میں اسلام کی بہت اشاعت ہوئی۔ کچھ عرصہ آپ نے منیر میں قیام کرکے وطن مراجعت فرمائی اور زندگی کا بقیہ حصہ خلیل ہی میں بسر کیا۔ آپ کا خاندان بدستور منیر میں رہا۔[۲]

ماں کی طرف سے بھی آپ کا نسب حضرت تاج فقیہ سے ملتا ہے۔ آپ کے نانا شیخ ابوبکر ابن شیخ ابراہیم ابن شیخ اسماعیل ابن امام تاج فقیہ ہیں حضرت مخدوم شعیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادر زاد ولی تھے۔ اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے ہوتا ہے، مناقب مخدوم شعیب میں ہے:

جب بندگی مخدوم عالم پناہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شکم مادر میں تھے، ایک دن آپ کی والدۂ محترمہ حسب معمول اپنے حجرہ شریف میں مشغول تلاوت تھیں کہ اسی حالت میں آپ پر غنودگی طاری ہوئی اور آپ محو خواب ہوگئیں۔ اسی اثنا میں بندگی حضرت مخدوم جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجرہ شریف میں تشریف لائے۔ حضرت بی بی صاحبہ کو نیند میں پایا، مگر آواز تلاوت کلام اللہ کی سن کر سخت متحیر ہوے۔ غور فرمایا تو معلوم ہوا کہ آواز تلاوت حضرت بی بی رحمۃ اللہ علیہا کے شکم پاک سے آرہی ہے۔ سمجھ گئے کہ آواز اس ولد مسعود کی ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے "السعید من سعدفی بطن أمه" اور جو مادرزاد ولی ہی نہیں بلکہ اپنے وقت کا عظیم المرتبت، سردار طائفۂ اولیا ہوگا اور وہی ہوا۔[۳]

مخدوم کا آبائی وطن شیخ پورہ تھا۔ آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم وتربیت اپنے وقت کے قطب المشائخ، حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحیٰ منیری کی بارگاہ میں ہوئی۔ شیخ نے آپ کو سلسلۂ فردوسیہ میں مرید کیا اور مجاہدات وریاضات میں لگا دیا۔ مدتہاے دراز تک آپ نے اپنی عمر جنگلوں، پہاڑوں اور ویرانوں میں بسر فرمائی اور ایسی ایسی ریاضات شاقہ کیے کہ ان کو سن کر انسان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مجاہدات کی تکمیل کے بعد شیخ نے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت مخدوم شعیب مورنگ (نیپال) کے جنگلوں میں:

جس زمانہ میں آپ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مخدوم جہاں

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ تربیت مجاہدات کبری میں مشغول تھے۔ آپ مُورَنگ کے پہاڑوں پر پہنچ گئے اور گھنے جنگل میں انسانی آبادی سے دور ایک جگہ یادِ حق میں مشغول ہوگئے۔ آپ پر اِستغراقی کیفیت طاری ہوئی، تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ ایک مدت تک آپ اسی حالت میں ایک ہی جگہ ایک نشست پر بیٹھے رہے۔ ایک چرواہا اپنے ریوڑ کو لے کر برابر آتا اور آپ کو اس حال میں دیکھ کر سخت حیران ہوتا اور کچھ نہ بولتا۔ جب ایک مدت تک اسی حال میں ایک ہی جگہ دیکھتا رہا، تو اس کے دل میں کچھ خیال آیا اور وہ ڈرتا ڈرتا آپ کے قریب گیا، آواز دی اور کچھ پوچھا، مگر کوئی جواب نہ ملا۔ بہت ہی نحیف آواز مخدوم کے منہ سے نکلی، مگر اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اس چرواہے نے شہر میں آکر لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا، رفتہ رفتہ یہ بات راجا نیپال کے کانوں تک پہنچی، اس نے کچھ عقل مند لوگوں کو اس چرواہے کے ساتھ روانہ کیے تاکہ حقیقت حال کا پتہ لگائیں اور راجا کو اس سے مطلع کریں۔ یہ لوگ چرواہے کے ساتھ اس مقام تک پہنچے اور مخدوم کے قریب جاکر حال دریافت کیا اور ان سے پوچھا:

آپ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟

اس وقت مخدوم حالت استغراق میں تھے۔ ایسے بے ہوش تھے کہ اپنی بھی خبر نہ تھی۔ ان کے جوابات کون دیتا؟(۴)

سید شاہ امین احمد فردوسی، سجادہ نشین، خانقاہ معظم بہار شریف (وصال ۱۳۲۱ھ، ۱۹۰۲ء) کے بقول آپ کی یہ حالت تھی۔

در زمانیکہ ہمیگشت بکوہ و صحرا
اتفاقا گذر افتاد بمورنگ اورا
چوں برفتند ز احوال بسے پر سیدند
سخنے از لب مہ ہوش ولے نہ شنیدند
زاں کہ بودست درآنحال چناں مستغرق
کہ نہ بودش خبر از بے خودی خود مطلق(۵)

سید شاہ امین احمد فردوسی قدس سرہ کی یہ مثنوی کئی ہزار اشعار پر مشتمل فارسی ادب عالی کی شاہکار ہے۔ ۱۵۴/ اشعار میں آپ نے مخدوم شعیب فردوسی کے فضائل و مناقب بیان کیے ہیں اور ۱۲۰ اشعار کے ذریعہ مورنگ میں آپ کے مجاہدات کبری کے احوال بیان کیے اور یہ عنوان قائم فرمایا: تشریف آوری مخدوم شعیب قدس سرہ العزیز بمورنگ وچلہ برآوردن در چاہ تاریک تا دوازدہ سال۔

مخدوم شعیب راجا نیپال کے سامنے: صاحب مناقب شعیب مولانا عبد الواسع صدیقی نے بڑی تفصیل کے ساتھ نیپال میں ان کے مجاہدات اور شاہ نیپال کے دربار میں حاضری کے واقعہ کو قلم بند فرمایا ہے۔

راقم الحروف ذیل کی سطور میں اس کی تلخیص پیش کرتا ہے:

آخر ان لوگوں نے اپنی فراست سے سمجھ لیا کہ یہ کوئی مرد کامل ہیں۔ ڈولے پر حضرت کو سوار کیا اور راجا کے دربار میں اسی استغراقی کیفیت میں لے کر آگئے۔ راجا، حضرت مخدوم کو اس حالت میں پاکر بہت متحیر ہوا۔ آپ کو پکارا، سوال کیا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ حضرت مخدوم کے منہ سے کچھ ایسی موہوم آواز نکلتی تھی جو ان کے سمجھ سے باہر کی تھی، لیکن اس نحیف آواز سے انھیں یہ یقین ہوگیا کہ حضرت مخدوم میں زندگی کے آثار موجود ہیں اور وہ زندہ ہیں۔

راجا کا گرو ایک جوگی تھا جو اس کے نزدیک مرد کامل تھا۔ راجا نے اسے بلوا کر حضرت مخدوم کے متعلق پوچھا کہ بتائیے یہ کون ہیں اور کس حال میں ہیں؟ راجا کے گرو نے انھیں دیکھ کر بتایا کہ ابھی کچھ کہنا مشکل ہے۔ اس لیے کہ یہ ابھی دھیان میں مشغول ہیں۔ جب محویت سے فارغ ہوں گے تو معلوم ہو سکے گا کہ یہ کون ہیں؟

راجا نے حضرت مخدوم کو اسی حالت اِستغراق میں چھوڑا اور محافظوں کو آپ کی خدمت پہ مامور کر دیا اور تاکید کی کہ جب اور جس وقت آپ استغراق سے نزول فرمائیں، مجھے فوراً خبر کرو۔ تین چار دنوں کے بعد حضرت مخدوم نے استغراقِ وحدت سے عالم کثرت میں نزول فرمایا۔ اپنے گرد و پیش پہاڑ نہ پاکر اور لوگوں کا ہجوم دیکھ کر دریافت فرمایا: تم لوگ کون ہو، اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟

لوگ اسی انتظار میں تھے کہ آپ ہوش میں آئیں تو راجا کو خبر دی جائے۔ لوگ دوڑتے ہوئے راجا کے پاس خبر لے کر گئے کہ وہ مرد کامل اب باتیں کرنے لگا ہے۔ راجا نے حضرت کو ڈولے میں سوار کرا کر اپنے پاس بلوایا اور احوال دریافت کرنا شروع کیے، مگر چوں کہ حضرت مخدوم، کثرتِ ریاضت سے اس قدر ناتواں اور نحیف ہو چکے تھے کہ گفتگو کی طاقت بھی باقی نہ رہی۔ ایک دو باتوں کا جواب دے کر خاموش ہوگئے۔

راجا نے اپنے گرو جوگی کو طلب کیا اور کہا مجھ سے تو آپ باتیں نہیں کرتے، دیکھیے آپ کچھ پوچھیے شاید کچھ جواب دیں۔ جوگی نے دیکھا کہ جسم کا کپڑا تو جسم سے جالگا ہے اور ناتوانی کا یہ حال ہے کہ تن مبارک میں نہ گوشت ہے نہ خون۔ اس حال میں آپ کسی سے باتیں ہی کیا کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

نے راجا کو مشورہ دیا کہ اس حال میں ان سے گفتگو ممکن ہے۔ چند دنوں تک ایسی ترکیب کی جائے کہ ان کے جسم میں کچھ قوت آجائے اور کلام کر سکیں۔ راجا نے فوراً اپنے دربار کے نام ور اطبا کو اکٹھا کیا اور انھیں حکم دیا کہ آپ کا ایسا علاج کرو کہ جلد از جلد قوت آجائے۔ ان معالجین نے علاج شروع کیا اور تھوڑی تھوڑی غذا مخدوم کو دی جانے لگی۔ حضرت کی باطنی قوت تو حد درجہ کمال کی تھی، جسمانی قوت بھی ایک ہفتہ میں عود کر آئی۔ راجا کو اس کی خبر ملی، اس نے فوراً حکم دیا کہ حضرت کو میرے سامنے لایا جائے اور اپنے گرو جوگی کو بھی پاس بلوایا کہ اب آپ گفتگو کریں۔ اور حقیقت حال کا پتہ لگائیں کہ یہ کون ہیں؟ جوگی نے آتے ہی حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا آپ کون ہیں؟

آپ نے کہا: میں مسلمان ہوں۔

یہ معلوم ہوتے ہی وہ آپ سے بحث کرنے لگا۔ حضرت نے اس کی بحثوں کا شافی جواب دیا اور اسلام پر اعتراضات کا ایسا رد کیا کہ وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔ جب اپنے دین باطل کی صداقت پر دلیلیں لانے سے عاجز آگیا تو اس نے مجاہدات وریاضت باطنی پر بحث شروع کی اور کہنے لگا: آئیے ہم اور آپ ایک چلہ تک بغیر کچھ کھائے پیے ایک ہی نشست پر ایک طرح بیٹھ جائیں، دیکھیں کس کی فتح ہوتی ہے۔

مخدوم شعیب بارہ سال تک بے آب ودانہ پاٹن کنویں میں بند: حضرت مخدوم نے اس کی ان ہفوات کو سن کر فرمایا: کیا کہتے ہو؟ ہمارے مَشرب میں چالیس دنوں کا چلہ تو عورتیں اور بچے کر لیتے ہیں، ہم تو مرد ہیں۔ میری رائے ہے کہ ایک کنواں کھدوایا جائے اور اس کے دو جانب دو بڑے طاق، ہم دونوں کے بیٹھنے کے لائق بنوائے جائیں اور ہم دونوں کنویں کے اندر ایک ایک طاق میں ایک دوسرے کے مقابل ہو کر بیٹھ جائیں۔ پھر کنویں کا منھ ریختہ سے پٹوا کر بالکل بند کر دیا جائے اور کم از کم بارہ سال کا چلہ بے آب ودانہ تمام کریں۔

راجا یہ سن کر متعجّب ہوا اور تمام ارکان دولت حیرت میں ڈوب گئے۔ آخر یہ بات طے پائی اور چارو ناچار جوگی کو بھی منظور کرنا ہی پڑا۔ آبادی سے باہر ایک کنواں کھودوایا گیا اور اس میں دو طاق بنوا ے گئے۔ حضرت مخدوم شعیب رحمۃ اللہ علیہ وضو فرما کر ایک طاق پر قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور آپ کے بالمقابل دوسرے طاق پر جوگی پورب کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ راجا کے حکم سے کنویں کا منہ ایک بہت بڑے پتھر سے پاٹ کر بند کر دیا گیا۔ چوں کہ اس کنویں کو پاٹ کر بند کیا گیا تھا اس لیے یہ بعد میں پاٹن کنواں کے نام سے مشہور ہوا۔ لوگ سخت حیران تھے اور عام طور پر یہ سمجھتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس دنوں میں دونوں ختم ہو جائیں گے، بھلا بارہ سال تک بھی کوئی بے آب ودانہ رہ سکتا ہے، جہاں ہوا کا بھی گذر نہ ہو، مگر انھیں کیا معلوم تھا کہ حضرت مخدوم، آفتاب وماہتاب، جھلملاتے تاروں، دریاؤں اور پہاڑوں کو اپنا رب تسلیم کرنے والے نہ تھے بلکہ وہ رب العالمین، قادر مطلق کے پرستار تھے۔ ۱۲/ سال کا یہ چلہ کسی ساحرانہ طاقت کے بل پر نہیں بلکہ اس خداے ذوالجلال کی دی ہوئی طاقت کے سہارے کرنے جا رہے تھے، جس نے بحر قلزم کی گہرائیوں میں شکم ماہی کے اندر حضرت نوح علیہ السلام کو چالیس دن تک زندہ وسلامت رکھا اور فرمایا اگر وہ میری تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتے تو قیامت تک شکم ماہی میں رہ جاتے۔

”فلو لا انّه کان من المسبّحین لَلَبِثَ فِی بطنه اِلٰی یومِ یُبعَثُون“۔(۶)

اور جس نے اصحاب کہف کو طرطوس کے پہاڑوں پر ایک غار کے اندر تین سونو (۳۰۹) سال تک صحیح وسلامت رکھا۔

”وَلَبِثُو فی کهفهم ثَلٰثَ مائةٍ سِنِینَ وَازدادُو تِسعاً“۔(۷)

ایام گذرتے رہے، کچھ دنوں تک تو اس واقعہ کا چرچا ہر زبان پر جاری رہا لیکن امتدادِ زمانہ کے ساتھ لوگ اسے بھولتے رہے یہاں تک کہ بھول گئے، لیکن راجا کو اس کی فکر تھی۔ وہ ماہ وسال گنتا رہا۔ یہاں تک کہ بارہ سال کا طویل زمانہ گذر گیا اور وہ دن آگیا کہ کنواں کھولا جائے۔

بارہ سال کے بعد پاٹن کنواں کھولا گیا: راجا اپنے دربار کے تمام وزرا، عقلا اور ارکان دولت کو لے کر کنویں پر آیا۔ اس نے اسے ویسا ہی بند پایا جیسا کہ روز اول تھا۔ بادشاہ نے کنویں کے منہ پر سے وزنی پتھر کے ہٹانے کا حکم دیا۔ پورا شہر اس منظر کو دیکھنے کے لیے امنڈ آیا تھا۔ پتھر کھولا گیا، کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت مخدو شعیب فردوسی رحمۃ اللہ علیہ، طاق پر قبلہ رو اسی طرح بیٹھے ہیں، اگر چہ آپ کا نحیف جسم اس حالت کو پہنچ گیا ہے کہ چمڑا ہڈیوں سے جا لگا ہے اور تاریک کنواں آپ کی جبینِ مبارک کے لمعات نور سے چمک رہا ہے۔ دوسری طرف دوسرے طاق میں جوگی کی گلی ہوئی ہڈیوں کے ریزے پڑے ہیں۔ اس منظر کو دیکھ ر راجا اور تمام اہالیان شہر حضرت مخدوم کے

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

معتقد ہو گئے اور اسلام کی حقانیت وصداقت کا سکہ ان کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ راجا نے چاہا کہ حضرت کو طاق سے باہر لایا جائے مگر اطباء دربار نے منع کیا اور عرض کیا کہ اس طرح اگر آپ کو باہر لایا گیا تو آپ کے جسم کو ہوا لگنے سے بعض امراض کے لاحق ہونے کا خطرہ ہے۔ اس لیے اس کی ترکیب یہ ہے کہ چند آدمی اندر جائیں اور آپ کے بدن پر روئی کے ملکے نمدے روغن میں بھگوکر چسپاں کریں تاکہ ہوا جسم میں اثر نہ کرے۔ طبیبوں کی رائے پر عمل کرتے ہوئے اس طرح آپ کو کنویں سے باہر لایا گیا۔ راجا نے حضرت کو خاص محلِ شاہی میں جگہ دی، شاہی محل کے تمام ارکان، رانی اور شہزادوں سمیت سب نے حضرت کی خدمت کو اپنے لیے باعث فخر سمجھا۔ (اُس وقت بادشاہ کا دار السلطنت، کرتی پور، کاٹھمنڈو میں تھا)

صاحب گل فردوس (شاہ امین احمد فردوسی) فرماتے ہیں:

ہمچناں کر د بر آور د و بقصر خود برد
واندر آنجاش بدست زن وفرزند سپرد
ناز بس حسن عقیدت ہما خدمت بکنند
دل ودیں باختہ تحصیل سعادت بکنند (۸)

شاہی طبیب نے ایک چلہ (چالیس دن) تک اسی طرح آپ کو روئی میں لپیٹ کر رکھا۔ چالیس دن کے بعد حضرت مخدوم کے جسم میں حرکت ہوئی اور چند دنوں بعد آپ نے دودھ کی غذا شروع کی۔ چھ سات ماہ میں آپ تندرست ہو گئے اور جسمانی طاقت عود کر آئی۔ راجا کو حضرت مخدوم سے بے حد عقیدت ہو گئی تھی اور ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت بجالانا باعث افتخار سمجھتا تھا۔

حضرت مخدوم کی مورنگ سے واپسی اور راجا نیپال کو صدمہ: اتنے لمبے عرصہ کے بعد اب حضرت مخدوم کو وطن واپس ہونے کی خواہش ہوئی۔ آپ نے مورنگ سے واپسی کا ارادہ کیا، یہ واقعہ کاٹھمنڈو کا ہے۔ صاحب مناقب شعیب سے اس امر میں تسامح ہوا ہے کہ انھوں نے مورنگ کا دائرہ کاٹھمنڈو تک بڑھادیا۔ جبکہ مورنگ کا اطلاق موجودہ براٹ نگر کے علاقہ پر ہوتا ہے۔ اس جنگل میں آپ کو دیکھا گیا تھا پھر وہاں سے شاہی دار السلطنت کاٹھمنڈو لایا گیا۔ شاہ نیپال کو آپ کی جدائی کا بڑا صدمہ ہوا، رخصت کے وقت آب دیدہ ہو کر اس نے اتنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا کہ حضرت مخدوم نے اس کے ملک کے لیے بہت دعائیں کیں اور راجا کو دعائیں دے کر رخصت ہوئے۔ جس کا اثر اب تک اس ملک میں محسوس کیا جاتا ہے۔

سوانح مخدوم شعیب رحمۃ اللہ علیہ کے مصنف نے اس کنویں کے متعلق لکھا ہے:

وہ کنواں جس میں حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال تک چلہ کش رہے تھے، اب تک زیارت گاہ عام وخاص ہے اور محلِ اجابت دعا ہے اور اب تک یہ رسم چلی آئی ہے کہ جو شخص راج گدی پر بیٹھتا ہے پہلے اس کنویں پر جاکر کھانا اور مٹھائی بہت نیاز مندی سے آپ کی روح مبارک پر نذر ونیاز کراتا ہے اور اس دن مساکین وغربا کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے، بعدہ وہیں پر رسم تلک ودستار بندی انجام پاتی ہے۔ (۹)

مخدوم شعیب کے ہاتھ پر نیپال کے راجہ کا قبول اسلام: مخدوم شعیب فردوسی کے حوالے سے مذکورہ بالا واقعہ کا ذکر آج سے تقریباً ڈیڑھ صدی پیشتر بہار کے نامور محقق عالم دین مولانا سید فرزند علی منیری (ولادت ۱۲۵۳ھ وفات: ۶/ ذی قعدہ ۱۳۱۸ھ) نے اپنی کتاب وسیلۂ شرف میں کیا ہے۔

مخدوم شعیب علیہ الرحمہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

نقل ہے کہ آپ جنگل مورنگ میں مشغول حق تھے۔ عالم استغراق میں کونین سے بے خبر ہو گئے اور کچھ دنوں اسی حالت سے رہے ایک چرواہا نے کہ وہاں آتا جاتا تھا جب کئی دن ایک جگہ پر ایک حالت سے آپ کو دیکھا شہر میں خبر دی وہاں کا راجہ آیا اور بتعظیم وتکریم آپ کو اٹھوا کر اپنے گھر لے آیا۔ آپ کو طاقت گویائی نہ تھی۔ راجہ کا گرو کہ جوگ میں پورا تھا آپ کو دیکھ کر بولا کہ یہ ابھی اپنے دھیان میں چڑھے ہوئے ہیں جب دھیان سے اتریں گے بولیں گے۔ الغرض جب افاقہ ہوا لوگوں نے جو حال پوچھا تو ضعف کے باعث ایک بات بولے اور چپ ہو گئے جب دو چار روز میں طاقت آئی اور کچھ بولے تو جوگی نے سمجھا کہ یہ مرد مسلمان ہیں۔ اس کے دل میں حسد وعداوت پیدا ہوئی۔ القصہ ایک دن وہ اپنے مذہب کی تائید اور دینِ اسلام کی تردید کرنے لگا۔ اپنے دلیلوں سے اس کو لاجواب کیا تو ریاضت ومجاہدہ میں بحث کرنے لگا اور بولا کہ آؤ ہم دونوں چلہ کریں اور چالیس دن بے آب ودانہ رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ چلہ تو ہمارے مذہب کے بچے کرتے ہیں آؤ بارہ برس کا چلہ کریں اور کنویں میں بیٹھ کر اوپر سے پٹوادیں راجہ متعجّب ہوا اور آپ نے جس طرح پر فرمایا راجہ نے حکم کیا اور ایک کنواں کھدوایا اور اس میں طاق بنائے۔ گرو جی مجبور ہوئے ان کی بات زبان کا پاس آبروکی شرم راجہ کے سرتاج تھے جان جائے تو جائے کرنا

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

کیا تھا ایک طاق میں پورب کی طرف منھ کرکے بیٹھے اور وضو کرکے ایک طاق میں قبلہ رخ ہو کر آپ بیٹھے اور اوپر سے پاٹ دیا، مدت معہودہ گزرنے کے بعد راجہ آیا اور کھولا تو گروکی بوسیدہ ہڈیاں نظر آئیں اور آپ اللہ کی یاد میں زندہ تھے۔ یہ عالم ملکوت کی خاصیت اور ملکیت کی صفت تھی کہ بغیر آب و دانہ زندہ رہے۔ یاد حق آپ کی قوت اور قُوت تھی جیسا کہ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں:

قوت جبریل از مطبخ نبود
بود از دیدار خلاق ودود

الغرض راجہ روئی کے پہلون میں بڑی حفاظت سے کہ ہوا نہ لگے آپ کو اپنے گھر لے گیا اور تیمار داری کی۔ جب طاقت آئی رخصت ہوئے اور راجہ اور اس کے قبائل اور شہر کے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے اس راجہ کو اور اس کے راج کو بہت دعائیں دیں اور سر بصحرا ہوئے۔ انتہی بلفظہ [۱۰]

صاحب مرآۃ الکونین مولانا غلام نبی فردوسی نے بھی اس واقعہ کو مرآۃ الکونین میں حضرت مخدوم شعیب فردوسی قدس سرہ کے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔ انھوں نے ان کے حالات میں یہ بھی لکھا ہے۔

مخدوم شعیب کی بارگاہ میں اکثر اجنہ حاضر ہو کر تحصیل علم کرتے۔ [۱۱]

نیپال کے پاٹن کنویں اور پاٹن محلے کی تحقیق: چوں کہ یہ واقعہ آج سے تقریباً ۷۰۰ سال قبل پیش آیا اس لیے تاریخی طور پر یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ واقعی ایسا کوئی کنواں نیپال کی تاریخ میں موجود ہے یا نہیں جہاں یہ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا تھا۔

اس سلسلے میں صاحب مناقب شعیب نے سید جلال الدین شطاری، مصنف ذکر شعیب (فارسی، قلمی) اور سید شاہ امین احمد فردوسی (وفات ۱۹۰۲ء۔ ۱۳۲۱ھ) صاحب گل فردوس کے حوالے سے کچھ حقائق بیان کیے ہیں، جو اس باب میں قابل اعتماد ہیں۔

حضرت سید جلال الدین بن سید حامد بن جمال بن جلال حسینی الشطاری الفردوسی رحمۃ اللہ علیہ (تاریخ وصال معلوم نہیں ہو سکی) نے اپنے رسالہ ذکر شعیب میں اس کنویں کے متعلق مذکورۃ الصدر روایت کے قریب قریب لکھا ہے، فرماتے ہیں:

”واں چاہ راز زیارت گاہ کردہ اند ہر کس کہ راجامی شود بر سر آں چاہ رفتہ طعام و شیرینی نذر ارواح مقدسہ بفقراء صرف می کند“۔ [۱۲]

اندازہ ہے کہ سید جلال الدین شطاری نے اپنے رسالہ میں سب سے پہلے اس کنواں کا تذکرہ کیا ہے۔ ان سے قبل کوئی ماخذ ایسا نظر نہیں آتا جہاں یہ واقعہ مذکور ہو۔ یہ واقعہ حضرت شعیب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مشہور ہے اور نسلاً بعد نسلٍ یہ روایت حضرت سید جلال الدین شطاری تک پہنچی اور انھوں نے ذکر شعیب میں قلم بند کر دیا ہے۔

صاحب گل فردوس بھی ایسا ہی فرماتے ہیں:

چاہ را پس بنمو دند زیارت گاہے
کا ندراں ماند چنیں مرد خود آگاہے
ہم چنیں رسم ہنوز است در آنجا جاری
چوں شود راجۂ نو بر سر چہ یک باری
خواندش فاتحہ اطعام مساکین بکند
از حلاوۃ دہن آں ہمہ شیریں بکند
مشکلے آید اگر پیش کسے را آنجا
بر سر چاہ در آیند پئے مشکلہا [۱۳]

صاحب مناقب شعیب کی تحقیق: مناقب شعیب کے مصنف حضرت مولانا عبد الواسع صدیقی نے جب اس رسالہ کی تالیف کا ارادہ کیا تو حضرت مخدوم شعیب کے سجادہ نشین، حضرت شاہ نجم الدین احمد فردوسی، خانقاہ عالیہ شعیبیہ، شیخ پورہ سے عرض کیا کہ پاٹن کنواں اب کس حالت میں ہے اس کی تحقیق کرنی چاہیے۔ کیوں کہ اس رسالہ کے لیے جو مواد دستیاب ہے وہ بہت پہلے کا ہے اس لیے موجودہ تحقیق بہتر ہوگی۔ صاحب سجادہ نے ایک خط مولانا نصیر الدین نیپالی، حال مقیم موضع پرسا ضلع مظفر پور کو لکھا، اس کا جو جواب انھوں نے بھیجا وہ من وعن ہدیہ قارئین ہے:

مجی و محترمی!

جناب بندہ نواز.......... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی! قبل میں ایک خط ترسیل خدمت کر چکا ہوں، ملا ہوگا۔ موجودہ خبر حسب ذیل ہے۔ کاٹھمنڈو پایۂ تخت نیپال ہے۔ وہاں پانچ سرکار رہتے ہیں، اس سے پورب ایک ڈیڑھ میل پر توری کھیت ہے، جس کو نیپال کہتے ہیں، یہاں تین سرکار رہتے ہیں۔ پانچ سرکار کو بادشاہ یا راجۂ نیپال کہتے ہیں۔ تین سرکار نائب شاہ ہے، پا سوپتی دیوتا، پاسوپت مندر نیپال میں ہے اور کاٹھمنڈو میں ایک کنواں کے اوپر مندر نما شکل ہے۔ یہاں پر ہر خاص وعام کو جانے نہیں

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

دیتے، ملیٹری کا پہرہ چوبیس گھنٹے رہتا ہے۔ یہ کنواں پاٹن کنواں، کہہ کر مشہور ہے اور کاٹھمنڈو کا پاٹن محلہ کہلاتا ہے۔ اس کنواں کے سائڈ میں تین کمرے بنے ہیں جن میں بہت بڑا گدا فریش لگا رہتا ہے جب راجا گدی پر بیٹھتا ہے تو درشن کو جاتا ہے یا اگر کہیں راجا جاتے ہیں تو کنویں کی زیارت کر لیتے ہیں، اگر نہیں جا سکتے تو اپنی تلوار بھیج کر منگواتے ہیں اور زیب تن کر کے باہر جاتے ہیں، پاسوپت مندر عام لوگوں کو درشن کا حکم ہے مگر پاٹن کنواں پر عام لوگوں کو حکم نہیں ہے۔ توری کھیت والے نیپال میں جہاں تین سرکار رہتے ہیں وہاں نائب شاہ کا محل ہے اور محل کی ایک دیوار سے متّصل، دیوار مسجد کی ہے اور اسی کے گرد پرانے زمانہ سے مسلمان ورانا خاندان کے لوگ آباد ہیں۔ وہاں پر سوائے مسلمانوں اور رانا خاندان کے کسی اور دوسری قوم کو آباد ہونے کا حکم نہیں ہے۔ ہر جمعہ کو شاہ نیپال کی طرف سے لڈو نیاز ہوتا ہے۔ اسلام کے کسی رکن کی تعمیل میں رکاوٹ نہیں ہے۔ اس کنویں پر وہاں گدی لگی ہوئی ہے۔ ایک اور بھی کنواں ہے جسے بند کر دیا گیا ہے اس پر کچھ پوجا وغیرہ نہیں ہوتی یہی جوگی کا کنواں ہے۔(۱۴)

عریضہ : محمد نصیر الدین پرسوی

اس کے علاوہ سفیر حکومت نیپال برائے ہند متعیّنہ کلکتہ نے بھی پاٹن کنواں کی حقیقت کا اعتراف کیا اور کہا کہ شاہی خاندان میں بھی ایسی ہی روایتیں مشہور ہیں، مگر ان تاریخی حقائق کے پس منظر میں کون سی شخصیت ہے اس کا پتہ ہم بغیر کسی تحقیق کے نہیں دے سکتے۔ حضرت مفتی عبدالواجد صاحب قبلہ (دربھنگہ) مفتیٔ اعظم ہالینڈ نے راقم سطور سے بیان فرمایا کہ میں نے اس کنویں کی زیارت کی ہے اب اس کو حوض میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ مخدوم شعیب فردوسی کے حوالے سے نیپال میں مجاہدات کی پوری تاریخ مولانا عبد الواسع صدیقی کی کتاب مناقب شعیب کے صفحہ ۱۲۸ تا ۱۴۶ سے نقل کی گئی ہے۔ اس کتاب کی تکمیل مصنف نے ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۲/ اپریل ۱۹۶۴ء میں کیا ہے۔ اور کتاب Taj Tress باری روڈ، گیا، بہار سے چھپی ہے۔ کل صفحات کی تعداد ۲۷۲ ہے۔

Biographical Encyclopedia of Sufis: South Asia کے مصنف حنیف صاحب نے حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین منیری، فردوسی کے تذکرہ کے ضمن میں حضرت مخدوم شعیب فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ایک مستند تذکرہ نگار، عظیم صوفی کی حیثیت سے کیا ہے۔ اصل عبارت پھر اس کا ترجمہ ملاحظہ کریں۔

Hazrat Makhdum Shah Shoob Firdausi (d. 1421 A.D.) Cousin of Makhdum Jahan, and a con termporary of his, records many miracles and acts of super natural power performed by Makhdum Jahan at Rajgari, when he spent sereral years in devotion in course of his forty years of renucition in the Jungle. Manaqibul Asfia it is only source of information about the life and works of the Makhdum, and hence it my be considerded authentic, because it is author also was great Saint, who intrun, performed many miracles in course of this meditation at

Shakpuram District Munghyr. His encounter with the ywgis of Nepal is too well-known, but this cannot be discussed here for want of space(15)

ترجمہ: مخدوم جہاں (شیخ شرف الدین یحیٰ منیری) کے چچازاد بھائی اور ان کے معاصر بزرگ حضرت مخدوم شاہ شعیب فردوسی (م ۱۴۲۱ء) نے "راج گیر" میں مخدوم جہاں کے ذریعہ ظہور میں آنے والے بہت سے کرامات اور مافوق الفطرت کارناموں کو درج کیا ہے۔ راج گیر کے جنگل میں مخدوم جہاں نے ترک دنیا کے دوران مجاہدہ میں کئی برس گزارے۔

مناقب الاصفیاء، مخدوم کی زندگی اور ان کے کارناموں کے بارے میں اطلاع فراہم کرنے کا واحد ماخذ ہے۔ مناقب الاصفیا کو اس لیے مستند سمجھا جاتا ہے کہ اس کے مصنف خود ایک عظیم صوفی تھے، جس کے ذریعہ مونگیر، ضلع کے شیخ پورہ میں استغراق کے دوران بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔

نیپال کے یوگیوں کے ساتھ ان کا مقابلہ بھی مشہور ہے، لیکن جگہ کی قلت کے باعث یہاں اس پر بحث نہیں کی جا سکتی۔

درج بالا اقتباس سے کئی باتیں سامنے آئیں۔

اول یہ کہ مخدوم شعیب فردوسی کوئی مجہول شخصیت نہیں ہے بلکہ یہ حضرت مخدوم جہاں کے عم زادہ اور ان کے معاصر بزرگ ہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

دوم یہ کہ مخدوم جہاں کے حالات پر سب سے پہلی اور مستند کتاب مناقب الاصفیا آپ نے ہی لکھی ہے۔

سوم یہ کہ نیپال میں آپ نے جوگیوں سے مقابلہ فرمایا ہے اور مذہب اسلام کی حقانیت پر نیپال کے جوگیوں سے آپ کا یہ مناظرہ اور مقابلہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، بلکہ تاریخ کے اجالے میں آنے کی وجہ سے مشہور بھی ہے اور لوگوں کو معلوم بھی۔ اسی شہرت اور قلت جگہ کے باعث اسے زیر بحث بھی نہیں لایا گیا۔

حضرت مخدوم شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پہ تفصیلی مطالعہ کے لیے سیرۃ الشرف از حضرت سید شاہ ضمیر الدین احمد بہاری نظامی، ذکر شعیب قلمی مطبوعہ از سید جلال شطاری۔ سوانح مخدوم شعیب از مولانا حافظ وزیر الدین صاحب مرحوم رحمانی، فردوسی، شیخ پوری، شرفا کی نگری مرتبہ، حضرت قیام الدین فردوسی وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ سلسلۂ فردوسیہ کے مشائخ کے حالات پر فارسی زبان میں انتہائی مستند کتاب مناقب الاصفیاء حضرت مخدوم شعیب ہی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اگر چہ ناقدین نے اس پر کلام کیا ہے۔ ان واقعات و احوال سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم نے زندگی کا ابتدائی حصہ مجاہدہ وریاضتوں میں گذارا تھا۔ اس کے بعد خلق کی رشد وہدایت کی طرف متوجہ ہوے۔ شادی فرمائی، خانقاہ قائم کیا اور طریقۂ فردوسیہ کو ہندوستان ونیپال میں فروغ دیا۔

مخدوم کی شادی: والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد موضع بلوری میں شیخ فاروقی خاندان میں آپ کی شادی ہوئی۔ چار صاحب زادے حضرت مخدوم بہاء الدین، مخدوم منصور، مخدوم شیخ مظفر، مخدوم شمس الدین عرف شاہ سمن رحمہم اللہ اور دو صاحب زادیاں حضرت بی بی نانھو اور بی بی چھنو رحمۃ اللہ علیہا ہوئیں۔ صاحب زادیوں سے نسل نہیں چلی۔ (۱۶)

وصال مبارک: ایک صدی تک علم وعرفان اور عشق ومحبت کی خوشبو بکھیر کر ۱۳۶ سال کی عمر پاکر ۱۲ / ربیع الآخر ۸۲۴ھ مطابق ۱۶ / اپریل ۱۴۲۱ء کو مالک حقیقی سے جا ملے۔ مادۂ تاریخ وفات: ’’محرم حق شعیب ولی‘‘ ہے۔ مزار مبارک شیخ پورہ، بہار میں جامع مسجد سے متصل مرجعِ خلائق اور فیض بار ہے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

---

(۱)-اخبار الاصفیا در احوال الاولیاء (فارسی) مصنفہ عبد الصمد بن افضل محمد بن یوسف الانصاری۔ قلمی مخطوطہ مرقومہ ۱۸۰۰ء۔ ص ۳۴۔

(۲)-تاریخ دعوت وعزیمت، ص: ۱۷۶۔ ۱۷۸، ابو الحسن ندوی، مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ، ۲۰۰۷ء۔

(۳)-مناقب مخدوم شعیب۔ مولانا عبد الواسع صدیقی بھاگل پوری، مطبوعہ تاج ٹریس، باری روڈ، گیا ۱۹۶۴ء، ص: ۵۴۔

(۴)-مناقب شعیب، ص: ۱۲۷۔ ۱۲۸، مولانا عبد الواسع صدیقی، بھاگل پور، مطبوعہ: تاج ٹریس، باری روڈ، گیا، ۱۹۶۴ء۔

(۵)-گل فردوس در احوال خواجگان فردوس۔ ص ۲۲۰۔ یہ کتاب مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ سے مصنف کی حیات میں جنوری ۱۸۸۴ء / ربیع الاول ۱۳۰۱ھ میں چھپی ہے میرے سامنے یہی نسخہ ہے۔ اس کا عکسی نسخہ فقیر کے کتب خانہ قادریہ میں محفوظ ہے۔

(۶)-پ: ۲۳، س: صافات، آیت: ۱۴۳۔ ۱۴۴۔

(۷)-الکھف: ۲۵۔

(۸)-گل فردوس در احوال خواجگان فردوس۔ ص ۲۲۴۔ مطبوعہ مطبع نامی منشی نولکشور، لکھنؤ، ۱۸۸۴ء / ۱۳۰۱ھ

(۹)-مرجع سابق۔ مولانا عبد الواسع صدیقی

(۱۰)-وسیلۂ شرف، موئلفہ مولانا سید فرزند علی منیری۔ ص ۲۲۔ ۲۳۔ مطبوعہ ۱۳۱۳ھ۔ از مطبع احسن۔ پٹنہ۔ اس کا عکسی نسخہ فقیر قادری کے کتب خانہ قادریہ میں محفوظ ہے۔

(۱۱)-مرآۃ الکونین۔ مولانا غلام نبی فردوسی۔ ص ۳۶۳۔ مطبع نامی منشی نولکشور، لکھنؤ۔

(۱۲)-مناقب شعیب۔ مولانا عبد الواسع صدیقی بھاگل پوری، ص: ۱۴۳، مطبوعہ ٹریس باری روڈ گیا

(۱۳)-مناقب شعیب، ص: ۱۴۳، بحوالہ گل فردوسی سید شاہ امین احمد فردوسی (وفات: ۱۳۲۱ھ / ۱۹۰۲ء)

(۱۴)-مناقب شعیب۔ مولانا عبد الواسع صدیقی بھاگل پوری، ص: ۔۔۔ تاج ٹریس، باری روڈ گیا، ۱۹۶۴ء۔

(۱۵)- Biographical encyclopedia of Sufis: South Asia- N. Hanif, Page:360, Published in 2000 A.D.

(۱۶)-مناقب شعیب، ص: ۱۵۹ Taj Tress, Bari road, Gaya 1964

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

یادرفتگاں

محبوبِ سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مردانِ صدق کی ہے نگاہوں میں وہ فسوں　　جس سے بدی فنا ہو اور اوصاف ہو فزوں

محمد علیم الدین نوری

ولادت: حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت یکم رمضان المبارک ۴۷۰ھ مطابق ۱۰۷۷ء کو بروز جمعہ بمقام گیلان ہوئی۔ آپ کے آبا و اجداد کا وطن جیل تھا جسے جیلان اور گیلان بھی کہتے ہیں اور آپ کو جیلانی کہا جاتا ہے۔ (سیر الاقطاب، ص:۱۵۸)

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر فاطمہ بنت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ عنہما بیان فرماتی ہیں کہ میرے ہاں عبد القادر پیدا ہوئے تو رمضان المبارک شروع ہو چکا تھا، ان مقدس ایام میں وہ دن بھر کبھی دودھ نہیں پیتے تھے یعنی روزہ رہتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۵۰)

اسم گرامی: عبد القادر، کنیت: ابو محمد، لقب: محی الدین، پیران پیر، پیر دستگیر، شیخ الشیوخ، محبوب سبحانی، قندیل لامکانی، قطب ربانی وغیرہ۔ نیز آپ "غوث الاعظم" کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔

نسب: آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ والد ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی ہیں۔ اس طرح آپ نجیب الطرفین سید ہوئے۔

ابتدائی تعلیم: حضرت غوث پاک نے ابھی ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا کہ والد گرامی دار فانی سے رخصت فرما گئے، آپ کے نانا حضرت عبد اللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی کفالت و تربیت کی ذمہ داری سنبھالی اور والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سایہ عاطفت میں پروان چڑھنے لگے۔

تکمیل علم: بغداد شریف خلفاے عباسی کی راجدھانی تھا، بغداد کی علمی و روحانی مرکزیت اپنی جگہ قائم تھی، بڑے بڑے علماے کرام، اصحاب فن اور اکابر اہل تصوف و سلوک اس مبارک شہر میں بود و باش رکھتے تھے اور ان کے علمی و روحانی چشمے شب و روز جاری و ساری تھے۔

حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی نے ۴۸۸ھ میں بغداد پہنچ کر اکابر علما سے قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ۴۹۶ھ میں جملہ علوم و فنون سے فراغت پائی۔

بیعت و خلافت: راہ سلوک میں مجاہدہ و ریاضت اور دل کی تطہیر کی منزلیں طے کرنے کے بعد کسی پیر کامل کی آرزو پیدا ہوئی اور شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت و خلافت حاصل کی اور طریقت و سلوک کے آئین و اصول سیکھے۔ کتاب و سنت اور معرفت و سلوک کے رمز شناش ہونے کے بعد حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علوم اسلامی کی تدریس اور ارشاد و ہدایت کی بساط آراستہ فرمائی۔

مسند تدریس و ارشاد: اپنے استاذ و شیخ حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں مسند صدارت کو زینت بخشی اور ابتدا میں وہیں دعوت الی الحق کی محفلیں منعقد کیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے درس و تدریس اور مواعظ حسنہ میں قوت و تاثیر بخشی تھی کہ کچھ ہی عرصہ میں طلبہ و سامعین کی کثرت کی وجہ سے مدرسہ کی عمارت ناکافی ہو گئی اور اس کو مزید وسعت دی گئی لیکن جب تشنگانِ علوم نبوت اور طالبان حقیقت و معرفت کے رجوع عام سے یہ مقام بھی تنگ ہونے لگا تو وعظ و نصیحت کے لیے شہر سے باہر وسیع میدان میں منبر رکھا جانے لگا اور سامعین کی کثرت کا یہ حال ہوتا کہ کبھی کبھی ستر ہزار تک پہنچ جایا کرتی تھی، چار چار سو اصحاب قرطاس و قلم آپ کے مواعظ حسنہ کو تحریر کیا کرتے تھے اور یہ سلسلہ وعظ و تذکیر چالیس سال تک جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ وجاہت و مقبولیت عطا فرمائی جو بڑے بڑے شاہوں کے حصے میں نہیں آئی۔ چناں چہ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"حضرت غوث اعظم کی مجلس میں کل اولیا و انقیا، حیات و اموات، اجساد و ارواح کے ساتھ ساتھ جن و ملائکہ حاضر ہوتے تھے اور حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی تربیت و تائید کے لیے جلوہ فرماتے تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام تو بسا اوقات حاضرین مجلس میں شریک ہوتے تھے اور مشائخ عصر میں سے جس سے ملتے اس کو

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

مجلس شریف میں حاضر ہونے کی تلقین فرماتے تھے۔ نیز فرماتے کہ جس کو فلاح کی خواہش ہو اس کو غوث پاک کی مجلس میں حاضری لازم ہے"۔ (اخبار الاخیار، ص:۱۶)

مریدین کے لیے بشارت: حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے مریدین پر خاص نگاہ کرم فرماتے ہیں یہاں تک کہ سلسلہ قادریہ میں داخل ہونے والے مرید کے اصلاح حال اور مغفرت کی بشارت فرمائی۔ جیسا کہ شیخ ابوالقاسم عمر بزاز بیان فرماتے ہیں:

"میں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور! اگر کوئی شخص اپنے آپ کو حضور کا مرید کہے اور حضور کے ساتھ غلامی کی نسبت ظاہر کرے لیکن وہ آپ کے دست اقدس پر بیعت نہ کی ہو اور نہ ہی اسے یہاں سے خرقہ حاصل ہو تو کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار کیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: قیامت تک جو کوئی ہمارے سلسلہ میں داخل ہو اور خود کو ہمارا مرید کہے تو بے شک وہ ہمارے مریدوں میں داخل ہے، ہم ہمیشہ اس کے ناصر و دستگیر ہیں۔ وقت مرگ خدائے تعالیٰ اسے توبہ کی توفیق بخشے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وعدہ فرمالیا ہے کہ میرے مریدوں، سلسلہ والوں، میرے طریق کی اتباع کرنے والے اور میرے عقیدت مندوں کو جنت میں داخل فرمائے گا"۔ (اخبار الاخیار، ص:۲۱)

احیائے دین: حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زندگی کا اہم حصہ احیائے دین ہے، سچ یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان دین کی مظلومیت نے آپ کو بے قرار کر دیا تھا جس کے سبب آپ بفضل خداوندی کار تجدید و اصلاح میں ہمہ تن مصروف ہوگئے جیسا کہ آپ ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں پے در پے گر رہی ہیں، اس کی بنیاد بکھر رہی ہے، اے باشندگان دین آؤ، جو گر رہا ہے اسے مضبوط کریں اور جو ڈھ گیا ہے اس کی تعمیر جدید کریں۔ یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی، سب کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ اے آفتاب، اے ماہتاب، اے دن، اے رات تم سب آؤ"۔ (ملفوظ، ص:۴۹۸)

اس مختصر سے ارشاد میں احیائے دین کے لیے کتنی تڑپ، کتنا سوز اور کتنا درد چھپا ہوا ہے اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں۔ اسی طرح ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا:

"صاحبو! اسلام رو رہا ہے ان فاسقوں، گمراہوں، مکاروں اور ایسی باتوں کا دعویٰ کرنے والوں کے ظلم سے جو اس میں موجود نہیں ہیں۔ یہ اپنے سر کو تھامے ہوئے فریاد کر رہا ہے"۔ (ملفوظات، ص:۵۰۷)

آپ رضی اللہ عنہ نے عروس البلاد بغداد کے ان تمام طبقات کو جن میں گمراہی و نفاق اور بدکرداری و بداخلاقی پیدا ہو چکی تھی اپنے مواعظ میں بیان فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:

"اے باشندگانِ بغداد! تمھارے اندر نفاق بڑھ گیا ہے اور اخلاص میں کمی ہوگئی ہے، اقوال بڑھ گئے ہیں اور اعمال میں کمی آگئی ہے۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ قول بلا عمل کسی کا نہیں بلکہ تمھارے خلاف حجت ہے۔ نیز قول بلا عمل ایسا خزانہ ہے جو خرچ نہیں کیا جاتا وہ محض دعویٰ ہے جو دلیل و گواہ نہیں رکھتا۔ وہ ایک ڈھانچہ ہے جس میں روح نہیں، کیوں کہ روح تو اخلاص و توحید اور کتاب و سنت پر عمل کرنے سے آتی ہے جو تمھارے اکثر اعمال سے نکل چکی ہے، غفلت سے باز آؤ اور خدا کی طرف پلٹو، اس کے حکم کی تعمیل کرو اور اس کے ممنوعات سے بچو"۔ (فیوض یزدانی، ص:۱۲۰)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے اندر ایمان و اخلاص اور عمل صالح کی روح پھونکنے کی جو کوشش کی اور احیائے دین کا جو اہم فریضہ انجام دیا اس کے بارے میں خود ارشاد فرماتے ہیں:

"یہ آخری زمانہ ہے، نفاق کا بازار گرم ہے اور میں اس طریقہ کو قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین عظام رہے ہیں۔ یہ آخری زمانہ ہے لوگوں کے معبود دراہم و دینار بن گئے ہیں۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح ہوگئے ہیں۔ ان کے دلوں میں گوسالے کی محبت رچ بس گئی ہے اور اس زمانہ کا گوسالہ درہم و دینار بن گیا ہے۔ تجھ پر افسوس ہے تو اس دنیا کے بادشاہ سے جاہ و مال کا طالب کس طرح بنا ہوا ہے اور اپنے مہمات پر کیسے بھروسہ کرتا ہے حالاں کہ وہ عنقریب معزول ہونے والا ہے یا مر جانے والا ہے، اس کا مال و ملک اور جاہ و حشم سب جاتا رہے گا اور ایسی قبر میں رہے گا جو تاریکی، وحشت و تنہائی، غم و اندوہ اور رنج و الم اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہے، وہ حکومت سے ہلاکت کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ ہاں! اگر اس کے پاس نیک عمل اور نیک نیتی ہوگی تو حق تعالیٰ اس کو اپنی نعمت سے ڈھانپ لے گا اور حساب و کتاب میں تخفیف فرمائے گا۔ جو معزول ہونے والا ہے مر جانے والا ہے اس پر بھروسہ مت کرو ورنہ تیری توقع نامراد رہے

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

گی اور مدد منقطع ہوجائے گی"۔ (فیوض یزدانی، ص:۲۰۶)

کرامات: شہر ہمدان کا ایک باشندہ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا، عرض کیا، میں نے اپنے مرحوم باپ کو خواب میں دیکھا ہے وہ عذاب قبر کی وجہ سے سخت پریشان ہے انہوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ سے ان کے لیے دعا کی درخواست کروں۔ حضرت غوث الاعظم نے دریافت فرمایا "وہ میرا مرید تھا"، کہا، نہیں۔ فرمایا "کیا میرے مدرسہ میں پڑھا تھا"، جواب دیا، نہیں، فرمایا "کیا وہ میرے مدرسہ سے کبھی گزرا تھا"۔ ہمدانی نے جواب دیا۔ جی ہاں حضور، حضرت غوث پاک خموش ہوگئے دوسرے دن وہ ہمدانی پھر آیا عرض کیا کہ آج کی رات اپنے باپ کو بہت خوش اور سبز جنتی لباس میں دیکھا ہے میرے باپ فرما رہے تھے کہ حضور غوث پاک کی دعا کی برکت سے مجھ پر سے عذاب اٹھالیا گیا اور جنتی لباس پہنا کر جنت میں جگہ عطا کردی گئی ہے تم ان کی خدمت میں ہمیشہ حاضری دیتے رہنا۔ (سید الاقطاب بحوالہ تذکرۂ مشائخ عظام)

مردوں کو زندہ کرنا: ایک دن حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار تشریف لے جارہے تھے دیکھتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک نصرانی مناظرہ ومباحثہ میں مصروف ہیں، نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل میں دلائل پیش کر رہا تھا۔ دوسری جانب مسلمان حضرت نبی آخر الزماں ﷺ کے فضائل میں دلیلیں لا رہا تھا۔ آخر نصرانی نے اپنا آخری نشانہ لگاتے ہوئے کہا، میرے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام قم باذن اللہ کہ کر مردوں کو زندہ کر دیتے تھے تم بتاؤ تمھارے پیغمبر حضرت محمد مصطفی ﷺ نے کتنے مردے زندہ کیے ہیں مسلمان کچھ سوچنے لگا اتنے میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے نصرانی سے ارشاد فرمایا کہ میرے پیغمبر کا تو ایک ادنیٰ سا معجزہ ہے۔ پیغمبر خدا کے ادنیٰ سے غلام بھی مردوں کو زندہ کرسکتے ہیں تم جس مردہ کو کہو میں زندہ کیے دیتا ہوں، یہ سن کر وہ نصرانی آپ کو ایک پرانے قبرستان کی بہت پرانی قبر کے پاس لیجا کر کہا، اس قبر میں جو مردہ ہے اس کو زندہ کر دیجیے، غوث پاک نے ارشاد فرمایا "یہ قبر ایک قوال کی ہے تیرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قم باذن اللہ کہ کر مردوں کو زندہ کرتے تھے مگر میں کہتا ہوں، قم باذنی، میرے حکم سے اٹھ جا، اتنا کہتے ہی قبر شق ہوئی اور وہ قوال مردہ زندہ ہو کر اپنے قوالی کا باجہ گاجہ کے ساتھ گاتے بجاتے باہر آگیا اور کلمۂ شہادت "اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنے لگا۔ یہ ماجرا دیکھتے ہوئے نصرانی نے بھی اسلام قبول کرلیا اور شیخ کے حلقہ میں داخل ہوگیا۔ (تذکرۂ مشائخ قادریہ، ص،۴۰)

ہوا میں نماز: ایک مرتبہ آپ اہل بغداد کی نظروں سے غائب ہوگئے، لوگ تلاش کرتے ہوئے دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے، دیکھا کہ آپ پانی پر چل رہے ہیں اور مچھلیاں پانی سے منہ نکل کر آپ کو سلام کر رہی ہیں، اسی دوران ایک عمدہ مصلیٰ تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گیا جس پر یہ دو سطریں تحریر تھیں " اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ ۔ السلام عليكم أهل البيت إنه حميد مجيد" اس کے بعد بہت سے لوگ جانماز کے گرد جمع ہوگئے، ظہر کا وقت تھا، تکبیر کہی گئی اور آپ نے لوگوں کی امامت کی جب آپ تکبیر الله أكبر کہتے تو حاملان عرش بھی آپ کے ساتھ تکبیر کہتے، اور جب تسبیح پڑھتے تو آسمان کے فرشتے بھی کہتے اور آپ سمع الله لمن حمده کہتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا کی۔

دعا: اے پروردگار، میں تیری بارگاہ میں تیرے حبیب اور بہترین خلائق حضرت محمد مصطفی ﷺ کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کو جو میری طرف منسوب ہوں بغیر توبہ کے روح قبض نہ کرنا۔

حضرت سہیل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس دعا پر فرشتوں کے بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا گیا، جب دعا ختم ہوئی تو ہم نے سنا: " ابشر فانی قد استجبت لك" ترجمہ: اے عبد القادر! خوش ہو جاؤ، ہم نے تمھاری دعا قبول فرمائی"۔ (برکاتِ قادریہ، ص،۲۳۔ درالجواہر، ص،۴۲/۴۰)

تری دربار میں لاتا ہے رضاؔ اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا
ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

یادِ رفتگاں

حافظ ملت اور اصلاح فکر و عمل

محمد اظہار النبی حسینی مصباحی

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قوم کے فکر و عمل کی اصلاح کے لیے جذبہ صادق اور خلوصِ نیت ضروری امر ہے۔ سرزمین اتر پردیش میں ماضی قریب میں اس جذبہ صادق اور خلوصِ نیت سے پُر ایک سے ایک قد آور، بالغ نظر، مصلحِ امت، عالمِ شریعت اور واقفِ اسرارِ طریقت شخصیتوں نے قدم رنجہ فرمایا اور معاشرے کی برائیوں اور خرابیوں کی ریشم نما چادر کو تار تار کیا جن کی وجہ سے زندگی کا لمحہ لمحہ بے چین و بے قرار اور مضطرب تھا۔

استاذ العلما، جلالۃ العلم حافظ ملت ابوالفیض علامہ شاہ عبد العزیز محدثِ مرادآبادی بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور بھی انھیں ہستیوں میں سے ایک ہیں جو قوم اور معاشرے کی اصلاح کے لیے مشکوٰۃ المصابیح بن کر تشریف لائے اور اپنے بصیرت افروز اور نصیحت آموز ارشادات و فرمودات اور جہدِ مسلسل اور سعیِ پیہم سے معاشرے میں عظیم انقلاب برپا کر دیا اور اصلاحِ فکر و عمل کے مہتم بالشان کارنامے انجام دیے۔ حافظِ ملت کے انھیں ارشادات و فرمودات اور جہدِ مسلسل و سعیِ پیہم کی روشنی میں اصلاحِ فکر و عمل کے حوالے سے آپ کی خدمات کو سپردِ قرطاس کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس سے قبل حافظِ ملت علیہ الرحمہ کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے کیوں کہ کسی بھی شخصیت کے کارناموں سے پہلے اس شخصیت کی معرفت ضروری ہے۔

ولادت: حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ دو شنبہ کی صبح مرادآباد کے ایک قصبہ بھوج پور میں پیدا ہوئے۔ سالِ پیدائش کیا ہے اس سلسلے میں آپ کے سوانح نگاروں نے مختلف سالِ ولادت تحریر کیا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متعلق آپ ہی کا قول پیش کر دیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں :

" مجھے اپنے والدین سے سالِ پیدائش نہیں ملا۔ البتہ والدہ ماجدہ سے یومِ پیدائش ملا۔ سالِ ولادت غالباً ۱۸۹۴ء ہے، وہ اس لیے کہ موضع راج پور میرا ننہال ہے، والد صاحب جب حج بیت اللہ کو گئے تو میں اپنی والدہ کے ساتھ راج پور رہتا تھا۔ اسی وقت نور احمد بن غلام احمد کی پیدائش ہوئی، ان کے والد ماجد نے ان کا سالِ ولادت ۱۹۰۴ء مطابق ۱۳۲۲ھ لکھا جواب تک موجود ہے، اس وقت میری عمر دس سال ضرور تھی کیوں کہ میں راج پور سے اپنے مکان بھوج پور پیدل آتا جاتا تھا جس کی مسافت آٹھ میل سے زائد ہے، اس لیے میرا سالِ پیدائش ۱۸۹۴ء (مطابق ۱۳۱۲ھ) ہوا"۔ (۱)

اس طرح آپ کی ولادت بروز دوشنبہ صبح کے وقت ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۲۱ھ کو مرادآباد کے قصبہ بھوج پور میں ہوئی۔

تعلیم: حافظِ ملت علیہ الرحمہ کی تعلیم و تربیت پاکیزہ مذہبی ماحول میں ہوئی۔ آپ نے ناظرہ اور حفظِ قرآن مجید کی تکمیل اپنے والد ماجد سے کی، اردو درجہ چہارم تک بھوج پور کے ایک اسکول میں پڑھے اور فارسی کی کتابیں مولوی عبد المجید بھوج پوری اور پیپل سانہ میں مولوی حکیم مبارک اللہ اور حافظ حکیم نور بخش سے پڑھی۔ لیکن اس کے بعد تعلیمی سلسلہ منقطع ہو گیا اور آپ بھوج پور کی ایک بڑی مسجد کی امامت اور " مدرسہ حفظ القرآن "میں تدریسی خدمت سے منسلک ہو گئے۔ پانچ سال تک امامت اور مدرسی کے فرائض انجام دیتے رہے، لیکن آپ خدمتِ دین کے جذبہ سے سرشار تھے ایک روز اپنی والدہ سے عرض گزار ہوئے: " اماں! آپ کہا کرتی تھیں کہ تیرے دادا نے کہا ہے کہ تو عالمِ دین بنے گا، لیکن میں تو نہیں بنا۔" (۲) اس جملے کو سن کر آپ کی والدہ کا کلیجہ تڑپ اٹھا، آنکھیں پرنم ہو گئیں اور بارگاہِ رب العزت میں دعا گو ہوئی جو بابِ اجابت سے ٹکرائی، پھر کیا تھا تقدیر نے کروٹ لی، خوابیدہ نصیبہ بیدار ہوا اور عجیب و غریب طریقہ سے تعلیمی سلسلہ دوبارہ یوں شروع ہوا کہ مولانا عبد الحق علیہ الرحمہ کے تلمیذِ رشید حکیم محمد شریف حیدرآبادی نے حصولِ علم کے لیے پیش کش کی، آپ نے اپنی والدہ سے اجازت لی اور حکیم صاحب کے پاس مرادآباد حاضر ہوئے اور تعلیم کا آغاز فرمایا، پندرہ دنوں میں میزان و منشعب اور دو ماہ میں نحو میر اور صرف میر ختم کر لی، اب حکیم صاحب نے پڑھانے سے معذرت کر لی، لیکن آپ کے متعلق یہ مشہور ہو گیا تھا کہ آپ پڑھتے ہیں اس لیے آپ واپس نہ جا

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

کر" جامعہ نعیمیہ مرادآباد" چلے گئے اور تین سال وہاں رہ کر شرح جامی سے قطبی تک کی تعلیم حاصل کی، پھر شوال ۱۳۴۲ھ کو بارگاہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ محمد امجد علی علیہ الرحمہ میں حاضر ہوئے اور یہاں تعلیم مکمل کی لیکن کچھ ناموافق حالات کے پیشِ نظر جب صدر الشریعہ بریلی شریف تشریف لائے تو آپ بھی بریلی شریف آگئے جہاں ۱۳۵۱ھ میں منظرِ اسلام بریلی شریف سے سندِ فراغت حاصل کی۔

بیعت وخلافت: حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ اشرفیت و رضویت کا حسین سنگم تھے، حضرت شیخ المشائخ سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے دستِ اقدس پر آپ بیعت سے سرفراز ہوئے اور اپنے پیر و مرشد کے دستِ مبارک سے خلافت سے نوازے گئے،علاوہ ازیں حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ قادری، رضوی نسبت اور خلافت سے شرف یاب ہوئے۔آپ خود اپنی بیعت وخلافت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

" زمانہ طالبِ علمی میں حضرت شیخ المشائخ مولانا سید علی حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ (کچھوچھوی) اجمیر شریف تشریف لائے، اس وقت حضرت کی غلامی میں داخل ہوا، حضرت ممدوح مبارک پور تشریف لائے میں حاضرِ خدمت ہوا، مجھے خلافت عطا فرمائی، میں نے عرض کیا، حضور میں اس قابل نہیں ہوں، فرمایا"دادِ حق را قابلیت شرط نیست۔" حضرت بڑے کریم النفس تھے بڑی شفقت فرماتے تھے۔

حضرت صدر الشریعہ قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی قادری، رضوی نسبت حاصل ہوئی، حضرت صدر الشریعہ نے مجھے اور مولانا سردار احمد صاحب (علیہ الرحمہ) کو بریلی میں خلافت عطا فرمائی"۔(۳)

تدریسی خدمات: حافظ ملت علیہ الرحمہ نے تدریسی خدمات کے لیے اپنے استاذ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے ایما پر ۲۹/ شوال ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۴/ جنوری ۱۹۳۴ء کو اشرفیہ مبارک پور کے لیے رختِ سفر باندھا اور ماہ ذوقعدہ ۱۳۵۲ھ سے تدریس شروع فرمائی۔آپ مبارک پور تشریف آوری کی اپنی روداد یوں بیان فرماتے ہیں:

"شوال ۱۳۵۲ھ میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے خط بھیج کر مجھے وطن سے بریلی بلایا۔خط میں کوئی تفصیل نہیں تھی، وہاں پہنچا تو فرمانے لگے، میرا ضلع بالکل خراب ہو گیا، دیوبندیت بڑھ رہی ہے اس لیے میں آپ کو دین کی خدمت کے لیے بھیج رہا ہوں۔میں نے عرض کیا حضور!میں ملازمت نہیں کرنا چاہتا، فرمایا:" میں نے ملازمت کے لیے کب کہا، میں تو خدمتِ دین کے لیے کہہ رہا ہوں، آپ ملازمت سمجھ کر جائیے بھی نہیں "۔میں چپ ہو گیا تو فرمانے لگے :" میں آپ کو دین کی خدمت کے لیے مبارک پور بھیجتا ہوں، جائیے "۔میں چلا آیا"۔(۴)

لیکن حالات کی ناسازی نے آپ کو مبارک پور چھوڑنے پر مجبور کر دیا، اس لیے آپ اپنے استاذ محترم حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے اجازت حاصل کر کے شوال ۱۳۶۱ھ میں ”جامعہ عربیہ ناگ پور“ بحیثیتِ صدر مدرس تشریف لے گئے اور ایک سال تک تدریسی فریضہ انجام دیتے رہے۔ادھر ذمہ داران دار العلوم اشرفیہ کو جب حافظ ملت کی عدمِ موجودگی میں تعلیمی انحطاط کا احساس ہوا اور اہلِ مبارک پور کو بھی آپ کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تو ذمہ داران اور اہلِ مبارک پور نے حضور صدر الشریعہ اور حضور محدثِ اعظم ہند علیہما الرحمہ کے ذریعہ اصرار کیا کہ آپ دوبارہ مبارک پور میں تدریس کا فریضہ انجام دیں۔ چناں چہ آپ دونوں بزرگوں کے حکم پر ناگ پور استعفا دے کر ۱۳۶۲ھ میں مبارک پور تشریف لائے، اس کے بعد اشرفیہ اور اہلِ مبارک پور کے ہو کر رہ گئے اور یکم جمادی الآخرہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۳۱/ مئی ۱۹۷۶ء بروز دوشنبہ اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دیا۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مختصر تعارف کے بعد ذیل میں آپ کے اصلاحی کارناموں کو نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔

غیبت، حسد اور چغلی: غیبت، حسد اور چغلی ایسی مذموم اور بری عادت اور مہلک بیماری ہے جو قوم کو تباہ و برباد کرنے میں اہم رول ادا کرتی ہے کیوں کہ یہ عادتیں قوم میں افتراق و انتشار کا باعث ہوتی ہیں۔اس کا احساس حضور حافظ ملت کو بھی تھا اس لیے آپ اس کی مذمت کرتے اور قوم کو اس سے اجتناب پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

"اس زمانے میں چغلی، غیبت مسلمانوں میں عام ہو گئی ہے، یہ مرض اس درجہ ترقی کر گیا ہے گویا وبائی صورت اختیار کر گیا ہے۔عام طور پر مسلمان اس مرض میں مبتلا ہیں۔وہ لوگ کان کھول کر چغلی کی برائی سنیں اور اس کے عذاب سے ڈریں کہ حضور اقدس ﷺ نے عذابِ قبر کا سبب چغلی بتایا ہے (علاوہ ازیں) یہ بھی فرمایا " وما یعذبانِ فی کبیر " کسی بڑی چیز میں عذاب نہیں دیے جا رہے ہیں، یعنی چغلی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے آدمی نہ بچ سکے، اس بری لت کو نہ چھوڑ سکے۔چغلی ہے تو بہت معمولی سی چیز مگر اس کے

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

اثرات ہی زہریلے اور تباہ کن ہیں۔ چغل خوری دنیا میں بے عزت کرتی ہے، بے اعتبار بناتی ہے، اس سے اپنے، غیر ہو جاتے ہیں، چغلی عذابِ قبر کا سبب ہے، عذاب آخرت کا موجب ہے، اسی لیے شریعتِ مطہرہ نے اسے حرام کیا"۔ (۵)

دوسری جگہ ان کے نقصانات ومہلکات کو کتنے موثر انداز میں بیان فرمایا، ملاحظہ فرمائیں:

" حسد، غیبت اور چغلی یہ وہ امراض ہیں جن کے مریض ہمیشہ حیران وپریشان اور سرگرداں رہتے ہیں اور ذلیل وخوار ہوا کرتے ہیں۔ اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو تعلیم دی ہے کہ وہ ان برائیوں سے دور رہیں اور ان بدعادتوں سے بچیں اور آپس میں متحد ومتفق رہ کر اخوتِ اسلامی کے تحت زندگی گزاریں"۔ (۶)

زبان اور شرم گاہ پر قابو رکھو: زبان اور شرم گاہ ایسی چیز یں ہیں جو انسان کو دنیا میں ذلیل وخوار اور بے عزت وبے وقعت تو کرتی ہی ہے، آخرت میں بھی انسان کو ذلت ورسوائی کے عمیق گڑھے میں ڈال دیتی ہیں اور دوزخ کا مستحق بنا دیتی ہیں اور عصر حاضر میں اس جانب کس قدر بے توجہی برتی جارہی ہے کسی پر مخفی نہیں۔ اس لیے حافظِ ملت علیہ الرحمہ نے لوگوں کی توجہ اس جانب مبذول کرائی اور ان پر قابو رکھنے کی تلقین فرمائی۔ چناں چہ ایک حدیثِ پاک کی تشریح میں زبان وشرم گاہ کی بے احتیاطی کے تباہ کن اور جہنم رساں ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

" سرکارِ دو عالم ﷺ نے انسان کو زیادہ تر دوزخ میں لے جانے والی دو چیزیں بیان فرمائیں "انسان کا منہ اور شرم گاہ" یہ اس لیے کہ دونوں سے معصیت زیادہ ہوتی ہے۔ جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، چغلی کرنا، گالی بکنا، حرام کھانا یہ تمام معصیتیں منہ سے ہوتی ہے۔ شرم گاہ کی شہوت تمام شہوتوں پر غالب ہے۔ بسا اوقات عقل کو زائل کر دیتی ہے۔ اگر انسان اپنی زبان اور شرم گاہ پر قابو پا جائے تو پھر ان شاء اللہ وہ برائی سے بچ سکتا ہے اور تمام خطروں سے محفوظ رہ سکتا ہے"(۷)

پھر مصلحانہ انداز میں مسلمانوں سے مخاطب ہو کر ان دونوں چیزوں پر قابو رکھنے پر زور دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"مسلمانو! زبان اور شرم گاہ کی معصیت زیادہ تر دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ لہذا اپنی زبان کو قابو میں رکھو، صداقت وسچائی کا عادی بن جاؤ، جھوٹ بولنے، غیبت کرنے، گالی دینے، بیہودہ بکنے سے باز آؤ شرم گاہ کو حرام سے بچاؤ۔ یاد رکھو! زبان اور شرم گاہ دونوں کی حفاظت پر اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے"۔ (۸)

پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک: مذہبِ اسلام میں پڑوسیوں کو کیا مقام حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے:"مازال جبریل یوصینی بالجارِ حتیٰ ظننتُ انه سیورثه" (۹) یعنی حضرتِ جبریل (علیہ السلام) ہمیشہ مجھے ہم سائے کے متعلق حکم پہنچاتے رہے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ عن قریب وہ وارث بنا دیں گے۔ اس لیے دینِ اسلام اس کی تاکید کرتا ہے کہ ایک پڑوسی اپنے پڑوسی کو نظر انداز نہ کرے بلکہ اس کا خیال رکھے، اس کی مدد کرے اور حسنِ اخلاق سے پیش آئے۔ حضور حافظِ ملت بھی لوگوں کو اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور حسنِ اخلاق سے پیش آنے کی بایں انداز ترغیب دیتے ہیں :

" مقتضائے ایمان یہی ہے کہ مومن کا کردار اور اس کا اخلاق اس بلندی پر ہو کہ سب کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا برتاؤ کرے۔ یوں تو دنیا کے تمام مسلمان اس میں شریک ہیں، سبھی کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا برتاؤ کرنا ہے، سبھی کے ساتھ نیک کردار سے پیش آنا ہے مگر پڑوسی چوں کہ اس کے قریب ہے، نزدیک ہے دن رات اس کے ساتھ رہتا ہے اس لیے نسبتاً اس کا حق زیادہ ہے۔ نبیِ کریم ﷺ نے پڑوسی کا پڑوسی پر خاص طور پر حق مقرر فرمایا ہے"۔(۱۰)

دوسری جگہ مسلمانوں کو اس خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے انھیں جھنجھوڑتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

" مسلمانو! اپنی صلاح و فلاح کے لیے اپنے نبی علیہ الصلوۃ و السلام کی تعلیم پر عمل کرو اور اس کے اصول کے پابند ہو جاؤ، اپنے پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کرو، ان کی خبر گیری کرو، ان کی امداد و اعانت کرو، مولائے کریم تمھاری مدد کرے گا"۔(۱۱)

انسانی ہمدردی: انسان وہی ہے جو دوسروں کے کام آئے، مصیبت میں سہارا ہو اور جس کے دل میں دوسروں کی ہم دردی اور غم خواری ہو۔ مذہبِ اسلام بھی امیر غریب اور مال دار و نادار کے درمیان امتیاز کے بغیر سب کے ساتھ یکساں ہم دردی کا درس دیتا ہے۔ حافظِ ملت علیہ الرحمہ معاشرے کو اس پر عمل پیرا دیکھنا چاہتے تھے۔ چناں چہ اس عمل پر برانگیختہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

" انسان کو انس لازم ہے، وہ کیا انسان ہے جس کے دل میں

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

دوسروں کی ہم دردی نہ ہو صرف اپنی ضرورتیں پوری کر لینا انسانیت نہیں، انسان وہی ہے جس کے دل میں دوسروں کی ہم دردی اور غم خواری ہو، اسی لیے اسلام کا زریں اصول مسلمانوں کے درمیان اتحاد واتفاق ہے، آپس میں ایک دوسرے کی غم خواری وہم دردی ہے، امیر کو غریب کی، مال دار کو نادار کی امداد واعانت نہایت ہی مستحکم اور بڑا ہی زریں اصول ہے۔ جب کبھی غربا و مساکین کو حاجت پیش آئے تو فوراً مسلمان ان کو سہارا دیں اور اپنی طاقت بھر ان کو قوت پہنچا کر ان کی ضرورت کو پورا کریں"۔(۱۲)

حافظِ ملت علیہ الرحمہ صرف اپنے قول ہی سے فکر وعمل کی اصلاح نہیں فرماتے بلکہ اپنے عمل سے بھی اصلاح فرماتے چناں چہ مذکورہ فرمودات حافظِ ملت ذہن میں رکھ کر آپ کی ذات سے ہم دردی کا یہ اعلیٰ نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا بدر القادری مصباحی صاحب لکھتے ہیں:

”حافظِ ملت اپنے فرمودات پر اس سختی سے عامل تھے کہ دسترخوان پر بیٹھے کھانا تناول فرمارہے ہوتے ہیں۔ سامنے صرف ایک روٹی ہوتی ہے، سائل دروازہ سے صدا لگاتا ہے فوراً نصف روٹی موجود طالبِ علم کے ذریعہ سائل کو بھیج دیتے اور نصف کھا کر صبر کرتے“۔ (۱۳)

نماز کی پابندی: نماز افضل العبادات اور اہم الفرائض ہے۔ جہاں اس کی ادائیگی اور پابندی پر انعام واکرام اور رحم وکرم کی بشارتیں دی گئی ہیں وہیں اس سے غفلت وسستی پر وعید شدید بھی آئی ہے۔ اس کے باوجود امتِ مسلمہ انعام واکرام اور رحم وکرم کا حق دار بننے کے لیے نہ اس کی پابندی کی کوشش کرتی ہے اور نہ وعید شدید سے اجتناب کی سعی کرتی ہے۔ خصوصاً قیلولہ اور لیلولہ کے بعد نیند سے بیدار نہ ہونے کا عذر پیش کرتی ہے۔ ایسوں کے عذر لنگ کا دفعیہ کرتے ہوئے حافظِ ملت علیہ لرحمہ فرماتے ہیں:

"ایک ایسا انسان جو کئی راتوں سے بیداری کا شکار ہو، تھکا ہارا ہو اس کے لیے کسی صاف ستھرے کمرے میں بستر لگا دو اور آسائش کے سامان مہیا کر دو اور اس سے کہ دو کہ سوجاؤ مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتاؤ کہ اس کمرے میں ایک زہریلا سانپ رہتا ہے تو کیا اس تھکے ماندے شخص کو نیند آئے گی؟ نہیں، کیوں کہ اس کے دل میں سانپ کا ڈر سما گیا ہے، سانپ کا خوف پیدا ہو گیا ہے تو اب اس کی نیند غائب ہو گئی۔

عزیزو! جب سانپ کے خوف سے نیند اڑ سکتی ہے تو خوفِ خدا جس کے دل میں ہو نماز کے وقت کیا سوتا رہے گا"۔(۱۴)

اتحاد زندگی ہے: اس حقیقت کے انکار کی کوئی راہ نہیں کہ جس قوم میں اتحاد واتفاق رہا وہ قوم ہر مقابلہ، ہر محاذ اور ہر معرکہ سر کرنے کی قوت رکھتی ہے لیکن اگر اختلاف وانتشار کا شکار ہو تو نتیجہ بر عکس ہوتا ہے۔ اس حقیقت کے باوجود آج اہلِ سنت وجماعت میں کس قدر اختلاف ہے، کسی پر مخفی نہیں۔ حافظِ ملت علیہ الرحمہ قوم کو آپسی اتحاد واتفاق قائم رکھنے اور اختلاف وانتشار سے احتراز کرنے کا درس دیتے ہوئے اتحاد کے حسن وخوبی اور اختلاف کے نقص وعیب کو کتنے مختصر اور جامع طرز میں بیان فرماتے ہیں:

"اتحاد زندگی ہے اور اختلاف موت ہے"۔(۱۵)

بدمذہبوں سے دوری: سچا مسلمان وہی ہے جس کے عقائد واعمال اہلِ سنت وجماعت کے مطابق ہو ورنہ وہ در حقیقت مسلمان نہیں۔ حضور حافظ ملت قومِ مسلم کے ہر فرد کو سچا پکا مسلمان دیکھنا چاہتے تھے اس لیے آپ نے جہاں قومِ مسلم کے اعمال کی اصلاح فرمائی وہیں ان کے عقائد ونظریات کی بھی اصلاح فرمائی اور بدمذہبوں اور بدعقیدوں سے دور رہنے کی تاکید فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:

" نبی کریم ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرنے والوں کا یہ امتحان ہے کہ جن لوگوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان اقدس میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کی ہیں ان سے اپنا تعلق قطع کریں، ایسے لوگوں سے نفرت اور بیزاری ظاہر کریں"۔(۱۶)

مسلمانوں کے فلاح وکامرانی کا مدار اس پر ہے کہ وہ اپنے نبی کریم ﷺ کی پیروی کریں اور ان کے حکم کی بجا آوری میں لگے رہیں، لیکن آج مسلمانوں کا کیا حال ہے اور انھیں کیا کرنا چاہیے؟ اس کے بارے میں حافظِ ملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"مسلمانو! تمھاری ہوا کا رخ وہی گنبدِ خضریٰ ہے، تمھارا مقصود وہی تاج دارِ مدینہ ﷺ ہیں، تمھاری مشکلات کا حل انھیں کی نظرِ کرم اور اشارۂ ابرو پر موقوف ہے، تمھارے مقاصد کا حصول انھیں کی تعلیم پر عمل ہے جس کو مسلمان اپنی بدنصیبی سے فراموش کر چکے ہیں"۔(۱۷)

تعلیمی اصلاح: آج سے چند دہائی پیشتر تعلیمی حوالے سے مسلمانوں کا کیا حال تھا، تعلیمی میدان میں مسلمان کس قدر پچھڑے

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

ہوئے تھے اور تعلیم سے ان کا رشتہ کتنا کمزور تھا یہ ہمہ و شما پر مخفی نہیں۔ اس پس ماندگی نے حافظِ ملت کو تڑپا کر رکھ دیا کیوں کہ آپ کو اس کا علم تھا کہ جس قوم نے تعلیم سے رشتہ توڑ دیا یا رشتہ کمزور ہو گیا اس کے پاس ذلیل و خوار ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ایسے ماحول میں حافظِ ملت نے دستگیری کی، ان کی فکروں کی اصلاح کی، انھیں خوابِ غفلت سے بیدار کیا اور انھیں اپنی پستی کا احساس دلاتے ہوئے شاہ راہِ عمل پہ لا کھڑا کیا۔ "الجامعۃ الاشرفیہ "افکارِ مسلمین کی اصلاح اور انھیں پستی سے بامِ عروج تک پہنچانے کے لیے حافظِ ملت کے دستِ اقدس سے معرضِ وجود میں آیا اور اس وقت سے آج تک یہ نونہالانِ قوم کی اصلاح و تربیت، امتِ مسلمہ کی رہ نمائی و سربراہی، مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کی ترجمانی اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی حفاظت و صیانت کر رہا ہے اور ان شاء اللہ عزّ جلّ آئندہ بھی یہ اپنا فریضہ اسی طرح انجام دیتا رہے گا۔ یہی اس کے قیام کے اغراض و مقاصد ہیں۔ جیسا کہ حافظِ ملت علیہ الرحمہ خود قیامِ اشرفیہ کے اغراض و مقاصد کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

"میں چاہتا ہوں کہ الجامعۃ الاشرفیہ کے فارغین سنی علما ہوں اور وہ ہندی، انگریزی اور عربی میں صاحبِ قلم اور صاحبِ لسان ہوں جو ہندوستان اور دوسرے ممالک میں مذہبِ حق اہلِ سنت و جماعت کی کما حقہ اشاعت و خدمت کر سکیں"۔(۱۸)

سیاسی اصلاح: حافظِ ملت علیہ الرحمہ ان شخصیات سے نہ تھے جو جذبات کی رو میں بہ جاتے ہیں بلکہ آپ دور اندیشی اور گہری فکر کے بعد فیصلہ فرماتے اور قوم کو اس پر چلاتے ساتھ ہی خود بھی اس پر عمل پیرا ہوتے۔ آپ موجودہ لیڈرانہ سیاست سے دور تھے مگر گہری سیاسی بصیرت کے حامل تھے، اسی لیے آپ جو فیصلہ فرماتے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے۔ چناں چہ جب وجودِ پاکستان کے وقت مسلمانوں پر پُر آشوب اور صبر آزما زمانہ گزرا تو مسلمان تردد و تفکر کا شکار ہو گئے کہ وہ کیا کریں اور کیا نہ کریں؟ اس موقع پر حافظِ ملت نے اپنی سیاسی بصیرت کا ثبوت دیا اور سیاسی نہج سے قوم اور معاشرے کی اصلاح فرمائی۔ "الارشاد" نامی کتاب آپ کی سیاسی بصیرت ہی کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ جا بجا تقریروں کے ذریعہ مسلمانوں کو ہجرتِ پاکستان سے روکا۔ جیسا کہ مولانا بدر القادری مصباحی صاحب نے اہلِ مبارک پور کے سامنے حافظِ ملت کی تقریر کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

" آپ نے محلہ پورہ صوفی میں شیخ محمد امین صاحب کے دروازے پر مسلمانانِ مبارک پور کے سامنے ترکِ وطن کے خلاف زبردست تقریر فرمائی اور فرمایا کہ وطن کا سچا شیدائی وہ ہے جو اس کے ہر غلط اقدام کو اپنی غلطی سمجھ کر اس کی اصلاح کی کوشش کرے تاکہ غیر ممالک کی نگاہوں میں ملک و وطن کا وقار مجروح نہ ہو"۔(۱۹)

حافظِ ملت علیہ االرحمہ کی اس موقع شناسی اور سیاسی بصیرت نے نہ صرف اعظم گڑھ بلکہ یوپی اور اطراف میں انقلاب برپا کر دیا اور مسلمانانِ ہند کو بے گھر اور بے وطن ہونے سے بچا لیا۔

حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ امتِ مسلمہ کے عظیم مصلح اور سچے ہم درد اور مخلص قائد و رہ نما تھے جیسا کہ درج بالا باتوں سے واضح ہے اس لیے ضرورت ہے کہ آپ کے نقشِ قدم پر چلا جائے اور آپ کے بتائے ہوئے رہ نما اصول کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ اسی میں ہماری دینی و دنیوی فلاح و کامرانی ہے اور یہی ان سے سچی محبت اور ان کی بارگاہ میں سچا خراجِ عقیدت ہے۔

ماٰخذ و مراجع

(۱) ماہ نامہ اشرفیہ کا حافظِ ملت نمبر، ص:۶۵
(۲) مختصر سوانح حافظِ ملت، ص:۲۳
(۳) مصدرِ سابق ، ص:۲۲
(۴) حیاتِ حافظِ ملت، ص: ۴۷
(۵) معارفِ حدیث، ص: ۴۳
(۶) مصدرِ سابق، ص:۱۰۳
(۷) مصدرِ سابق، ص:۷۷
(۸) مصدرِ سابق، ص: ۷۸
(۹) ریاض الصالحین، ص: ۱۵۲
(۱۰) معارفِ حدیث، ص: ۹۸
(۱۱) مصدرِ سابق، ص : ۹۹
(۱۲) حیاتِ حافظِ ملت، ص:۵۰۱
(۱۳) مصدرِ سابق، ص: ۵۰۱
(۱۴) مصدرِ سابق، ص: ۵۰۷
(۱۵) مصدرِ سابق، ص : ۵۰۲
(۱۶) عقائدِ علماے دیوبند، ص: ۳۰
(۱۷) ارشاد القرآن، ص: ۶
(۱۸) ماہ نامہ اشرفیہ کا حافظِ ملت نمبر، ص: ۸۰
(۱۹) حیاتِ حافظِ ملت، ص: ۵۳۳

☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

کسی کو خلیفۃ اللہ کہنا جائز یا شرک؟

محمد محبوب رضا مصباحی

امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ انبیاے کرام علیہم السلام اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں بلکہ صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت مہدی اللہ کے خلیفہ ہیں جب کہ حضرت مہدی نہ نبی ہیں اور نہ رسول بلکہ صحابی بھی نہیں ہیں البتہ آخر زمانے میں خلیفۂ راشد ہوں گے مگر اہل حدیث نے اس اجماعی عقیدے سے بھی انکار کیا بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک قرار دیا جیسا کہ البانی نے اپنی کتاب احادیث ضعیفہ کا مجموعہ میں لکھا:

ومن نكارتها أنه لا يجوز في الشرع أن يقال : فلان خليفة الله، لما فيه من إيهام ما لا يليق بالله تعالى من النقص والعجز، وقد بين ذلك شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله تعالى، فقال في ''الفتاوى''(٢/ ٤٦١): وقد ظن بعض القائلين الغالطين كابن عربي، أن الخليفة هو الخليفة عن الله، مثل نائب الله، والله تعالى لا يجوز له خليفة، ولهذا قالوا لأبي بكر : يا خليفة الله! فقال: لست بخليفة الله، ولكن خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم، حسبي ذلك بل هو سبحانه يكون خليفة لغيره، قال النبي صلى الله عليه وسلم:''اللهم أنت الصاحب في السفر، والخليفة في الأهل، اللهم اصحبنا في سفرنا، واخلفنا في أهلنا، وذلك لأن الله حي شهيد مهيمن قيوم رقيب حفيظ غني عن العالمين، ليس له شريك ولا ظهير، ولا يشفع أحد عنده إلا بإذنه، والخليفة إنما يكون عند عدم المستخلف بموت أو غيبة، ويكون لحاجة المستخلف، وسمي خليفة، لأنه خلف عن الغزو وهو قائم خلفه، وكل هذه المعاني منتفية في حق الله تعالى، وهو منزه عنها، فإنه حي قيوم شهيد لا يموت ولا يغيب ... ولا يجوز أن يكون أحد خلفا منه ولا يقوم مقامه، إنه لا سمي له ولا كفء، فمن جعل له خليفة فهو مشرك به. (سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة جزءاً ص ١٩٧. المؤلف محمد ناصر الدين بن الحاج الألباني، البلد الرياض، المملكة العربية السعودية الطبعة الأولى سنة الطبع : ١٤١٢ هـ/ ١٩٩٢ء)

مذکورہ عبارت کا ترجمہ بھی اہل حدیث مولوی سے ملاحظہ کریں: شریعت میں ہرگز جائز نہیں کہ کسی شخص کے بارے میں کہا جائے کہ فلاں اللہ کا خلیفہ ہے اس لیے کہ اس کے اس جملہ میں نقص اور عجز کا وہم دلانا ہے جو اللہ کی شان کے مناسب نہیں ہے چناں چہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوے فتاوی میں کہا ہے کہ کچھ غلط قسم کے لوگ کا خیال ہے جن میں ابن عربی پیش پیش ہے کہ خلیفہ سے مقصود اللہ کا خلیفہ ہے جیسے اللہ کا نائب کہا جاتا ہے۔ جب کہ اللہ کے لیے اس کا خلیفہ بنانا جائز نہیں یہی وجہ کہ جب صحابہ کرام نے ابوبکر کو خلیفۃ اللہ کہا تو ابوبکر نے جواب دیا میں اللہ کا خلیفہ نہیں ہوں البتہ اللہ کے رسول کا خلیفہ ہوں مجھے یہی اعزاز بس کرتا ہے البتہ اللہ پاک اپنے غیر کا خلیفہ ہے نبی ﷺ کا فرمان ہے: اے اللہ! تو سفر کا رفیق ہے اور اہل وعیال کا خلیفہ ہے اے اللہ! ہمارے سفر میں ہمارا رفیق بنا رہ اور ہمارے اہل میں ہمارا خلیفہ بنا رہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ زندہ، حاضر، محافظ، قائم، دائم، نگراں، حفاظت فرمانے والا اور دونوں جہاں سے مستغنی ہے اس کا کوئی شریک اور اس کا کوئی مدد پہنچانے والا نہیں اس کے یہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی شخص سفارش نہیں کر سکتا اور خلیفہ کا تصور یہ ہے کہ خلیفہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ ذات جس کا وہ خلیفہ ہے فوت ہو جائے یا غائب ہو جائے اور خلیفہ اس کی ضرورت ہو اور خلیفہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ میدان جنگ میں پیچھے رہتا ہے اور فوج کے قائد کا خلیفہ ہے۔ لیکن یہ سب معانی اللہ کے حق میں پورا نہیں اترتے۔ اللہ پاک کی ذات ان سب سے منزہ ہے اللہ پاک تو زندہ، حاضر ہے اس پر کبھی موت طاری نہ ہوگی اور نہ وہ کبھی غیر حاضر ہوگا اور کوئی بھی اس کا خلیفہ نہیں ہے نہ کوئی اس کا قائم مقام ہے اللہ پاک کی ذات کا کوئی برابر نہیں ہے نہ اس کا کوئی مثل ہے پس جو شخص کسی کو اللہ کا خلیفہ بناتا ہے وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا ہے۔ (احادیث صحیحہ کا مجموعہ، ج ا، ص ۱۹۷/۱۹۸ مولف ناصر الدین البانی، اردو ترجمہ صادق خلیل، نظر ثانی حافظ ناصر محمود فاضل مدینہ یونیورسٹی، ناشر الکتاب انٹرنیشنل جامعہ نگر نئی دہلی)

مذکورہ عبارت سے چند باتیں واضح ہوئیں (ا) کسی کو خلیفۃ اللہ کہنا کسی اعتبار سے جائز نہیں (۲) کسی کو اللہ کا خلیفہ کہنا شرک ہے (۳)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

خلیفۃ اللہ کہنے والا مشرک ہوجائے گا(۴) ایسا غلط عقیدہ رکھنے والوں میں ابن عربی پیش پیش ہے۔

خلیفۃ اللہ کا جواز قرآن مقدس اور کتب تفاسیر سے:

(۱) وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ.

ترجمہ: اور یاد کرو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

(۲) يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ .

ترجمہ: اے داود بیشک ہم نے تم کو زمین میں نائب کیا تو لوگوں میں سچا حکم کر۔ دونوں آیہ میں لفظ خلیفہ مذکور ہے جس سے واضح طور پر خلیفۃ اللہ کا ثبوت نہیں ہوتا اس لیے امت کے معتمد مفسرین کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے تاکہ خود ساختہ فہم قرآن کا الزام عائد نہ ہو۔ رہا یہ کہ معتمد تفسیرات کون سی ہے اس کے لیے ابن تیمیہ ہی کے فتوی پر عمل کیا جائے۔

سُئِلَ شيخ الإسلام : وأي التفاسير أقرب إلى الكتاب والسنة الزمخشري أم القرطبي أم البغوي أو غير هؤلاء؟

فأجاب:''وأما التفاسير''التي في أيدي الناس، فأصحها تفسير محمد بن جرير الطبري؛ فإنه يذكر مقالات السلف بالأسانيد الثابتة، وليس فيه بدعة، ولا ينقل عن المتهمين ''وأما التفاسير الثلاثة'' المسؤول عنها، فأسلمها من البدعة والأحاديث الضعيفة (البغوي) ''وأما الزمخشري'' فتفسيره مَحْشُوّ بالبدعة، وعلى طريقة المعتزلة و''تفسير القرطبي'' خير منه بكثير، وأقرب إلى طريقة أهل الكتاب والسنة، وأبعد عن البدع لكن تفسير ابن جرير أصح من هذه كلها. وثَمَّ تفاسير أخر كثيرة جدًا، كتفسير ابن الجوزي والماوردي. (مجموع الفتاوی ج ۱۳، ص ۳۸۶ الناشر دار الوفاء، الطبعة الثالثة ۱۴۲۶ھ / ۲۰۰۵م)

ابن تیمیہ سے سوال ہوا کون سی تفاسیر کتاب وسنت سے قریب ہیں؟ زمخشری یا قرطبی یا بغوی یا ان کے علاوہ کوئی اور؟ تو ابن تیمیہ نے جواب دیا جو تفاسیر لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں ان میں سب سے زیادہ صحیح تفسیر ابن جریر کی ہے کیوں کہ وہ اپنی تفسیر میں سلف کے اقوال کو اسانید ثابتہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور ان کی تفسیر میں کوئی بدعت و گمراہی نہیں ہے اور نہ ہی وہ متہم لوگوں سے روایت نقل کرتے ہیں اور رہی وہ تفاسیر ثلاثہ جن کے متعلق سوال ہوا ان میں تفسیر بغوی ایسی تفسیر ہے جو بدعت اور ضعیف احادیث سے محفوظ ہے اور رہی زمخشری کی تفسیر تو وہ طریقہ اعتزال اور بدعت سے خالی ہے البتہ زمخشری کی تفسیر سے قرطبی کی تفسیر کئی اعتبار سے بہتر ہے تفسیر قرطبی اہل کتاب اور اہل سنت کے طریقے کے قریب وموافق اور بدعت سے دور ہے لیکن تفسیر ابن جریر ان تمام تفاسیر میں سب سے زیادہ صحیح ہے پھر دیگر تفاسیر جن کی تعداد بہت زیادہ ہیں مثلاً ابن جوزی اور ماوردی کی تفسیر۔

ابن تیمیہ کے اس جواب کے بعد یہ واضح ہوگیا کہ تفسیر ابن جریر اس کے نزدیک اصح التفاسیر ہے بدعات و ضلالات سے خالی ہے موضوع اور ضعیف روایات سے پاک ہے۔ اب خلیفۃ اللہ کے متعلق تفسیر ابن جریر کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عَنْ مَعْمَر ؕ قَالَ : تَلَا الْحَسَن : ''وَمَنْ أَحْسَن قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰہ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ '' قَالَ : هَذَا حَبِيب اللّٰہ ؕ هَذَا وَلِيّ اللّٰہ ؕ هَذَا صَفْوَة اللّٰہ ؕ هَذَا خِيرَة اللّٰہ ؕ هَذَا أَحَبّ الْخَلْق إِلَى اللّٰہ ؕ أَجَابَ اللّٰہ فِي دَعْوَته ؕ وَدَعَا النَّاس إِلَى مَا أَجَابَ اللّٰہ فِيهِ مِنْ دَعْوَته ؕ وَعَمِلَ صَالِحًا فِي إِجَابَته ؕ وَقَالَ : إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ؕ فَهَذَا خَلِيفَة اللّٰہ.

(جامع البیان فی تفسیر القرآن ج۱۲، جز ۲۰، ص ۴۲۹ لابی جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ ہجری)

ترجمہ: بے شک میں مسلمان ہوں یہ اللہ کے خلیفہ ہیں

تفسیر بغوی کے متعلق بھی ابن تیمیہ کا عمدہ تاثر آپ نے ملاحظہ کیا اب امام بغوی کا فیصلہ بھی دیکھیں۔

(۲) والصحیح انه خلیفة الله فی ارضه لاقامة احکامه وتنفیذ وصایاه. (تفسیر بغوی ج۱، ص۳۱، علمیہ بیروت لامام ابی محمد الحسین مسعود البغوی متوفی: ۵۱۶ ہجری تحت آیۃ)

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ حضرت آدم زمین میں اللہ کے احکام وفرامین جاری کرنے کے لیے اللہ کے خلیفہ ہیں۔

تفسیر قرطبی کے متعلق بھی ابن تیمیہ کا فتوی آپ نے پڑھا اب خلیفۃ اللہ کے حوالے سے امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ کی تفسیرات ملاحظہ فرمائیں۔

”والمعنی بالخلیفة هنا فی قول ابن مسعود وابن

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

عباس وجمیع اهل التاویل آدم علیه السلام و هو خلیفة الله فی امضاء احکامه واوامره لانه اول رسول الی الارض. (تفسیر قرطبی تحت آیة: ۳۰ البقرة)

ترجمہ: اس آیۃ میں حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور تمام اہل تاویل کے نزدیک خلیفہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور حضرت آدم اللہ کے احکام وقوانین نافذ کرنے میں اللہ کے خلیفہ ہیں۔

(۳) فصار علیه السلام خلیفة الله فی ارضه بعد ان کان بعد ان کان جارا له فی داره. (تفسیر قرطبی تحت آیة: ۳۶، البقرة)

ترجمہ جنت سے زمین پر تشریف لانے کے بعد حضرت آدم زمین پر اللہ کے خلیفہ ہوئے۔

(٤) قال الحسن قال النبی صلی الله علیه وسلم: من امر بالمعروف ونهی عن المنکر فهو خلیفة الله فی ارضه وخلیفة رسوله وخلیفة کتابه (تفسیر قرطبی تحت آیة: ۳۱، آل عمران)

ترجمہ: حضرت حسن فرماتے ہیں کہ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا جو اچھی باتوں کا حکم دے یا بری باتوں سے منع کرے وہ زمین میں اللہ کا خلیفہ ہے اللہ کے رسول کا خلیفہ ہے اور اللہ کی کتاب کا خلیفہ ہے۔

ابن کثیر کا مقام ومرتبہ اہل حدیث کے نزدیک مسلم ہے ان کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیں:

(۵) انی من المسلمین هذا خلیفة الله. (تفسیر ابن کثیر، تحت آیة ۳۳، حم، تنزیل)

ترجمہ: بے شک میں مسلمان ہوں یہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔

اخیر میں امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے اس مسئلے کا حل پیش کرکے بات ختم کی جاے آپ فرماتے ہیں: ان رسول الله خلیفة الله فی الارض وکل نبی هکذا (حجة الله البالغه، العلمیة بیروت) ترجمہ: رسول اکرم ﷺ اللہ کے خلیفہ ہیں اور ہر نبی اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے۔

خلیفۃ اللہ کہنے کے جواز پر کتب احادیث سے دلائل

(۱) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ، كُلُّهُمْ ابْنُ خَلِيفَةٍ، ثُمَّ لَا يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ، ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ - ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لَا أَحْفَظُهُ - فَقَالَ: فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ، فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيّ. (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب خروج المہدی، حدیث ۴۰۸۴)

ترجمہ: حضرت ثوبان کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تمھارے ایک خزانے کے پاس تین خلفاء کے بیٹے قتل کئے جائیں گے لیکن ان میں سے کسی کو بھی وہ خزانہ میسر نہ ہوگا، اس کے بعد مشرق کی جانب سے سیاہ نشان نمودار ہوں گے وہ تمہیں ایسا قتل کریں گے کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہوگا اس کے حضور ﷺ نے کچھ اور بیان فرمایا جسے میں یاد نہ رکھ سکا اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کا خلیفہ مہدی ظاہر ہوگا جب تم اسے ظاہر ہوتے دیکھو تو گھٹنو کے بل برف پر گھسٹ کر بھی جانا ہو تو اس کی بیعت کر لینا کیونکہ وہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہوگا۔

ہوسکتا ہے کوئی وہابی مولوی اپنی صفت قبیحہ کی بنیاد پر مذکورہ حدیث کو ضعیف کہ کر خلیفۃ اللہ کے متعلق جمہور کے موقف کو رد کرنے کی کوشش کرے اس لیے اصولی طور پر بھی اس حدیث کا جائزہ لینا مناسب معلوم ہوتا ہے، چناں چہ سنن ابن ماجہ کے حاشیہ میں ہے:

فی الزوائد هذا اسناده صحیح رجاله ثقات وراوه الحاکم فی المستدرك وقال صحیح علی شرط الشیخین. (ابن ماجہ ۴۰۸۴، مع حاشی)

اور حافظ ابوبکر احمد البزار متوفی ۲۹۲ھ اپنی مسند میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: انا اخبرنا هذا الحدیث لصحته وجلاله ثوبان واسناده اسناد صحیح. (مسند بزار، حدیث ۴۱۶۳)

اور امام حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین. (مستدرک حاکم حدیث ۸۴۳۲، کتاب الفتن والملاحم)

(۲) عن ثوبان قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فائتوها فان فیها خلیفة الله المهدی. (مسند احمد حدیث ۲۲٤٤۱)

اس حدیث کو امام حاکم نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

عن ثوبان رضی الله عنه قال: اذارأیتم الرایات

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

السود خرجت من قبل خراسان فأتوها ولوحبوا فان فیها خلیفة الله المهدی هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه. (مستدرک علی الصحیحین حدیث ۸۵۳۱)

ترجمہ: حضرت ثوبان کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم خراسان کی جانب سے سیاہ نشان نمودار ہوتے دیکھو تو اس کی طرف بڑھو اگرچہ گھٹنوں کے بل جانا پڑے کیوں کہ وہاں مہدی اللہ کا خلیفہ ہوگا۔ امام حاکم فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرط پر ہے اگرچہ امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو نقل نہیں کیا۔ قارئین غور کریں امام مہدی نبی و رسول نہیں بلکہ خلیفۂ راشد ہیں اور صحیح حدیث سے ان کا خلیفہ ہونا ثابت ہے اب ابن تیمیہ اور البانی کے مقلدین سے سوال کریں کہ حدیث رسول ﷺ پر امت مسلمہ عمل کریں یا ان کے گمراہ پیشوا کے خبیث قول پر؟

حضرت سبیت حضرت حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رسول اکرم سے خیر و شر کے متعلق سوال کررہے تھے تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ثم تکون دعاة الضلالة قال فان رأیت یومئذ خلیفة الله فی الارض فألزمه. (مسند احمد حدیث ۲۳۴۷۳)

ترجمہ: پھر گمراہ داعی ہوں گے اگر تم اس وقت زمین میں اللہ کے خلیفہ دیکھو تو ان کی اتباع کرو۔

(۴) معجم کبیر میں حضرت عثمان غنی کے متعلق طویل حدیث کا ایک حصہ ہے: قدکان افضل من یمشی علی ساق خلیفة الله. (المعجم الکبیر الطبرانی، حدیث ۱۲۵)

(۵) عن عبد الله بن جعفر بن ابی طالب قال: ولینا أبوبکر رضی الله عنه خیر خلیفة الله عزوجل. (السنن الماثورة الشافعی، باب ماجاء فی المهدی، حدیث ۴۶۸)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب فرماتے ہیں حضرت ابوبکر ہمارے والی ہوئے وہ بہترین خلیفۃ اللہ تھے۔

(۶) عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: احتج آدم وموسی علیهما السلام فقال موسی: انت خلیفة الله بیده اسکنك جنته واسجدلك ملائکته فاخرجت ذریتك من الجنة واشقیتهم فقال ادم علیه السلام: انت موسی الذی اصطفاك الله بکلامه ورسالته تلو منی فی شیٔ وجدته قد قدرعلیّ قبل ان اخلق قال: فحج ادم موسی فحج ادم موسی. (المنتخب من مسند عبد حمید، حارثه من وهب، حدیث ۹۴۹)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا حضرت آدم اور حضرت موسی میں مباحثہ ہوا تو حضرت موسی (نے طنزا کہا) آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اس نے آپ کو جنت میں ٹھہرایا فرشتوں سے سجدہ کروایا تو آپ نے اپنی اولاد کو جنت سے نکال دیا اور انہیں شریر بنادیا پس حضرت آدم نے فرمایا آپ وہی موسی ہیں جنہیں اللہ نے شرف ہم کلامی سے نوازا اور برگزیدہ کیا آپ ایسی چیز کی وجہ سے میری ملامت کررہے ہیں جو میری تخلیق سے قبل مقدر ہو چکی تھی۔

(۷) ولایسمی احد خلیفة الله بعد آدم وداود علیهما السلام قال الله سبحانه وتعالی "اِنِّی جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً" وقال "یا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِیۡفَةً فِی الۡاَرۡضِ" ترجمہ حضرت آدم اور حضرت داؤد کے بعد کسی کو خلیفۃ اللہ نہ کہا جائے۔ (شرح السنة حدیث ۳۸۶۵)

(۸) وان داؤد علیه السلام خلیفة الله فی الارض (حلیة الاولیاء، ۴۳۰، جز ۷، ص ۴۸، سفیان) حضرت داؤد زمین میں اللہ کے خلیفہ ہیں۔

(۹) وذکر الطبری ان مقتضی مانقله السدی عن مشایخه انه خلیفة الله فی الارض. (فتح الباری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم وذریة، تحت حدیث ۳۱۴۰، جز ۶، ص ۳۶۶)

ترجمہ: طبری نے بیان کیا کہ سدی نے مشائخ سے جو نقل کیا اس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت آدم زمین میں اللہ کے خلیفہ ہیں۔

مذکورہ تمام مرویات سے متفقہ طور پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ انبیا کو خلیفہ کہا جاسکتا ہے اگر کسی کو خلیفۃ اللہ کہنا شرک ہے (جیسا کہ ابن تیمیہ اور البانی کا فتوی ہے) تو انصاف کا تقاضہ یہ تھا کہ اس پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل پیش کرتے مگر حیرت ہے کہ اس دعوی کی دلیل میں تمام اہل حدیث مل کر آج تک کوئی ضعیف حدیث بھی نہ پیش کرسکے اور مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ یہ لوگ قیاس کے منکر ہیں مگر اس مسئلے میں ان کی دلیل کی بنیاد قیاس ہی ہے، خیر: ع

اپنا تو کام ہے کہ جلاتے رہو چراغ
راستے میں دوست یا دشمن کا گھر ملے

☆☆☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

مسلم نوجوان اور مذہب سے دوری

ساجد علی مصباحی

تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ "نوجوان" ملک وملت کے مستقبل کا بیش بہا سرمایہ ہوتے ہیں اور کسی بھی قوم یا ملک کی فتح وشکست اور عروج وزوال میں اس کے نوجوانوں کا کردار وعمل بنیادی حیثیت کا حامل ہوتا ہے، نوجوان اپنے دین ومذہب اور ملک وملت کے تحفظ وبقا کے لیے ناقابل فراموش کارنامے انجام دیتے ہیں، ان کے سینوں میں طوفانوں سے ٹکرانے کا عزم و حوصلہ اور بازؤں میں طاغوتی طاقتوں کے پنجے مروڑ دینے کی قوت واستعداد ہوتی ہے، اور جب ان فطری امنگوں اور صلاحیتوں کے ساتھ ایمانی حرارت اور روحانی طاقت شامل ہوجاتی ہے تو پھر دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلے میں ٹھہرنے کی ہمت وجرأت نہیں کرپاتی، چناں چہ تاریخ شاہد ہے کہ مسلم نوجوان جب ایمانی جوش وجذبہ کے ساتھ کفار ومشرکین کی فوج سے برسرپیکار ہوتے تو وہ منظر قابل دید ہوتا اور ان مجاہدوں کی شان یہ ہوتی تھی ؏

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے (اقبال)

وہ مسلم نوجوان ہی تھے جنھوں نے اعلاے کلمۃ اللہ کے لیے قیصر وکسریٰ جیسی ظالم وجابر حکومتوں کا تختہ الٹ دیا اور میدان کارزار میں ان کے بڑے بڑے متکبر سورماؤں کو دھول چٹادی، وہ اپنے دین ومذہب سے محبت کرنے والے مسلم نوجوان ہی تھے جنھوں نے کفر وشرک کی وادیوں میں کلمہ حق بلند کیا اور جہالت وگم راہی کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے انسانوں کو علم ویقین کا نور اور ایمان وعرفان کی روشنی عطا کی، دین کی تبلیغ واشاعت میں ہر طرح کی رکاوٹوں کا پامردی سے مقابلہ کیا اور اپنے عزم وحوصلے سے وہ کام انجام دیا جس کی مثال پیش کرنے سے تاریخ عالم عاجز ہے۔

مگر افسوس! آج اسی قوم مسلم کے نوجوان اپنے دین ومذہب سے دور ہوتے جارہے ہیں، بلکہ بہت سے نوجوان تو ایسے بھی ملتے ہیں جن کی باتوں سے مذہب بے زاری جھلکتی ہے۔ یہ صورت حال ہم مسلمانوں کے لیے بڑی نازک اور پریشان کن ہے، ہمیں مل بیٹھ کر اس پہلو پر غور وفکر کرنے کی شدید ضرورت ہے کہ آج ہمارے نوجوان دین ومذہب سے دور یا احکام شرع سے بے زار کیوں ہورہے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ کل تک جو نوجوان گم گشتگان راہ کو ان کی منزل کا پتہ بتاتے تھے آج وہ خود ہی بے راہ روی کا شکار ہیں، کیا بات ہے کہ ماضی میں مسلم نوجوان دین ومذہب کی حفاظت اور اس کی سرفرازی کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی قربان کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے اور آج وہی نوجوان دین ومذہب کے خلاف بے جا تبصرے کررہے ہیں۔

اس مختصر مضمون میں ہم اسی موضوع کے بعض گوشوں پر کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور قارئین کرام سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس جانب اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ غور وفکر کریں گے اور مسلم نوجوانوں کی مذہب سے دوری کے اسباب کا جائزہ لیتے ہوئے ان کی اصلاح کے لیے عملی اقدام بھی کریں گے۔

زندگی کے مختلف ادوار اور نوجوانی:

انسانی زندگی کے حوالہ سے مختلف کتابوں کی ورق گردانی سے جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان کی زندگی کے پانچ دور ہوتے ہیں: (۱) بچپن۔ (۲) نوجوانی۔ (۳) جوانی۔ (۴) بڑھاپا۔ (۵) ناکارہ عمر۔

زندگی کا پہلا دور (بچپن):

زندگی کا پہلا دور پیدائش کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور بالغ ہونے تک رہتا ہے۔ اسے "عہدِ طفلی" یا "بچپن کا زمانہ" کہا جاتا ہے، یہ بڑی بے فکری اور آزادی کا دور مانا جاتا ہے، اسی دور کے متعلق ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا

درد، طفلی میں اگر کوئی رلاتا تھا مجھے
شورش زنجیر در میں لطف آتا تھا مجھے

اس دور میں خالق کائنات جل شانہ کی طرف سے انسان پر کوئی لازمی ذمہ داری نہیں ہوتی ہے، وہ ازروے شرع غیر مکلف

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

ہوتا ہے، نماز، روزہ، حج، زکات وغیرہ احکام شرع اس پر عائد نہیں ہوتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰی يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی يَعْقِلَ.(سنن ابی داود، ج:۲، ص:۵۴۶، رقم الحدیث:۴۴۰۳، دارالفکر، بیروت)

ترجمہ: تین قسم کے لوگوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے: (۱) سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہوجائے۔ (۲) بچہ سے یہاں تک وہ بالغ ہوجائے۔ (۳) مجنون سے یہاں تک کہ وہ عاقل ہوجائے (اس کا جنون جاتا رہے)۔

اب رہ گیا یہ مسئلہ کہ انسان بالغ کب ہوتا ہے۔ تو اس سلسلے میں مختلف اقوال ہیں، مگر ہمارے فقہاے کرام کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ لڑکا بارہ سے پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوجاتا ہے، چناں چہ "بہار شریعت" میں ہے:

"لڑکے کے بلوغ کے لیے کم سے کم جو مدت ہے وہ بارہ سال کی ہے، یعنی اگر اس مدت سے قبل وہ اپنے کو بالغ بتائے، اس کا قول معتبر نہ ہوگا۔ اور جب پورے پندرہ سال کا ہو گیا تو اب وہ بالغ ہے، بلوغ کی علامتیں پائی جائیں یا نہ پائی جائیں۔ (بہار شریعت، حصہ:۱۵، ص:۲۰۳، بلوغ کا بیان، ملخصا، دعوت اسلامی)

زندگی کا دوسرا دور (نوجوانی):

زندگی کا دوسرا دور بالغ ہونے کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور قریب تیس سال کی عمر ہونے تک رہتا ہے، اسے "نوجوانی" کا دور کہا جاتا ہے، اس میں انسان کے اندر بڑی تبدیلیاں رو نما ہوتی ہیں، وہ ذہنی وفکری اعتبار سے ترقی کی منزلیں طے کرتا ہے، علوم ومعارف کے بحر ناپیدا کنار میں غوطہ زن ہوتا ہے اور اپنے ذوق کے مطابق معلومات کا خزانہ جمع کرتا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے:

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًاؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ (پارہ:۱۲، یوسف:۱۲، آیت:۲۲)

ترجمہ: اور جب (یوسف) اپنی پوری قوت کو پہنچا، ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

اس کی تفسیر میں صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب حضرت یوسف علیہ السلام کا شباب اپنی نہایت پر آیا اور عمر شریف بقول ضحاک بیس سال کی اور بقول سدی تیس کی اور بقول کلبی اٹھارہ اور تیس کے درمیان ہوئی۔ (خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ)

اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ نوجوانی کا دور تیس سال کی عمر تک ہوتا ہے؛ اس لیے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا شباب اپنی انتہا کو پہنچا اس وقت ان کی عمر زیادہ سے زیادہ تیس سال تھی۔

نوجوانی کا دور انسان کی زندگی کا اہم ترین دور ہوتا ہے، اس دور میں نوجوان جو چاہے کر سکتا ہے، کیوں کہ اس کے عزم وحوصلہ میں جان ہوتی ہے اور قوت واستعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے، اس کے اندر کچھ نمایاں کام کرنے کا جذبہ موجزن ہوتا ہے اور وہ ہر طرح کی محنت ومشقت برداشت کرنے اور مشکلات سے نمٹنے کے لیے تیار نظر آتا ہے؛ اسی لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ عزم وحوصلہ، قوت واستعداد، جفاکشی وبلند پروازی کا دوسرا نام "نوجوانی" ہے۔ اور ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں:

نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے
یہ رعنائی، یہ بیداری، یہ آزادی، یہ بے باکی
تغیر آگیا ایسا تدبر میں، تخیل میں
ہنسی سمجھی گئی گلشن میں غنچوں کی جگر چاکی

یقیناً جو انسان اس دور میں راہ راست پر گامزن ہوتا ہے اور شریعت کے مطابق اپنے اعمال وافعال انجام دیتا ہے وہ زندگی کے ہر دور اور ہر میدان میں کامیابیوں سے ہم کنار ہوتا ہے اور جو شخص زندگی کے اس دور میں بے راہ ہوجاتا ہے اسے عمر بھر اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

نوجوان سب سے پہلے اعلیٰ تعلیم، عمدہ ملازمت، بہتر روزگار اور خوب صورت مستقبل کی فکر میں رہتا ہے، مستقبل کو روشن اور یقینی بنانا اس کے نزدیک بہت اہم ہوتا ہے، اپنا گھر بسانا اور ہمت وحوصلے کے مطابق علمی سرگرمیاں انجام دینا بھی اس کے لیے بہت اہم ہوتا ہے، شادمانی وہیجانی کیفیت کا بھی وہ دل دادہ ہوتا ہے۔ انسان کے اندر پائی جانے والی جمالیاتی حس نوجوان میں زیادہ قوی ہوتی ہے، انسانی جذبات واحساسات بھی نوجوان کے اندر زیادہ قوی ہوتے ہیں اور ان ہی سب وجوہات کے پیش نظر اس کے بہکنے کے امکانات بھی بہت زیادہ ہوتے ہیں۔

زندگی کا تیسرا دور (جوانی):

زندگی کا تیسرا دور نوجوانی ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

اور قریب پچاس سال کی عمر تک باقی رہتا ہے، اسے ” جوانی “ کا دَور کہا جاتا ہے، اس میں انسان کے اندر بڑی حد تک سنجیدگی آجاتی ہے اور فطری جوش وجذبات تقریبًا سرد پڑجاتے ہیں۔قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے ہے: وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًاؕ-وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ(۱۴)

(پارہ:۲۰،القصص:۲۸،آیت:۱۴)

ترجمہ: اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا (عمر شریف تیس سال سے زیادہ ہوگئی) ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔

اس سے زندگی کے تیسرے دَور یعنی جوانی کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ وہ تیس سال کے بعد کا زمانہ ہے۔یہ دَور نیک اور شریف طبیعت لوگوں کے لیے بڑا پر سکون اور اطمینان بخش ہوتا ہے، یہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر انسان کے لیے ایک بڑی نعمت ہے۔اسی لیے کہا گیا ہے کہ

کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں
جب بڑھاپا آگیا پھر بات کچھ بنتی نہیں

زندگی کا چوتھا دور (بڑھاپا):

زندگی کا چوتھا دَور ”جوانی “ ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور قریب ستر سال کی عمر تک رہتا ہے، اسے ” بڑھاپا“ کہا جاتا ہے۔ اس دَور میں انسان کے قویٰ کمزور ہوجاتے ہیں اور وہ بہت سارے امور انجام دینے سے عاجز ہوجاتا ہے، یہ عام زندگی کا آخری دَور ہوتا ہے۔اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: أعمار أمتي ما بين ستين إلى سبعين وأقلهم من يجوز ذلك. (سنن الترمذی، ج:۵، ص:۵۵۳، رقم الحدیث:۳۵۵۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ترجمہ: میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر برس کے درمیان ہیں، ان میں کم ہی ایسے ہیں جو اس سے زیادہ زندہ رہیں گے۔

قرآن کریم میں انسانی زندگی کے اس دَور کا ذکر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے اس طرح کیا گیا ہے: وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاؕ-اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا(۲۳) وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًاؕ(۲۴) (پارہ:۱۵، بنی اسرائیل:۱۷، آیت:۲۳،۲۴)

ترجمہ: اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ” ہُوں “ نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔اور ان کے لیے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔

زندگی کا پانچواں دَور (ناکارہ عمر):

زندگی کا پانچواں دَور بڑھاپا ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور تا مرگ رہتا ہے۔اسے ” ارذل عمر/ناکارہ عمر“ کہا جاتا ہے۔اس عمر میں انسان کے حواس بجا نہیں رہتے اور وہ سب کچھ بھول جاتا ہے۔قرآن کریم میں انسانی زندگی کے مختلف ادوار کے ساتھ اس ناکارہ عمر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْۚ-وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْــٴًـاؕ ().

ترجمہ: اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں ایک مقرر میعاد تک (وقت ولادت تک) پھر تمھیں نکالتے ہیں بچہ، پھر (تمھیں عمر دیتے ہیں) اس لیے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو (اور تمھاری عقل و قوت کامل ہو) اور تم میں کوئی پہلے ہی مرجاتا ہے اور کوئی سب میں نکمی عمر تک ڈالا جاتا ہے (اور اس کو اتنا بڑھاپا آجاتا ہے کہ عقل و حواس بجا نہیں رہتے اور وہ ایسا ہوجاتا ہے) کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے۔

اس آیت کریمہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حیات انسانی کے تین ادوار یعنی بچپن، جوانی اور ناکارہ عمر کا تذکرہ صراحتًا ہے اور باقی دو یعنی ” نوجوانی“ اور ” بڑھاپا“ کا ذکر ضمنًا کیا گیا ہے۔

نوجوانوں کی اہمیت:

کسی بھی قوم یا ملک کے ارتقا وانحطاط اور کامیابی وناکامی میں اس کے نوجوانوں کا کردار وعمل بہت اہم اور بنیادی ہوتا ہے۔ہر انقلاب خواہ وہ سیاسی ہو یا سماجی، اقتصادی ہو یا مذہبی، تہذیبی وثقافتی ہو یا فکری وسائنسی، ملکی سطح کا ہو یا عالمی پیمانہ کا، ہر ایک میں نوجوانوں کا کردار نہایت ہی اہم اور کلیدی ہوتا ہے؛ اس لیے کسی بھی میدان میں نوجوانوں کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

مسلم نوجوانوں کے لیے سرمایۂ افتخار:

ہم مسلمانوں کے لیے کتنی مسرت و شادمانی اور فخر و سرور کی بات ہے کہ خالق کائنات جل شانہ نے خود ہمارا نام مسلمان رکھا، ہمیں عزت و کرامت بخشی، اپنے احکام بتائے اور قرآن کریم میں ان سب کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ۠

ترجمہ: اللہ نے تمھارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمھارا نگہبان و گواہ ہو (روزِ قیامت کہ تمھارے پاس خدا کا پیام پہنچا دیا) اور تم اور لوگوں پر گواہی دو (کہ انھیں ان رسولوں نے احکامِ خداوندی پہنچا دیے) تو نماز برپا رکھو (اس پر مداومت کرو) اور زکات دو اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو (اس کے دین پر قائم رہو) وہ تمھارا مولیٰ ہے، تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔

اور ہم سب پر خداے وحدہ لاشریک کا کرم بالاے کرم یہ ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب مصطفیٰ جان رحمت عالم ﷺ کی امت میں شامل فرمایا جو "خیر امت" کے لقب سے سرفراز ہے، چناں چہ ارشاد رب العالمین ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ

ترجمہ: (اے امت محمد! ﷺ) تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں، بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسانوں میں کام یاب و کامراں وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر کامل ایمان رکھتے ہیں، خود نیک عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی ایمان کامل و عمل صالح کی تلقین کرتے ہیں اور دین کی راہ میں پیش آنے والی مصیبتوں اور مشقتوں پر صبر کی تاکید کرتے ہیں۔ اس حقیقت کا بیان قرآن کریم میں اس طرح کیا گیا ہے: وَ الْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۠

ترجمہ: اس زمانۂ محبوب کی قسم، بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے، مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

کتبِ تاریخ کی ورق گردانی کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ جب تک مسلمان اس نسخۂ کیمیا پر عمل کرتے رہے، رفعت و بلندی ان کا نصیبہ اور جہاں گیری و جہاں بانی ان کا مقدر رہی، مگر جیسے ہی مسلمانوں کی نئی نسل نے اپنے آبا و اجداد کی مومنانہ شان و شوکت اور مجاہدانہ کردار و عمل سے روگردانی شروع کی، ان کی قسمت کا ستارہ گردش میں آ گیا، ہر محاذ پر انھیں ذلت و رسوائی اور ہزیمت و پسپائی کا سامنا کرنا پڑا اور بالآخر حکومت و اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ شاید ان ہی حقائق کی طرف توجہ دلانے کے لیے شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے مسلم نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا ع

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

دورِ حاضر کے مسلم نوجوانوں کا حال:

دورِ حاضر کے مسلم نوجوانوں کا ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات سے غافل اور ناآشنا ہیں، اس کی وجہ سے ان کے ذہن و فکر میں یہ بات رچ بس گئی ہے کہ ہمارا مذہب موجودہ زمانہ کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کی اہلیت و استعداد نہیں رکھتا، ہم مذہب کی پابندی کرکے کبھی ترقی نہیں کرسکتے، اگر ہمیں دنیا والوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے تو اسلامی احکام کی پابندیوں سے آزاد ہونا پڑے گا۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا مذہب ایک انقلاب آفریں مذہب ہے، اس کے اندر ہر دور اور ہر زمانہ کے تمام چیلنجز کا مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت موجود ہے، یہ مذہب اللہ جل شانہ کا پسندیدہ اور ہمہ گیر مذہب ہے، اس مذہب کے دامن میں جہاں اپنے خالق و مالک کی عبادت کرنے کے اصول و ضابطے ہیں وہیں سیاسی و سماجی معاملات و مسائل کو سلجھانے کی بہتر تعلیم و تربیت بھی ہے، اسلامی تعلیمات میں جہاں اخلاق و کردار کے آراستہ کرنے کی ترغیب و تلقین کی گئی ہے وہیں اقتصادی اور معاشرتی نظام کو بہتر طریقے پر جاری رکھنے کے رہ نما اصول بھی بیان کیے گئے ہیں، اس میں جہاں حلال و حرام کے درمیان امتیاز کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہیں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کی تاکید بھی کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس مذہب کی تعلیمات پر عمل کرنے والے مسلمان ہر دور میں کام یاب

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

وکامراں رہے اور آج بھی نوجوان مذہب اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہو کر ہی حقیقی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

آج مسلمانوں کی ذلت ورسوائی اور ان کے انحطاط وتنزلی کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ دور حاضر کے مسلم نوجوانوں کا کردار وعمل اور ان کی فکر ونظر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور جب کسی قوم کے نوجوان ہی راہ راست سے بھٹک جائیں تو پھر باقی قوم سے منزل تک پہنچنے کی امید فضول ہوتی ہے۔

موجودہ وقت میں آپ حالات کا جائزہ لیں تو دیکھیں گے کہ ہمارے اکثر نوجوانوں کی جیب میں موبائل اور کان میں ایرفون ہوتا ہے، نماز تو جانے دیں، انھیں اذان سننے اور سن کر جواب دینے کی بھی فرصت نہیں ہوتی ہے، جب کہ نماز مومن کی معراج اور اسلام وکفر کے درمیان حدفاصل ہے، اسی طرح ہمارے بہت سے نوجوان مالک نصاب ہونے کے باوجود موافق شرع زکات ادا نہیں کرتے ہیں، اور قربانی کا موقع آتا ہے تو اس سے بھی دور نظر آتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ گھر میں ایک آدمی کے نام سے قربانی ہوگئی تو وہ سب کے لیے کافی ہے، بہت سے نوجوان تو بڑی بے باکی سے جھوٹ بھی بولتے ہیں، شراب پیتے ہیں، بدکاری میں مبتلا ہوتے ہیں، والدین کے حقوق پامال کرتے ہیں، انھیں ایذا پہنچاتے ہیں، اور اس وقت تو نیٹ کے منفی استعمال نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی ہے، کہ نوجوان گھر میں رہنے کے باوجود اپنے ماں باپ، بھائی بہن اور عزیز واقارب سے بہت دور ہو گیا ہے۔

آج کے نوجوانوں نے جسم کے ظاہری حسن وجمال پر اپنی ساری توجہ مبذول کر رکھی ہے، اسے آراستہ کرنے اور اس کی بیماریوں کے ازالے کے لیے ہر طرح کوشاں نظر آتے ہیں، مگر روح کی بیماریوں سے نگاہیں پھیر لی ہیں اور اسے دور کرنے کے بارے میں انھیں سوچنے کی بھی فرصت نہیں ہے۔

نوجوانوں کی زندگی کا مقصد:

دور حاضر میں جب نوجوانوں سے پوچھا جاتا ہے کہ ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے، تو ان کے پاس اس سوال کا کوئی معقول جواب نہیں ہوتا ہے، نوجوانوں میں جو عصری تعلیم یافتہ ہیں ان کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ یہ زندگی عیش کرنے کے لیے ہے، یہاں خوب پیسے کماؤ، اچھا اچھا کھاؤ، پہنو اور جی بھر کر داد عیش دو؛ کیوں کہ مرنے کے بعد پھر اس دنیا میں آنا نصیب نہیں ہوگا۔

ان افکار ونظریات کے خلاف اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ اسلام کی نظر میں زندگی کا مقصد کھانا، پینا، پہننا، اوڑھنا اور عیش کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد تو اپنے خالق ومالک کی عبادت واطاعت اور نیک عمل کرنا ہے۔ چنان چہ اس حوالہ سے اللہ جل شانہ کا بہت واضح ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ [پارہ:۲۷، الذاریات: ۵۱، آیت:۵۶]

ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

اور نیک عمل کے تعلق سے قرآن کریم میں یوں ارشاد فرمایا گیا: الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ [پارہ:۲۹، الملک:۶۷، آیت:۲]

ترجمہ: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمھاری جانچ ہو (دنیا کی زندگی میں) تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے (یعنی کون زیادہ مطیع ومخلص ہے) اور وہی عزّت والا، بخشش والا ہے۔

اور دوسری جگہ کامیاب لوگوں کے اوصاف کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾ [پارہ:۱۸، المومنون:۲۳، آیت:۱ تا ۱۱]

ترجمہ: بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے اور وہ کہ زکات دینے کا کام کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مِلک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں، یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

یوں ہی زندگی کی غرض وغایت اور اس کی کام یابی سے متعلق احادیث کریمہ میں بھی خوب واضح ارشادات موجود ہیں، چناں چہ ترمذی شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: إنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ. أَلَا! فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ. [سنن الترمذی، ج:۸، ص:۳۷۹، رقم الحديث: ۲۳۵۰، المكتبة الشاملة]

ترجمہ: یقیناً دنیا شیریں اور سرسبز وشاداب ہے، اور اللہ جل شانہ نے تمھیں اس میں خلیفہ مقرر کیا ہے تاکہ دیکھے کہ تم دنیا میں کیسا عمل کرتے ہو۔ خبردار! تم دنیا میں مشغول ہونے سے بچو، تم عورتوں سے بچو۔

اور اسی کتاب میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللهِ۔ [سنن الترمذی، ج:۹، ص:۳۳۷، رقم الحدیث: ۲۶۴۷، المکتبۃ الشاملۃ]

ترجمہ: عقل مند وہ ہے جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کیا اور موت کے بعد والی زندگی کے لیے عمل کیا، اور عاجز وہ ہے جس نے اپنی خواہش نفس کی اتباع کی اور اللہ جل شانہ سے امیدیں رکھیں۔

نوجوانوں کی تعلیم کا مقصد:

دورِ حاضر میں نوجوانوں کی تعلیم کا مقصد صرف اور صرف عہدہ ومنصب کا حصول، شہرت وناموری اور مال و دولت جمع کرنا ہو گیا ہے۔ اس دور میں تقریباً ہر نوجوان ان ہی چیزوں کے پیچھے بھاگتا ہوا نظر آتا ہے، آج نوجوانوں پر جدید سائنس، ترقی یافتہ ٹیکنالوجی اور مادہ پرستی کا ایسا بھوت سوار ہو گیا ہے کہ ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی دھن میں اس قدر مدہوش ہو چکا ہے کہ اسے اپنے دائیں بائیں اور پیچھے والوں کی طرف دیکھنے کا خیال تک نہیں آتا اور ہر کوئی اپنے دنیاوی مستقبل کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے دن رات ایک کر دیتا ہے، مگر سماج میں رہنے والے دوسرے افراد، بلکہ اپنے عزیز واقارب اور بغل میں رہنے والے ہمسایے سے بھی بے گانہ ہوتا ہے جو اسلامی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝۳۶ [پارہ:۵، النساء: ۴، آیت: ۳۶]

ترجمہ: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ، اور ماں باپ سے بھلائی کرو، اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایے اور دور کے ہمسایے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے، بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔

آج کا نوجوان عصری تعلیم کے ذریعہ چاند پر کمندیں ڈالنے کے لیے ہر وقت کوشاں رہتا ہے، لیکن دینی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے مقصدِ وجود سے ناآشنا ہوتا ہے، وہ اہل دنیا کی نگاہ میں قابل ذکر اسناد کا حامل ہوتا ہے، لیکن اہل حق کی نظر میں خود غرض اور مطلب پرست ہوتا ہے، اس کے اندر دوسروں کی امداد واعانت کا جذبہ اور اپنے بھائیوں کے لیے نصرت وحمایت کا ذوق وشوق نہیں ہوتا، جب کہ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا واضح ارشاد ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۲

[پارہ:۶، المائدۃ: ۵، آیت: ۲]

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

اور مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون أخیہ. [الصحیح لمسلم، ج:۸، ص:۷۱، رقم الحدیث: ۷۰۲۸، دار الجیل، بیروت]

ترجمہ: اور اللہ جل شانہ بندہ کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

یہاں یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ مذہب اسلام اپنے ماننے والوں کو مستقبل کے بارے میں غور وفکر کرنے اور اسے روشن وتابناک بنانے سے منع نہیں کرتا ہے، بلکہ یہ تو مسلمانوں کو اپنا مستقبل خوب سے خوب تر بنانے کی تلقین وتاکید کرتا ہے۔ ہاں! اتنا ضرور ہے کہ اسلام اپنے دامن میں پناہ لینے والوں کو ہر کام میں اصول اور ضابطے کی تعلیم دیتا ہے، تاکہ ایسا نہ ہو کہ اپنا مستقبل بہتر

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

بنانے میں دوسروں کے حقوق پامال ہوں اور انسان حسن عمل سے عاری ہوجائے۔ قرآن کریم میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ [پارہ:۲۸، الجمعہ:۶۲، آیت:۹، ۱۰]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو، پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

ان آیات میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنا مستقبل خوب سے خوب تر بنانے کا حکم دیا اور اس کے طریقے بھی بیان فرمائے تاکہ اس کے بندے سعادت دارین سے ہم کنار ہوں۔

اسی طرح اللہ جل شانہ نے حضرت لقمان کا قول نقل کیا کہ انھوں نے اپنے نورِ نظر کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ [پارہ:۲۱، لقمان:۳۱، آیت:۱۷، ۱۸، ۱۹]

اے میرے بیٹے! نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر، بیشک یہ ہمت کے کام ہیں اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج نہ کر اور زمین میں اتراتا نہ چل، بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا، فخر کرتا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کچھ پست کر، بیشک سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی۔

مذہب سے دوری کے مضراثرات:

مذہب سے دوری کے نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ انھیں چند صفحات میں بیان ہی نہیں کیا جاسکتا، آپ مختصر انداز میں یوں سمجھ سکتے ہیں کہ آج مسلم سماج اور معاشرہ میں جتنی بھی برائیاں پائی جارہی ہیں وہ سب مذہب سے دوری کے مضر اثرات اور اسلامی تعلیمات سے بے اعتنائی کے ثمرات ہی ہیں۔ یہاں بطورِ مثال چند امور کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

سودی لین دین کا رواج:

آج ہمارے نوجوانوں میں سود کا لین دین فروغ پارہا ہے جو شرع کی نظر میں حرام ہے، قرآن کریم میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ [پارہ:۳، البقرہ:۲، آیت: ۲۷۵]

ترجمہ: اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سُود۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صدرالافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں کہ: سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے، یہ صریح ناانصافی ہے۔

دوم: سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خوار کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہنچاتی ہے۔

سوم: سود کے رواج سے باہمی مودت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ کسی کو قرض حسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔

چہارم: سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خور اپنے مدیون کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے“۔ [خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور]

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم آكل الربا ومؤكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء.

[صحیح مسلم، باب الربا، ج:۲، ص:۲۷، قدیمی کتب خانہ، کراچی]

اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہی دینے

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

والوں پر۔اور فرمایا: وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

ہمارے نادان یا عصری تعلیم یافتہ بھائی یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے انسان ترقی کرتا ہے اور اس کی کاروباری حالت سدھرتی ہے، ان کا یہ خیال خام ہے، کیوں کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، وہ ترقی کیسے کر سکتا ہے اور جس مال کو اللہ جل شانہ برباد کرے وہ کیوں کر بڑھ سکتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ.

[پارہ:۳،البقرہ:۲،آیت:۲۷۶]

ترجمہ: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من أكل درهما من ربا فهو مثل ثلاث و ثلاثين زنية، ومن نبت لحمه من السحت فالنار أولىٰ به.[المعجم الاوسط للطبرانی ، ج:۳،ص:۲۱۱،رقم الحدیث :۲۹۴۴،دارالحرمین ،القاہرہ]

ترجمہ: سود کا ایک درہم کھانا تینتیس زنا کے برابر ہے، اور جس کا گوشت حرام سے بڑھے تو نار جہنم اس کی زیادہ مستحق ہے۔

ان آیات و احادیث کی روشنی میں دیکھیں کہ شریعت کے ایک حکم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے سماج اور معاشرہ میں کتنی برائیاں پیدا ہو رہی ہیں، مثلاً: ناانصافی کا رواج، تجارت کی خرابی و بربادی، انسانی معاشرت کا ضرر، باہمی اخوت و محبت کا خاتمہ، درندوں جیسی بے رحمی، اور ان سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی لعنت کا استحقاق، سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کی ناراضی اور دین و دنیا کی تباہی و بربادی وغیرہ۔

اس لیے اگر آپ قرآن و حدیث پر پختہ ایمان رکھتے ہیں تو یقین جانیے کہ سود کا انجام تباہی و بربادی ہی ہے۔ اور بالفرض کچھ دنوں کے لیے ظاہری نگاہ میں مال بڑھے بھی تو جتنا بڑھے گا اللہ کی لعنت بڑھے گی۔

بے حیائی اور برائی میں اضافہ:

آج ہمارے مسلم سماج اور معاشرہ میں عموماً اور نوجوانوں میں خصوصاً بے حیائیاں اور برائیاں بڑھتی اور پھیلتی جا رہی ہیں، حد تو یہ ہے کہ بہت سے نوجوانوں کو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا ہے کہ یہ کام برا ہے اور شریعت میں اس سے ممانعت وارد ہے۔ مثلاً چلتے پھرتے غیر محرم دوشیزاؤں کو تکنا اور ان سے ناروا سلوک کرنا، انٹرنیٹ کا منفی استعمال کرتے ہوئے فحش گانے سننا، عریاں تصویریں اور ویڈیو دیکھنا، باہم گالی گلوج کرنا، کسی کی غیبت کرنا یا سننا اور اس طرح کے دوسرے بہت سے گناہوں کا ارتکاب کرنا عام ہو گیا ہے۔

اس کی وجہ بھی مذہب سے دوری ہی ہے، اگر انسان کے اندر مذہبیت آجائے اور وہ اہم الفرائض یعنی نماز کا پابند ہو جائے جو اسلام و کفر کے درمیان حد فاصل ہے، تو یہ ساری برائیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ.[پارہ:۲۱، العنکبوت: ۲۹،آیت: ۴۵]

ترجمہ: بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بُری بات سے۔

اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ جو شخص جس قدر نمازوں کا پابند ہوگا اور اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ اچھی طرح سے نماز ادا کرے گا وہ اسی قدر بے حیائیوں اور برائیوں سے محفوظ و مامون ہوگا۔ صدر الافاضل حضرت علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جوان سید عالم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور بہت سے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا تھا، حضور سے اس کی شکایت کی گئی، فرمایا: اس کی نماز کسی روز اس کو ان باتوں سے روک دے گی۔ چنانچہ بہت ہی قریب زمانہ میں اس نے توبہ کی اور اس کا حال بہتر ہو گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کی نماز اس کو بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں۔[خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مجلس برکات ، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور]

چوری اور ڈاکہ زنی کے واقعات:

دورِ حاضر میں جدید مصنوعات کے ذریعہ اگر ایک طرف انسانوں کے لیے بہت سی آسانیاں فراہم ہوئی ہیں تو دوسری طرف ڈھیر ساری برائیاں بھی رونما ہو چکی ہیں، پہلے زمانہ میں چوری کرنے والے لوگ عموماً اَن پڑھ اور گنوار ہوا کرتے تھے، وہ رات کی تاریکیوں میں بھٹکتے رہتے، سردیوں کی شدت برداشت کرتے اور مکینوں کے سونے کا انتظار کرتے، پھر کہیں وہ چوری جیسا ناپسندیدہ عمل انجام دے پاتے، مگر آج چوری کرنے والے عموماً اعلیٰ عصری تعلیم

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

یافتہ اور ماہر انجینئر ہوتے ہیں، وہ رات کی تاریکیوں میں بھٹکنے کے بجائے دن کے اجالے میں اپنے گھروں میں بیٹھ کر دوسروں کا اکاؤنٹ خالی کردیا کرتے ہیں۔

پہلے ڈاکہ ڈالنے والے بہت بہادر، جفاکش اور منظم ہوا کرتے تھے، مگر اب وہ سفید پوش، اعلیٰ منصب پر فائز یا جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوتے ہیں اور وہیں سے بڑے بڑے ڈاکے ڈالتے ہیں۔

اس طرح لٹنے والوں میں ایک بڑی تعداد مسلم نوجوانوں کی ہوتی ہے اور لوٹنے والوں میں بھی بعض مسلم نوجوانوں کے نام سامنے آجاتے ہیں۔ آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس کی وجہ بھی مسلم نوجوانوں کا مذہب سے دوری ہی ہے۔ مذہب اسلام نے فریضۂ زکات کے ذریعہ جہاں فقراو مساکین کے کھانے، پینے اور پہننے، اوڑھنے کا انتظام کیا ہے، وہیں زکات دینے والوں کے مال و دولت کی حفاظت کا بھی انتظام فرمایا ہے۔ چناں چہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ والرضوان سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حَصِّنُوا أَمْوَا لَكُمْ بِالزَّكٰوةِ، وَدَاوُوْامَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ،وَاسْتَقْبِلُوا اَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالْدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ".

رواه أبوداؤد في المراسيل. [الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، ج۲، ص ۱۰۰، المكتبة التجارية الكبرىٰ، مصر]

ترجمہ: زکات دے کر اپنے اموال مضبوط قلعے میں محفوظ کرلو اور صدقہ و خیرات سے اپنے بیماروں کا علاج کرو اور خدا کی بارگاہ میں دعا اور گڑگڑانے سے ہر قسم کی بلاؤں کا استقبال کرو۔

اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَا تَلِفَ مَالٌ فِيْ بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا بِحَبْسِ الزَّكَاةِ"

رواه الطبراني في الأوسط. [الترغيب والترهيب من الحديث الشريف، ج ۲، ص ۱۱۰، المكتبة التجارية الكبرىٰ ، مصر]

ترجمہ: خشکی اور تری میں جو مال بھی برباد ہوا وہ زکات نہ دینے ہی کی وجہ سے برباد ہوا ہے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسلم نوجوان حکم شرع کے مطابق اپنے مال کی زکات ادا کردیں تو وہ کسی کے جھانسے میں نہیں آئیں گے اور ان کا مال لٹنے سے محفوظ رہے گا۔ یوں ہی اگر انھیں یہ بات سمجھ میں آجائے کہ چوری اور راہ زنی کے ذریعہ جو مال ہاتھ آتا ہے، اسے استعمال کرنا ناجائز و گناہ ہے اور اس مال حرام سے جو گوشت تیار ہوگا، جہنم کی آگ اس کی زیادہ حق دار ہے تو وہ کبھی چوری نہیں کریں گے اور اس طرح مسلم سماج و معاشرہ سے چوری و راہ زنی کا خاتمہ ہوجائے گا، نہ یہ خود لٹیں گے اور نہ ہی انھیں دوسروں کو لوٹنے کی فکر ہوگی۔

ذہنی بے سکونی اور نفسیاتی امراض:

آج ہمارے نوجوان مختلف انداز میں اپنی بے چینی و بے قراری کا اظہار کرتے ہیں اور نفسیاتی امراض سے شفایاب ہونے کا نسخہ دریافت کرتے ہیں، کوئی اپنی کمائی میں بے برکتی کا رونا روتا ہے، تو کوئی اپنی بیوی یا اولاد سے نالاں ہوتا ہے، کسی کو اپنے پڑوسی سے شکایت ہوتی ہے، تو کسی کو اپنے ہم منصبوں سے حسد اور جلن کا شکوہ ہوتا ہے، الغرض انھیں کسی طرح سکون و قرار نہیں ملتا اور اس کی وجہ سے وہ طرح طرح کی نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔

آپ غور فرمائیں تو اس کی وجہ بھی مذہب سے دوری اور احکام شرع سے بے اعتنائی ہی معلوم ہوگی، کیوں کہ آج ہمارے نوجوانوں میں یادِ الٰہی سے غفلت مجرمانہ حد تک بڑھ چکی ہے اور اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب ﷺ کے طفیل جو کچھ عطا فرمایا ہے اس پر صبر و شکر کا مادہ تقریباً ختم ہوچکا ہے، انھوں نے مادی چیزوں کو ہی سکون و قرار کا ذریعہ سمجھ لیا ہے، جب کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ [پارہ:۱۳، النور:۱۳، آیت:۲۸]

ترجمہ: سن لو! اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

یعنی اس کے رحم و کرم اور اس کے فضل و احسان کو یاد کرکے بے قرار دلوں کو قرار و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

اور قرآن کریم ہی میں ایک دوسرے مقام پر ہے:

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ﴿۷﴾ [پارہ:۱۳، ابراہیم:۱۴، آیت :۷]

ترجمہ: اور یاد کرو جب تمھارے رب نے سنادیا کہ اگر احسان مانوگے تو میں تمھیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔ (جاری...............)

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

قوم کی ترقی اور تنزلی کے اہم اسباب

محمد صدام امجدی

بعد تزویج (After Marriage) ہر جوڑے کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ جلد اس کی تاریک آغوش ایک ننھا سا ستارا سے جگمگا جائے، دیر ہوتی ہے تو سو جتن کرتا ہے۔ روتا گڑگڑاتا ہے، دعائیں مانگتا ہے، منتیں مانتا ہے اور نہ جانے کیا کیا کرتا ہے۔ خدا خدا کر کے نخل آرزو بار آور ہوتا ہے، دل کی کلی کھلتی ہے، ان کی چمن میں ایک گلاب نمودار ہوتا ہے اور ان کی گود ایک ننھا سا ستارہ کے نور سے منور ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی گود بھرتا ہے اور مسرت کا سامان کرتا ہے، احبا اور اقربا میں ایک خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور والدین کی محبت اپنے بچوں سے اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ جس کی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ والدین اپنے بچوں کی محبت میں اس طرح گل ہو جاتے ہیں کہ ان کے حق میں کیا صحیح کیا غلط ہے، سب بھول جاتے ہیں، حتی کہ انھیں اس بات کا شعور بھی نہیں ہوتا ہے کہ اللہ نے ان کو اولاد سے نوازا ہے تو اس کی کیا حکمت ہے؟ اور اپنے اولاد کی محبت میں اس کی تربیت شریعت مطہرہ کے دائرے میں نہیں کر پاتے ہیں، حتی کہ ان کی تعلیم و تعلم کا معقول خیال نہیں رکھ پاتے ہیں جس کی بنا پر ان کے بچے اپنی زندگی میں بے شمار مصائب کا سامنا کرتے ہیں۔

جس طرح سے ہم بچوں سے بے پناہ الفت و محبت رکھتے ہیں اسی طرح ان کی صحیح تعلیم و تربیت کی فکر ہونی چاہیے اس لیے کہ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت ایک اہم دینی فریضہ ہے، ہمیں اس کی ادائیگی کی پوری فکر ہونی چاہیے ورنہ سخت گرفت کا اندیشہ ہے، اس کی ذمہ داری تمام لوگوں سے زیادہ براہ راست والدین پر عائد ہوتی ہے۔ اسی لیے انھیں کو اس ضمن میں سب سے زیادہ حساس ہونا چاہیے۔ خصوصًا آج کے حالات میں اس طرف غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے، کیوں کہ معمولی سی غفلت نہایت خطرناک نتائج سے دوچار کر سکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد سے نوازا ہے تو آپ اس کی اچھی گارڈنگ کریں اور اس کی پرورش شریعت مطہرہ کے مطابق کریں اور اپنے بچوں کو اس طرح تعلیم سے آراستہ کریں کہ دنیا ان کی وجہ سے مسلمانوں پر رشک کرے اور آنے والی نسل کے لیے آئیڈیل بنے اور معاشرے کے لیے باعث فخر و شادمانی کا بنے۔ اور اسلام تمام مذاہب میں نمایاں طور پر کامیابی حاصل کرنے والے مذہب کے نام سے پہچانا جائے۔ کیوں کہ نوجوان کسی بھی قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں چوں کہ وہ جسمانی اعتبار سے قوی ہوتے اور ذہنی اعتبار سے دوسرے طبقات کے مقابلے میں ان کی استعداد و صلاحیت بہت زیادہ ہوتی ہے، اس لیے مجموعی طور پر پوری قوم پر ان کی سوچ اور عمل کا اثر پڑتا ہے جس قوم کے نوجوان عام طور پر اچھے اعمال میں مشغول ہوں تو اس معاشرے میں اچھائیوں کا غلبہ ہوتا ہے، جب کہ اگر کسی قوم کے نوجوان برائیوں میں ملوث ہوں تو پھر پورے معاشرے میں بھی برائیوں کا زور ہوتا ہے اور پھر اس کے نتیجے میں سارے لوگ ذہنی اور روحانی طور پر حیران و پریشان اور بے اطمینانی کے شکار رہتے ہیں۔ آج جب ہم مسلم معاشرے پر نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پوری قوم مجموعی طور پر افراتفری، بے چینی اور تنزلی سے دوچار ہیں۔ مسلمان دنیا کے ہر میدان میں ناکام ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں آخر اس کے اسباب کیا ہیں؟

(۱) والدین کی بے توجہی: اس دور میں سب سے بڑا سبب والدین کا اپنے بچوں سے عدم توجہی ہے کہ وہ اپنے بچوں کے جذبات کو نہیں سمجھتے ہیں، زیادہ تر والدین کی نظر کمائی پر ہوتی ہے کہ کب بچہ کمانا شروع کرے گا؟ جلدی سے بڑا ہو جائے اور ہم اسے کمانے کے لیے باہر بھیج دیں۔ اگر بچے دینی یا عصری اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے باہر جانے کے خواہاں ہوتے ہیں تو اکثر ان کے والدین یا پھر کوئی بھی خواہ یہ کہتا ہے کہ باہر جا کر پڑھنے سے کیا ہوگا؟ یہیں پڑھو، ساتھ میں گھر کا کام کاج بھی دیکھنا، اس طرح سے کہ کر لوگ اپنے بچے کے حوصلے کو پست کر دیتے ہیں ایسے لوگوں سے میرا ایک سوال ہے کہ جب اس بچے کو باہر بھیج کر کمانے کی بات آتی ہے تب وہی لوگ دن و رات ایک کر کے کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ بس کسی طرح پاسپورٹ بن جائے۔ اس وقت یہ لوگ آخر کیوں نہیں سوچتے کہ باہر جا کر کمانے سے کیا ہوگا؟ یہاں بھی تو کمایا جا سکتا ہے، لیکن اس لالچی اور حریص دنیا کے لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل اور آسائش کی خاطر تب اس بات پر غور نہیں کرتے ہیں کہ جب وہ بچہ باہر جا کر زیادہ کما سکتا ہے تو باہر پڑھ کر زیادہ علم بھی حاصل کر سکتا ہے، مگر ان حریص لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی، جس قوم کی مذہبی کتاب میں علم

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پر زور دیا گیا، جس کے نبی نے علم کی تاکید کی، وہی قوم اس کے تعلق سے بے پرواہ مال و دولت کے حرص میں ڈوبی ہے۔

(۲) سوشل میڈیا کی فراوانی: دوسرا سبب سے اہم سبب ملٹی میڈیا موبائل ہے۔ جب ہمارے بچے کی عمر پانچ یا دس سال کو پہنچتی ہے جو ان کے تعلیم و تعلم کا اہم زمانہ ہوتا ہے اس زمانے میں ہم ان کو ملٹی میڈیا موبائل جیسی برائیوں کی جڑ جس کو کھولتے ہی گندی تصاویر یں ان کی نگاہوں کو اپنا نشہ پلا رہی ہوتی ہے، یہ اس کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں جس میں بچے گھل مل جاتے ہیں اور اپنی پوری توجہ اور اپنے قیمتی وقت کو بڑے ہی بے دردی کے ساتھ ضائع کر دیتا ہے۔ اور اپنی زندگی برباد کر لیتا ہے۔ آخر آپ کو اسے موبائل دینے سے کیا ملا؟ بلکہ ان کی زندگی ہی آپ نے اجیرن کردی، اس لیے اگر آپ اپنے بچے اور معاشرے کی کامیابی چاہتے ہیں تو آپ اپنے بچوں کی تربیت شریعت مطہرہ کے مطابق کریں اور ان کو اچھی بات کی نصیحت کرتے رہیں، جس طرح سے حضرت لقمان حکیم اپنے بیٹے سے کیا کرتے تھے، جس کو قرآن نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

ترجمہ: اے میرے فرزند! تو نماز قائم رکھ اور نیکی کا حکم دے، اور برائی سے منع کر اور جو تکلیف تجھے پہنچے اس پر صبر کر، بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ (سورہ لقمان)

(۳) والدین کا تعلیم یافتہ نہ ہونا: تیسرا سبب والدین سے علم کا فقدان۔ جب بچے کی تمام ذمہ داریاں والدین پر عائد ہوتی ہے تو ضروری ہے کہ والدین دین دار، نیک اور تعلیم یافتہ ہوں اور آج یہی ہمارے اندر نہیں پائے جاتے ہیں، جس کی واحد وجہ یہ ہے کہ آج کے اس دور میں جب ہم اپنے بیٹے کی شادی کرتے ہیں تو ایسی لڑکی کا انتخاب نہیں کرتے ہیں جو دین دار، نیک اور پارسا ہو، بلکہ ہم ایسی لڑکی کو ڈھونڈتے ہیں جو خوبصورت اور مال دار ہو اور زیادہ جہیز دینے والے ہوں، خواہ تعلیم یافتہ ہو یا نہ ہو، بچوں پر مہربان ہو یا نہ ہو اس سے کوئی مطلب نہیں اور یہی رویہ ہمارا بیٹی کی شادی میں بھی ہوتا ہے، جو آنے والی نسلوں کے لیے کافی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ پس آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دین دار اور نیک و تعلیم یافتہ کو ترجیح دیں تاکہ وہ اپنے بچوں کی ابتدائی تعلیم خود گھروں میں دے سکیں۔ اور اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر سکیں، اس لیے کہ بچوں کی اولین درس گاہ ماں کی گود ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچوں کو سب سے پہلے کون سی تعلیم دی جائے؟ دینی تعلیم یا عصری تعلیم۔ تو اس کا جواب پروردگار عالم کے اس ارشاد پاک سے ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"۔ (الآیۃ) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی تمھارے لیے نمونۂ عمل ہے۔ یعنی کامیابی کے لیے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے، ان کی تعلیم کو اپنایا جائے اور تعلیم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام کیا جائے اور یہی طریقہ ہمارے سلف صالحین اور ہمارے بزرگوں کا رہا کہ وہ سب سے پہلے دینی تعلیم حاصل کرتے اس کے بعد ہی کسی عصری تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے۔ ان باتوں سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے بچوں کو دینی تعلیم دی جائے، اس کے بعد ہی عصری تعلیم کی طرف رخ کرایا جائے۔ اس لیے کہ تعلیم کا صحیح مقصد کیا ہے؟ طلبہ کے فکری صلاحیت کو اجاگر کرنا، اس کی طبعی رجحانات کو صحیح رخ پر ڈالنا اور انھیں ذہنی، جسمانی، عملی اور اخلاقی اعتبار سے بتدریج اس لائق بنانا کہ وہ اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر رہے۔ کائنات میں اس کی مرضی کے مطابق تصرف کرے، نیز انفرادی، عائلی اور اجتماعی حیثیت سے ان پر جو ذمہ داریاں ان کے خالق و مالک کی طرف سے عائد ہوتی ہے ان سے وہ کما حقہ عہدہ براں ہو سکے، تعلیم کا یہی صحیح جامع اور بنیادی مقصد ہے۔ اور اس کی بنیاد صرف عصری تعلیم پر نہیں بلکہ دینی تعلیم پر ہے۔

دینی تعلیم سے دور رہنے کا ہی نتیجہ قوم کی تنزلی ہے: آج ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو اپنے بچوں کو دینی تعلیم نہیں دیتے ہیں، ان کی توجہ کو اسلامی تعلیمات سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، بالخصوص وہ لوگ جن کا شمار اونچے طبقے میں کیا جاتا ہے اور ان کے دیکھا دیکھی سے جو نیچے طبقے کے لوگ ہیں وہ بھی اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم دینے سے گریز کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں ساس بہو میں تنازع، ماں بیٹے میں جھگڑے اور شوہر بیوی کے درمیان اختلاف، بعض کے درمیان خودکشی کرنے تک کی نوبت آجاتی ہے (معاذ اللہ) جس کا معاشرے پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور اگر وہ میاں بیوی جو صاحب اولاد ہو اور ان کے درمیان اختلاف ہو تو اس سے معاشرے کو اور زیادہ حامل نقصان بنا پڑتا ہے۔ کیوں کہ اگر ایک چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد تعلیم یافتہ کامیاب و کامران بنے اور معاشرے میں ایک انقلاب برپا کرے تو دوسرا بدلے کی چنگاری پر تپتے رہتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح انتقام لوں تو وہ دوسرے کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں اور دوسرے کی مرضی کے خلاف کام کرتے ہیں۔ شوہر کی مرضی بچے کو

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

پڑھانا ہے تو بیوی اس بچے کو ادھر ادھر کے کاموں میں بیجا الجھائے رکھتی ہے کہ کسی طرح دوسرے کے خلاف کام کروں، یہاں تک کہ بچے جوان ہوتے چلے جاتے ہیں اور ان کے اندر سے حصول علم کا جذبہ بھی ختم ہونے لگتا ہے۔ اس طرح سے ان کی زندگی برباد ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دونوں ایک مرتبہ بھی نہیں سوچتے ہیں کہ ہماری آپسی تنازع سے صرف اور صرف ہمارے بچے کی زندگی خراب نہیں ہوئی بلکہ ایک وہ معاشرہ جوان بچوں کی وجہ سے ترقی کی منزل پر فائز ہونے والا تھا، وہ اب تنزلی کے گڑھ میں جا پہنچا ہے۔

آخر یہ سب کیوں ہوا؟ صرف اور صرف اس لیے کہ ہم اسلامی تعلیمات سے دور ہیں۔ اگر ہماری وابستگی اسلامی تعلیمات سے ہوتی تو یہ نوبت نہیں آتی بلکہ ہمیں معلوم ہوتا کہ ہم کس طرح اپنے ازدواجی زندگی کو گزاریں۔ ہمیں اپنے بچوں اور اہل خانہ سے کس طرح پیش آنا چاہیے، اس لیے کہ پروردگار عالم نے ہمارے لیے کسی دنیادار کے طریقۂ زندگی کو نمونۂ عمل نہیں بنایا بلکہ ایسی ذات کے طریقہ کو ہمارے لیے لازم کیا جو ساری مخلوق میں ارفع و اعلیٰ ہے۔ جن کی مثال دنیا آج بھی پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اب اخیر میں میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ آج ہم حکومت نیپال سے اپنا مطالبہ پورا کرنے کو کہتے ہیں، حالاں کہ عالم یہ ہے کہ اگر ہم اپنے بچوں کو مدارس میں پڑھاتے ہیں تو ان کو اس میں اچھی کامیابی نہیں دلا پاتے ہیں۔ اگر کوئی اسکولوں یا کالجوں میں پڑھاتے ہیں تو اس میں بھی نمایاں طور پر کسی لائق نہیں بنا پاتے ہیں۔ آج ہمارے بچے مدارس سے فراغت حاصل کر لیتے ہیں تو وہ کچھ حد تک کامیاب تو ہو جاتے ہیں کہ عوام الناس کو ایک امام المسجد کی شکل میں فائدہ پہنچاتے ہیں لیکن وہ بھی دیرپا نہیں ہوتے۔ اور رہے اسکول اور کالج کے بچے تو وہ بھی جیسے ہی دسویں پاس کرتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ ٹین پلس ٹو کرتے ہیں تو ان کے گھر والے سمجھتے ہیں کہ اب ہمارا بچہ کامیاب ہو گیا، اس غلط فہمی میں آکر چند روپے کمانے کی لالچ میں انھیں سعودیہ عرب بھیج دیتے ہیں اور ان کی زندگی برباد کر دیتے ہیں۔

کبھی آپ نے سوچا کہ آج حکومت نیپال ہمارا مطالبہ نہیں قبول کر رہی ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟ تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آج ہم تعلیم کے میدان میں کوسوں دور نظر آ رہے ہیں۔ آج نیپال میں کل چھ سے زائد یونیورسیٹیز اس وقت چل رہے ہیں، جیسے:

(1) Tribhuvan University
(2) Mahendra Sanskrit University
(3) Lumbini Bauddha University
(4) Kathmando University
(5) Purwanchal University
(6) Pokhara University

لیکن آپ ان یونیورسیٹیز کا سروے کریں گے تو آپ اس بات سے باخبر ہو جائیں گے کہ سو پرسنٹ میں سے صرف دو پرسنٹ یا اس سے بھی کم مسلمانوں کے بچے ان یونیورسیٹیز میں زیر تعلیم ہیں۔ ان میں صرف غیر مذاہب کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور ایسا بھی نہیں ہے کہ ہمارے پاس اتنی وسعت نہیں ہے کہ ہم اپنے بچوں کو نہیں پڑھا سکیں۔ الحمد للہ! اللہ کا دیا ہوا آج ہر چیز ہمارے پاس موجود ہے۔ لیکن ہم اپنی کاہلی اور جہالت و نادانی کی بنا پر وہاں تک اپنے بچوں کو نہیں پہنچا پاتے ہیں۔ تو آپ خود فیصلہ کریں کہ حکومت اس کی بات زیادہ سنے گی جو ان کے مطمع نظر ہے یا ہماری باتوں پر توجہ دیں گی؟

اسی لیے ہماری گزارش ہے کہ چاہے مدارس کا میدان ہو یا یونیورسیٹیز کا میدان ہو اپنے بچوں کو ہر میدان میں اتارا جائے تاکہ مسلمان نہ تو دینی اعتبار سے کم تر مانا جائے اور نہ ہی دنیوی اعتبار سے اور بچوں کو چند روپے پیسے کی لالچ میں سعودیہ عرب نہ بھیجیں۔ اگر غربت اور مفلسی کا عالم ہو تو جہاں دو روٹی کھانے کی خواہش ہو وہاں ایک روٹی کھائیں اور ایک روٹی بچا کر اپنے بچوں کی تعلیم پر خرچ کیا جائے اور انھیں بڑے سے بڑے مدارس میں، بڑے سے بڑے کالج اور یونیورسیٹیز میں اعلیٰ تعلیم دی جائے تب جا کر ہمارا معاشرہ کامیاب ہوگا اور ہماری شناخت قائم ہوگی۔

طلب پھولوں کی ہے تو کانٹوں سے گزر پہلے
اگر مقصود گوہر ہے تو سمندر میں اتر پہلے

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بالخصوص نیپال کے مسلمانوں کو اپنے بچوں کے مستقبل کے بارے میں اچھی سوچ عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

تاثرات

سہ ماہی سنی پیغام، نیپال کے پہلے شمارے پر علما و دانشوران کے گراں قدر تاثرات

اس سہ ماہی رسالہ کے اجرا و اشاعت پر مبارکباد

ملک نیپال کی مذہبی تہذیب وثقافت اور فکری حالات وکیفیات سے دنیا کے تمام ارباب علم و دانش بخوبی واقف ہیں۔ جہاں تک اسلامی علوم وفنون ودینی فکر ونظر اور مسلکی وصوفیانہ بود وباش اور رنگ وترنگ کا معاملہ ہے اس کے لیے ملک نیپال کا ترائی علاقہ اپنی مثال آپ ہے، ربّ کریم کا احسان عظیم ہے کہ نیپال کے ترائی علاقہ میں اہل سنت وجماعت کی اکثریت ہے جس میں شہر جنکپور دھام اور اس کے مضافات میں آباد اہل سنت کی زبردست امتیازی شان ہے۔ نیپال میں ترائی کا وہی علاقہ ہے جہاں آج سے نصف صدی پیشتر قطب نیپال زاہد ملت حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ زاہد حسین صاحب قادری مجیبی علیہ الرحمہ نے نام نہاد مسلمانوں کو سچا اور پختہ مسلمان بنانے میں عظیم رول ادا کیا۔ اور آج اس علاقہ میں اسلام وسنیّت کی جو بہاریں نظر آرہی ہیں وہ فیضان زاہد ہی کا حصہ ہیں۔ حضرت زاہد ملت نے علماے ربانیین اور صلحاے کاملین کی ایسی متحرک وفعال ٹیم بنائی جس کے دم قدم سے یہاں صرف سنیّت قائم ہی نہیں ہے بلکہ دن بدن پروان چڑھ رہی ہیں۔ حضرت زاہد ملت نے یہاں اسلام وسنیّت کی بقا اور تحفظ کے لیے جن عظیم الشان علمی وعملی شخصیات کو پیدا کیا ان میں ان کے شاگرد رشید امین شریعت استاذ العلما حضرت علامہ مفتی محمد کلیم الدین رضوی قدس سرہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔

آج اس علاقہ ترائی میں علماے اہل سنّت اور حفاظ وقرا اور ائمہ مساجد کا جو جم غفیر نظر آرہا ہے ان سب کا سلسلہ انہیں دونوں استاذ وشاگرد سے منسلک ہے۔ انہیں نایاب اور قیمتی جواہر میں آبروے نیپال تاجدار اہل سنّت فخر نیپال حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل صاحب رضوی اور قاضی شریعت حضرت علامہ مفتی محمد عثمان صاحب رضوی اور حضرت علامہ مفتی عبد العزیز صاحب رضوی اور حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ صاحب رضوی ودیگر مشاہیر علماے فخام یعنی رئیس الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد مصلح الدین قادری اور فخر المدرسین حضرت مولانا مفتی محمد نجم الدین قادری وغیرہ شامل ہیں۔

اسلامی تبلیغ و اشاعت کے لیے ہر دور میں لسان وقلم کی ضرورت واہمیت ناقابل انکار حقیقت کے طور پر ہمیشہ تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ زمانہ دراز سے شدت کے ساتھ اس امر کا احساس کیا جاتا رہا ہے کہ یہاں سے ایک بنیادی اور معیاری مجلہ شائع کیا جائے جس میں قرآن وحدیث کے تجلیات کے ساتھ فقہی وکلامی اور علاقہ ترائی کی دینی وعلمی خدمات وموضوعات پر بحث ہو۔ اس نکتہ نظر سے فقیر راقم السطور کلیمی کو سفرِ قطر کے دوران معلوم ہوا کہ متذکرہ علماے کبار کے وہ تلامذہ اور قرابت دار جو ملک قطر میں اقامت پذیر ہیں انھوں نے حضرت فخر نیپال مدظلہ العالی کے نام پر ایک تبلیغی واشاعتی اور علمی وتعمیری ادارہ بنام ”فخر ملت فاؤنڈیشن“ قائم کیا ہے اور اس فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام بہت سارے علمی وعملی امور کے ساتھ ایک سہ ماہی آرگن جاری کرنے کا عزم مصمم کرلیا ہے۔

فقیر راقم السطور جب انڈیا واپس آیا تو چند ماہ کے بعد ہی فخر ملت فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ایک سہ ماہی رسالہ سنّی پیغام کا پہلا شمارہ زیر نظر آیا رسالہ کا سرورق اور مضامین دیکھ کر اور پڑھ کر بے حد خوشی اور مسرت حاصل ہوئی۔ اس رسالہ کے معیار کو قائم رکھنے کے لیے ہندوستان کے بہت سارے علما ومشائخ اور اصحاب قلم سے رابطہ قائم کرلیا گیا ہے اور رسالہ کو معلوماتی بنانے کے لیے قرآن وحدیث کے ہمہ گیر عنوان پر قیمتی وتحقیق جولانیت کو چار چاند لگانے کے لیے حضرت فخر نیپال اور قاضی شریعت نے خود مستقل کالم شروع فرمادیا ہے۔

فخر ملت فاؤنڈیشن کی اس تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے فخر ملت فاؤنڈیشن کے ارباب علم ودانش نے جماعت اہل سنت کے ممتاز عالم دین صاحب قلم وبصیرت فاضل گرامی جناب مولانا عطاء النبی صاحب مصباحی زید حبہ کی خدمات جلیلہ حاصل کرلی ہے جو میرے نزدیک رسالہ کی ترقی واستحکام کے لیے خاطر خواہ معاون بلکہ بنسبت زاہدی ضروری ولازمی ہے۔ میں اس سہ ماہی رسالہ کے اجرا واشاعت پر ارباب فخر ملت فاؤنڈیشن کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ عہد واثق کرتا ہوں کہ فقیر راقم السطور جس لائق ہے فخر ملت فاؤنڈیشن کے لیے ہمہ وقت حاضر ہے۔

آخر میں ارباب فخر ملت فاؤنڈیشن کے احباب واعوان کو مشورةً یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت جماعت اہل سنّت میں جو قلمی بہاریں نظر آرہی ہیں وہ مصباحی علما کی دین ہے۔ لہٰذا آپ حضرات مصباحی علما اور الجامعۃ الاشرفیہ کے بالغ نظر اساتذہ سے سلسلہ مشاورت کو قائم رکھیں۔ اس تعلق سے مزید ارباب فاؤنڈیشن قابل فخر اور لائق اعتناء ہیں کہ اس سہ ماہی کی باضابطہ ادارت کے لیے جن کی خدمات حاصل کی ہیں وہ مصباحی ہیں۔ میری

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

دعا ہے کہ ربّ کریم اپنے محبوب اقدس حضور اکرم ﷺ کے صدقہ وطفیل اس تحریک کو کامیاب فرمائے اور جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ وماتوفیقی الا باللہ

فقیر ابوالضیاء محمد عبدالمنان کلیمی عفی عنہ
مفتی شہر مرادآباد و صدر مجلس علمائے ہند

☆☆☆

نیا زمانہ نئی صبح وشام پیدا کر

مکرمی ایڈیٹر صاحب-----------------سلام مسنون

”سہ ماہی سنی پیغام، نیپال“ مشمولہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۱۷ء مطالعہ کی میز پر ہے۔ آج سے لگ بھگ ۲۰،۲۵ روز قبل گرامی قدر حضرت مولانا عثمان رضوی، جنرل سکریٹری آل نیپال سنی جمعیۃ العلما، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور تشریف لائے اور سہ ماہی سنی پیغام کا پہلا شمارہ عنایت کیا دیدہ زیب طباعت اور عمدہ سرورق کے ساتھ مشمولات کے معنوی حسن وجمال نے اپنی طرف متوجہ کیا، رسالہ پڑھنے کے بعد غیر معمولی مسرت حاصل ہوئی۔

نیپال جیسی سنگلاخ اور مشکل زمین جہاں ہر چہار جانب مایوسی ہی مایوسی نظر آتی ہے، جہاں علم اور علما کی ناقدری نے ہنرمندوں، فن کاروں، دانش وروں اور علمائے دین کو نئے آشیانے تلاش کرنے پر مجبور کر دیا ہے اس مذہبی، علمی اور ادبی صحافت کا آغاز، اس دینی رسالے کا اجرا نیپال کے روشن مستقبل کا غماز اور وقت کی شدید ترین ضرورت اور عہد حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے کی ایک مثبت پیش رفت ہے۔

المیہ یہ ہے کہ جہاں سلفی، دیوبندی اور جماعت اسلامی مکتبہ ہائے فکر کے درجنوں جرائد عربی، اردو، انگریزی اور نیپالی زبانوں میں نیپال سے تسلسل کے ساتھ دہائیوں سے شائع کیے جا رہے ہیں وہیں پوری جماعت اہل سنت خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ لٹریچر اور رسائل کے ذریعہ دعوت الی اللہ کے کام میں تساہل و غفلت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ادھر ہندوستان سے شائع رسائل و جرائد کے یہاں تک پہنچنے میں بے شمار پیچیدگیاں اور موانع حائل ہیں۔ لہٰذا یہ وقت کا جبری مطالبہ تھا کہ اہل سنت وجماعت کے پلیٹ فارم سے جو یہاں کثرت میں ہیں اسی قسم کے رسائل تواتر و تسلسل کے ساتھ مختلف زبانوں میں جاری کیے جائیں تاکہ مسلمانان نیپال کی صحیح علمی، فکری و دینی رہ نمائی ہو سکے۔ ابھی ہمیں مزید رسالے اور نکالنے کی ضرورت ہے۔

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ جس دور سے ہم گذر رہے ہیں تقریر کا کم، تبلیغ اور تحریر کا زیادہ تقاضا کرتا ہے۔ اس دور میں وہی جماعتیں غالب رہ سکتی ہیں جو نظریاتی طور پر فکر وقلم کی توانائی سے مسلح ہو کر میدان میں آئیں گی۔ اس ملک کے مسلمانوں کے ایمان، عقیدے اور معمولات کے تحفظ کی ذمہ داری علمائے اہل سنت کے سر عائد ہوتی ہے، وہ اس ذمہ داری کو ادا کیے بغیر سبک دوش نہیں ہو سکتے، اگر اس عمل میں انھوں نے ذرا بھی کوتاہی کی تو عند اللہ ماخوذ بھی ہوں گے۔

ماضی میں جماعت اہل سنت کی جانب سے متعدّد رسائل جاری کیے گئے لیکن قلت وسائل یا قلت افراد کے سبب وہ موقوف ہو گئے۔ یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ اتنی بڑی آبادی میں پورے ملک میں ہمارے پاس ایک بھی ماہ نامہ نہیں ہے، ہم دو ماہی، سہ ماہی اور شش ماہی نکالنے والے بن کر رہ گئے جب کہ ہماری مذہبی قیادت ایک دو شب کے جلسہ کے لیے ۱۰ سے ۱۵ اور ۲۰ لاکھ روپے تک قوم سے وصول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

اگر مذہبی اردو صحافت میں ہمیں ناکامی ہو رہی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اب تک اپنے عوام کی ذہن سازی کرنے میں ناکام رہے ہیں، انھیں ضرورتوں کا احساس نہیں دلا سکے بلکہ ان کی ساری توجہات کو تقریر و شعر کی تفریحی مجالس یا عظیم الشان جلسے کرنے کی طرف موڑ دیا ہے، وہ اسی کو سب سے بڑا دینی کام سمجھ رہے ہیں۔

امید ہے کہ یہ رسالہ اسلام کی تعلیمات و پیغام کو دھڑکتے نوجوان دلوں میں منتقل کرنے اور سیاہیٔ شب کو طلوع سحر میں تبدیل کرنے کا کام کرے گا۔ اس کے ذریعہ نوجوان اور بزرگ دونوں اہل قلم کو اپنی فکری و علمی توانائیوں کو بروے کار لانے کا موقع ملے گا۔

رسالہ کے مشمولات مجموعی طور پر بہتر ہیں البتہ کالم میں جدت اور مضامین میں تنوع و توسع پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ موضوعات جن پر بکثرت کتابیں یا مضامین لکھے جا چکے ہیں ان سے اغماض کرتے ہوئے نئے نئے گوشوں پر مضامین شامل کیے جائیں بالخصوص نیپال کے حوالے سے نئے نئے گوشوں پر مضامین شامل ہوں تاکہ یہاں جمود کی برف پگھل سکے۔

پیغام قرآن کے کالم میں حضرت مفتی محمد اسرائیل رضوی دام مجدہ کی تفسیری نکات آفرینی بے حد پسند آئی، اسے میں نے بالاستعاب پڑھا، حضرت سے امید ہے کہ یہ سلسلہ یوں ہی جاری و ساری رکھیں گے۔ شرح حدیث نیت کے عنوان سے حضرت مفتی محمد عثمان رضوی دام ظلہ کا مضمون عمدہ ہے۔ مولانا اظہار النبی مصباحی کا مضمون عید میلاد النبی ﷺ کے تناظر میں نصیحت آموز اور فکر انگیز ہے۔

ہماری ناقص رائے میں علمائے نیپال کی تصانیف پر تبصرہ کا ایک کالم جس میں ہر شمارے میں کسی ایک کتاب پر مکمل تبصرہ و نقد ہو بے حد مفید رہے گا۔ اسی طرح نیپال کی اسلامی تاریخ پر بھی ایک کالم شروع کیا جا سکتا ہے۔ راقم سطور کی پوری کتاب اسی پس منظر میں لکھی گئی ہے وہ اس کے لیے معاون ہو سکتی ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

ہمارے یہاں صف علما میں مفت رسالہ پڑھنے اور دینے کی جو روایت چلی آرہی ہے اسے ختم کرکے مکمل پروفیشنل انداز میں چلانے کی ضروت ہے تبھی رسالہ زیادہ عرصے تک جاری رہ سکتا ہے۔رسالہ کے حلقۂ قارئین کی توسیع کے لیے ہر بڑے شہر میں اس کی ایجنسی قائم کی جانی چاہیے۔

نواجوان اہل قلم اگر فضائل و مناقب جیسے موضوعات سے ہٹ کر تحقیقی، تنقیدی اور اکتشافی نوعیت کے موضوعات کی طرف توجہ کریں تو یہ ان کے لیے بھی مفید ہوگا اور رسالہ کے لیے بھی۔ہاں! بوقت ضرورت ادھر بھی توجہ کرسکتے ہیں۔آخری بات یہ عرض ہے کہ صحت مضامین کے ساتھ صحت زبان، الفاظ و تراکیب کی عمدہ بندشوں کا بھی اہتمام ہو تو اس کا شمار بھی معیاری درجہ کے رسالوں میں ہوسکتا ہے۔حدیثیات اور احتیاطیں جیسی تراکیب ذہن پر بار معلوم ہوتی ہیں۔

اخیر میں اس رسالہ کے مدیر اعلی محب مکرم مولانا عطاء النبی حسینی مصباحی شکر اللہ سعیہ اور مدیر گرامی قدر مولانا عبد الرحیم ثمر مصباحی اور ان کی پوری ٹیم کو ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی اس رسالہ کو استحکام بخشے اور خلوص وللّٰہیت کے ساتھ ہر کام کو انجام دینے کی توفیق بخشے۔و ما ذلك عليه بعزيز

محمد رضا قادری مصباحی

خادم تدریس جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

☆☆☆

کاش! یہ مجلہ سہ ماہی سے ماہنامہ میں تبدیل ہوجائے

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب! ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

رب العٰلمین جلّ جلالہ آپ کو اور جملہ رفقاء کو ہمیشہ مسکراتا رکھے!

الحمدللہ **"سہ ماہی سنی پیغام"** اسلامی سال کے پہلے مہینہ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ میں پہلی بار زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آیا جو درحقیقت چند احباب اور قوم وملت کا درد رکھنے والے علمائے کرام کی دیرینہ تمناؤں کی تکمیل اور ان کے مبارک خوابوں کی تعبیر ہے۔

اس کے مضامین پڑھے بے حد خوشی ہوئی، سارے ہی مضامین عمدہ اور معلومات افزا ہیں، مہینے کے اعتبار سے بھی مضامین شامل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔تمام مضامین میں بالخصوص حضور فخر نیپال مدظلہ العالی کا مضمون بنام "بسم اللہ کی تفسیر" اور حضرت مفتی محمد عثمان رضوی دام ظلہ العالی کا مضمون بنام "شرح حدیث نیت" نہایت عمدہ ہیں۔

دعا گو ہوں مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے صدقے **"سہ ماہی سنی پیغام"** کو دوام بخشے! اس کے اراکین مجالس و ممبران اور معاونین ومحبین کو دارین کی نعمتوں سے مالامال کرے! آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

کاش! یہ مجلہ سہ ماہی سے ماہنامہ میں تبدیل ہوجائے۔لعل اللہ يحدث بعد ذٰلك امرا.

طالب دعاے مغفرت:

ابو النور محمد رضا عزیزی مصباحی

حال مقیم: دوحہ، قطر

☆☆☆

مذہبی صحافت میں عمدہ پیش رفت

مدیر اعلی۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

سہ ماہی سنی پیغام، اکتوبر، نومبر، دسمبر ۲۰۱۷ء بذریعہ ٹیلی گرام باصرہ نواز ہوا۔سرورق دیدہ زیب و خوب صورت ہے۔ سرورق و مشمولات دیکھتے ہی خوشی کی ایک لہر محسوس ہوئی کہ محب گرامی حضرت مولانا عطاء النبی حسینی صاحب قبلہ مصباحی نے نہایت جاں فشانی و نگاہ عمیق سے رسالے کو جاذب نظر و پرکشش بنایا ہے۔اداریہ کے موضوع پر نظر پڑھتے ہی سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ سہ ماہی سنی پیغام کا یہ پہلا شمارہ ہے، جسے حضرت مولانا عطاء النبی حسینی مصباحی صاحب قبلہ اور آپ کی ٹیم نے شب وروز محنت کرکے منظر عام پر لایا۔تحریر و تصنیف سے متعلق حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ یہ راہ کس قدر مشکلات و مشقتوں سے پر ہے، پھر بھی ان مشکلات و مشقتوں کو اپنے گلے کا ہار بناکر اپنا چین و سکون سب اسی میں صرف کرکے شب وروز بے انتہا محنت کرکے کسی رسالے کو منظر عام پر لانا یقینا باہمت و خدمت دین کے جذبے سے سرشار جواں مرد کا کام ہے۔اس قحط الرجال دور میں مدیر اعلی اور آپ کی ٹیم نے مسلک اہل سنت کی نشر واشاعت کے جذبۂ بیکراں کے ساتھ سہ ماہی سنی پیغام کی اشاعت فرماکر مذہبی صحافت میں عمدہ پیش رفت فرمائی ہے۔جس کے لیے آپ اور آپ کی پوری ٹیم قابل مبارک باد ولائق تحسین ہے۔شمارے کے دیگر موضوعات عمدہ تر ہیں، فخر نیپال مفتی محمد اسرائیل رضوی صاحب قبلہ مدظلہ کا مضمون "بسم اللہ کی تفسیر"، علمی و فنی خوبیوں سے لیس ہے اور قاضی نیپال مفتی محمد عثمان رضوی قادری صاحب قبلہ مدظلہ کا مضمون " شرح حدیث نیت " بھی کافی معلوماتی ہے ساتھ ہی طرز تحریر بھی منفرد ہے۔اللہ کرے یہ سلسلہ دراز ہو۔اور سہ ماہی، ماہنامے میں تبدیل ہوجائے۔اللہ کریم آپ کو اور آپ کی ٹیم کو صحت وسلامتی کے ساتھ دارین کی سعادتوں سے مالامال فرمائے۔

محمد بلال نظامی

دار العلوم غوثیہ، رتلام، ایم پی

☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

منظومات

مولانا محمد اسمعیل حسینی چترویدی

بنی ہے دنیا خوشی میں دولہن حضور تشریف لا رہے ہیں

حبیب داور کی آمد آمد جہاں میں انوار چھا رہے ہیں
اے آمنہ تیرے در پر قدسی صلوٰۃ و تسلیم گا رہے ہیں

مہ و نجوم و شہاب ثاقب ہے چاند و سورج بھی در پر حاضر
خوشی میں ہر شئی ہے ان کی جانب جو لطف صدقے میں پا رہے ہیں

یہ نور و نکہت بہار و رنگت یہ لطف و رحمت یہ فیض و برکت
مہک لہک سب چمک دمک سب ہے جن کے دم سے وہ آ رہے ہیں

نبی کی الفت ہے جس کے دل میں خدا کی رحمت ہے اس کے حق میں
نہیں ہے کچھ خوف زندگی میں جو آپ اپنا لٹا رہے ہیں

ہے بھینی خوشبو سی پھیلی گلشن نثار ہونے کو روے روشن
بنی ہے دنیا خوشی میں دولہن حضور تشریف لا رہے ہیں

وہ نوری صورت ہے نوری سیرت جو سر سے پا تک ہے نور وحدت
نگاہ جس سمت سے گذرتی وہی تو جلوہ دکھا رہے ہیں

ہیں سارے مخلوق میں جو اعلیٰ حبیب حق کالی کملی والا
کہ پل میں فرش زمیں سے عرش بریں پہ جا کر وہ آ رہے ہیں

تجلی حق کی ہے آئی ایسی خمار و مستی ہے چھائی کیسی
وہ دیکھو بے خود ہے آپ آسی نجانے کیا گنگنا رہے ہیں

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

اہل سنن کی شان ہے عظمت ہے گیارہویں

مفتی نور محمد جگر مصباحی

بے شک خدائے پاک کی نعمت ہے گیارہویں
واللہ شہ دیں کی عنایت ہے گیارہویں

راہ نجات باعث برکت ہے گیارہویں
سارے جہاں میں آج یہ شہرت ہے گیاہوریں

مخلوق ساری کہتی ہے غوث الوری جنھیں
انھیں کی یہ تو زندہ کرامت ہے گیارہویں

فیضان شہ جیلاں سے جو بھی ہیں فیض یاب
انھیں کا یہ خراج عقیدت ہے گیارہویں

غوث الوری کا مرغا، نیاز اور فاتحہ
یہ سارے بزرگوں کی ہی سنت ہے گیارہویں

کرکے صفائی قلب وجگر کی ہمیشہ یہ
گم راہوں کے واسطے ہدایت ہے گیارہویں

فقرا و مساکین و یتامیٰ کے واسطے
منبع جود وسخاوت ہے گیارہویں

اعلاے دیں کے واسطے شمشیر برہنہ
عشاق دیں کے واسطے رحمت ہے گیارہویں

چشمان تعصب کو ہٹا کر کے دیکھیے
دامن میں لیے کتنی حقیقت ہے گیارہویں

اعدا سے کہ دو اب جگر اوقات میں رہیں
اہل سنن کی شان ہے عظمت ہے گیارہویں

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

आप के मसाइल ?

मुफ्ती मुहम्मद उस्मान रज़वी

क्या फ़रमाते हैं मुफ़तियाने शरए मतीन मुंदरजा ज़ैल मसला के सिलसिले में कि मस्जिद या ईद-गाह में नमाज़े जनाज़ा का क्या हुक्म है । कुतुबे फ़िक़्ह की रोशनी में मुदल्ललो मुफ़स्सल जवाब से नवाज़ कर इंदल्लाह ममनून-ओ-माज़ूर और इंदन्नास मशकूर हूँ ।

अलमुसतफ़ती :
मुहम्मद ज़ियाउद्दीन सीतामढ़ी

अल-जवाब, (اللھم ھدایۃ الحق و الصواب)

बे-शक मस्जिद में नमाज़े जनाज़ा मकरूहे तहरीमी , नाजायज़ और गुनाह है । हदीस शरीफ़ और अहनाफ़ के मोतबर किताबों से यही साबित है , जैसा कि हेदाया अव्वलैन, सफ़ा 161 में है :

” لا یصلی علی میت فی مسجد جماعۃ لقولہ علیہ السلام : من صلی علی جنازۃ فی المسجد فلا اجر لہ “.

यानी जमात की मस्जिद में नमाज़े जनाज़ा ना पढ़ी जाये इसलिए कि नबीए करीम ﷺ ने फ़रमाया: जो शख़्स मस्जिद में नमाज़ जनाज़ा पढ़े उस के लिए कोई सवाब नहीं। और अलबहरुर राइक़ जल्द दोम सफ़ा 186 में है :

” ولا فی مسجد لحدیث ابی داؤد مرفوعاً من صلی علی میت فی المسجد فلا اجر لہ و فی روایۃ فلا شئی لہ “.

यानी मस्जिद में नमाज़ जनाज़ा ना पढ़ी जाये इसलिए कि सुनने अबु दाऊद में मर्फ़ूअन हदीस पाक है कि जिसने मस्जिद में नमाज़ जनाज़ा पढ़ी उस के लिए कोई सवाब नहीं और एक रिवायत में है कि इस के लिए कुछ भी नहीं। और फतावा आलमगीरी जीलद अव्वल मिस्री सफ़ा 155 में है :

صلوٰۃ الجنازۃ فی المسجد الذی تقام فیہ الجماعۃ مکروھۃ .

यानी जिस मस्जिद में बाजमाअत नमाज़ क़ायम होती है इस में जनाज़ा मकरूह है। और एनाया मअ फ़तहुल क़दीर, जील्द दोम, सफ़ा 90 में है :

”لایصلی علی میت فی مسجد جماعۃ اذا کانت الجنازۃ فی المسجد فالصلوٰۃ علیھا مکروھۃ باتفاق اصحابنا “.

यानी जमात की मस्जिद में नमाज़े जनाज़ा ना पढ़ी जाये जबकि मस्जिद में हो तो नमाज़ मकरूह है । ये हमारे अस्हाब رضی اللہ عنہم का मुत्तफ़िक़ा फ़ैसला है । और शामी जील्द अव्वल सफ़ा 593 में है :

”کما تکرہ الصلوٰۃ علیھا فی المسجد یکرہ ادخالھا فیہ “.

यानी जिस तरह नमाज़े जनाज़ा मस्जिद में मकरूह है इसी तरह जनाज़ा का मस्जिद में दाख़िल करना भी मकरूह है । इसी तरह फतावा क़ाज़ी ख़ान , फ़तहुल क़दीर, शरहे वक़ाया, उमदतुर रीआया, मराक़ील फ़लाह , तहतावी और दर्रे मुख़तार

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

फतावा रज़वीया जीलद चहारुम, सफ़ा 57 में तहरीर फ़रमाते हैं :

नमाज़े जनाज़ा बहुत हल्की और जल्द होने वाली चीज़ है इतनी देर धूप की तकलीफ़ ऐसी नहीं कि इस के लिए मकरूहे तहरीमी गवारा किया जाये और मस्जिद की बे-हुरमती रवा रखें।

रही तेज़ बारिश तो जिस तरह बारिश में जनाज़ा लेकर घर से मस्जिद और मस्जिद से क़ब्रिस्तान तक ले जाऐंगे इसी तरह बारिश में मस्जिद के बाहर जनाज़ा भी पढ़ सकते हैं। और अगर बारिश में जनाज़ा लेकर निकलना और दफ़न करना तो मुम्किन हो लेकिन नमाज़े जनाज़ा पढ़ना किसी तरह मुम्किन ना हो तो इस सूरत में ब वजहे शरई मजबूरी " الضرورات تبیح المحظورات " ज़रूर नमाज़े जनाज़ा मस्जिद में पढ़ने की रुख़्सत दे दी जाएगी बशर्ते कि वहां कहीं भी मदरसा, मुसाफ़िरखाना, शादी हाल, या हाल नुमा मकान ना हो ।मस्जिद में नमाज़े जनाज़ा पढ़ने के उज़्र लोग उमूमन बारिश, धूप और सर्दी वग़ैरा ही बयान करते हैं जबकि ये इंदश्शरा नाक़ाबिले क़बूल हैं । और रही ईद-गाह में नमाज़े जनाज़ा तो इंदश्शरा इस में नमाज़े जनाज़ा जायज़ है जैसा कि सय्यदुल ओलमा हज़रत अल्लामा सय्यद अहमद तहतावी ﷺ अपनी मशहूर तसनीफ़ लतीफ़ तहतावी अला मराक़ी, मतबूआ क़ुस्तुनतुनिया, सफ़ा 326 में तहरीर फ़रमाते हैं:

"لاتکرہ فی مسجد اعدلھا وکذا فی مدرسۃ و مصلی عید".

लिहाज़ा सूरते मुसतफ़सरा में मस्जिद में बिला ज़रूरते शरई नमाज़े जनाज़ा नाजायज़ , मकरूह और ममनू है और ईदगाह में जायज़ .واللہ تعالی اعلم وعلمہ أتم وأحکم

☆☆☆

वग़ैरा तमाम कुतुब फ़िक़हीया मोतबरा में तसरीह है कि

नमाज़े जनाज़ा मस्जिद में मकरूह-ओ-ममनू है और मकरूह से मुराद मकरूहे तहरीमी है । जैसा कि आला हज़रत, अज़ीमुल बरकत, क़ातेऐ शिर्क-ओ-बिद्दत इमाम अहमद रज़ा ख़ान ﷺ ने नमाज़े जनाज़ा के मस्जिद में मकरूहे तहरीमी होने की तसरीह फ़रमाई है । चुनांचे फतावा रज़वीया जील्द चहारुम, सफ़ा 57 में है :

जनाज़ा मस्जिद में रखकर इस पर नमाज़ मज़हब हनफ़ी में मकरूहे तहरीमी है।

और सदरुश्शरीया, बदरुत्तरीक़ा, मुफ़्ती अमजद अली ﷺ ने भी बहारे शरीयत हिस्सा चहारुम सफ़ा 158 में मकरूहे तहरीमी लिखा है ।तहरीर फ़रमाते हैं :

मस्जिद में जनाज़ा मुतलक़ मकरूहे तहरीमी है ख़ाह मय्यत मस्जिद के अंदर हो या बाहर, सब नमाज़ी मस्जिद में हों या बाअज़ कि अहादीसे करीमा में नमाज़े जनाज़ा मस्जिद में पढ़ने की मुमानअत आई है ।

और मकरूहे तहरीमी का इरतेकाब मिसले हराम के है, जैसा कि दर्रे मुख़तार में है:

"کل مکروہ ای کراھۃ تحریمۃ حرام ای کالحرام فی العقوبۃ فی النار".

यानी हर मकरूहे तहरीमी इस्तिहक़ाक़े जहन्नम का सबब होने में हराम के मिसल है । इन तमाम कुतुबे मोतबरा के हवाले से रोज़-ए-रौशन की तरह वाज़ेह हो गया कि मस्जिद में नमाज़े जनाज़ा मकरूहे तहरीमी है जो हराम के मिसल है । लिहाज़ा बग़ैर उज़्रे शरई मस्जिद में नमाज़े जनाज़ा पढ़ना हरगिज़ जायेज़ नहीं और सख़्त सर्दी और तेज़-धूप के सबब भी मस्जिद में नमाज़े जनाज़ा पढ़ने का हुक्म ना दिया जाएगा। आला हज़रत ﷺ

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

नेपाल का तारीखी नक़्शा

मुहम्मद सद्दाम हुसैन

नेपाल का जुग़राफ़ियाई नक़्शा : नेपाल, चारों तरफ़ से हिमालया से घिरी रियासत है। जुनूबी एशिया का ये मुल्क जिसके शुमाल में चीन है और मशरिक़ मग़रिब और जुनूब में हिन्दोस्तान की सरहदें हैं कम-ओ-बेश सत्तावन हज़ार मुरब्बा मील के रक़्बे पर फैला है। जुग़राफ़ियाई तन्हाई की तरह 1950 तक नेपाल सयासी तौर पर भी तक़रीबन सारी दुनिया से कटा हुआ था। एक महल्लाती सयासी तबदीली के बाद से इस मुल्क का बाक़ी दुनियाओं से भरपूर तआरुफ़ हुआ। काठमंडू यहां का दार-उल-हकूमत है जो हिमालया की नशेबी पहाड़ीयों के ऐन दामन में वाक़ेअ है। ये शहर मुल्क का सब से बड़ा सेयासी, तिजारती, सनअती और सक़ाफ़्ती मर्कज़ भी है लेकिन इन सब के बावजूद उस की असल वजहे शौहरत सयाहत है, दुनिया भर के शौक़ीन सय्याह ऐशिया के दिल-फ़रेब नज़ारों से लुतफ़ अंदोज़ होने के लिए इस शहर का सफ़र करते हैं। काठमंडू के सय्याहों की आमद नेपाल के लिए ज़र-ए-मुबादला का भी बहुत बड़ा ज़रीया है। हिंदू, बुध और मुस्लमान इस शहर में बस्ते हैं।

नेपाल में मुख़्तलिफ़ हुकूमतें: माहिरीने बशरियात के मुताबिक़ नेपाल की सरज़मीन पर इन्सानों के क़दमों के निशान दस हज़ार साल क़दीम तक मिलते हैं। क़दीम नेपाल की मालूम तारीख़ का सुराग़ अगरचे पहली सदी क़बल मसीह में मिलता है लेकिन मोअर्रेख़ीन के अंदाज़ों के मुताबिक़ मौजूदा नेपाल की तासीस अठारवीं सदी में हुई। कीरानट की पहाड़ीयों में आबाद क़बाइल काठमंडू के अव्वलीन हुक्मरान माने जाते हैं। 400 ईसवी के लग भग यहां पर लकचावी ख़ानदान ने अपनी हुकूमत क़ायम की और खटमंडू को अपना पायऐ तख़्त बनाया। लकचावी और फ़रास के साथ साथ माला ख़ानदान के अदवार में हिन्दुस्तानी तहज़ीब-ओ-सक़ाफ़्त को यहां क़बूले आम हासिल हुआ। लकचावी ख़ानदान नौवीं सदी मसीही तक यहां पर हुक्मरानी के झूले झूलता रहा। इस के बाद नेपाल का अज़्मिनऐ वुस्ता का दौर आता है जिसकी तहरीरी दस्तावेज़ात ना होने के बराबर हैं,शायद उस ज़माने में बरहमनीयत के ग़लबे के बाइस तालीम पर तवज्जोह नहीं दी गई। कुछ नापुख़्ता मालूमात सीना ब सीना रिवायती दास्तानों की सूरत में पहुंची हैं लेकिन उन पर किसी तारीख़ी शहादत की बुनियाद नहीं रखी जा सकती।

अठारवीं सदी के वस्त १७६९ में यहां पर शाह ख़ानदान की हुकूमत क़ायम हुई और पृथ्वी निर्याण शाह इस ख़ानदान का पहला हुकमरान बना। इस ज़माने में नेपाल की सरहदें इतनी वसीअ हुईं कि हिन्दोस्तान में ताज बर्तानिया और नेपाल आमने सामने हो गए और 1814 से 1816 तक उनके दरमयान जंग-ओ-जदल का बाज़ार गर्म रहा यहां तक कि नेपाल मौजूदा जुग़राफ़िया तक

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

इस ज़माने से महदूद हो गया। उन्नीसवीं सदी में नेपाल एक-बार फिर सयासी अदमे इस्तिहकाम का शिकार हुआ और जंग बहादुर जो राना ख़ानदान का बानी था, नेपाल का ख़ुद-साख़्ता वज़ीर-ए-आज़म बन गया। उसने बादशाह के इख़्तयारात महदूद कर दिए और वज़ारत उज़मा के मन्सब को मूलूकियात की शक्ल दे कर अपने ख़ानदान में जारी कर दिया। पहली जंग-ए-अज़ीम के दौरान नेपाल ने बर्तानिया की दिल खोल कर मदद की जिसके बदले के तौर पर बर्तानवी हुकूमत ने १९२३ में एक मुआहिदे के ज़रीये नेपाल की आज़ादी का वाअदा किया। दूसरी जंग-ए-अज़ीम में भी नेपाल ने गोरखा अफ़्वाज की कुमक भेज कर बर्तानिया की अस्करी मदद की। 1940 में राना ख़ानदान के हुकमरान मुसलसल तन्क़ीद का निशाना बनने लगे और बिल आख़िर 1951 में नेपाल में जमहूरीयत बहाल कर दी गई।

नेपाल के बाशिंदे: 2008 के मुताबिक़ नेपाल की आबादी तीन करोड़ नफ़ूस तक पहुंच रही थी, नेपाली ज़बान यहां की दफ़्तरी ज़बान है और ये दुनिया की वाहिद रियासत है जिसका सरकारी मज़हब हिंदू मत है। यहां की आबादी दो बड़े बड़े गिरोहों पर मुश्तमिल है,एक हिन्दुस्तानी नेपाली हैं जिनके आबा व अज्दाद जुनूब से वारिद हुए थे और दूसरे तिब्बती नेपाली हैं जिनके बड़े, शुमाल से हिज्रत कर के इस सरज़मीन में दाख़िल हुए थे।एक ज़माने से इकट्ठे रहते हुए इन दोनों गिरोहों के दरमयान अगरचे बहुत सारे मुशतरकात हो चुके हैं लेकिन फिर भी उन्होंने अपनी जुदा गाना लिसानी, तहज़ीबी और सक़ाफ़्ती शनाख़्त तर्क नहीं की।

हिन्दुस्तानी नेपाली क़ौमों के लोग संस्कृत से निकली हुई ज़बानें बोलते हैं और हिंदू मत के पैरोकार हैं,जब कि नेपाली ज़बान भी इसी क़बील से ताल्लुक़ रखती है।हिन्दुस्तानी नेपालियों के दरमयान भी बहुत सारे गिरोह हैं लेकिन वो हिंदूओं के ज़ात पात के तसव्वुर से ताल्लुक़ रखते हैं। तिब्बती नेपाली गिरोह भी मुतअद्दिद क़बाइल का हामिल है जिनमें से नीवार, शरपा, गवर्निंग ,माग्र, तामाइंग, राई, लंबू और भटाई ज़्यादा मशहूर और तादाद और आबाद इलाक़ों की वुसअत में भी बहुत ज़्यादा हैं। अगरचे ये क़बाइल भी नेपाली ज़बान बोलते और समझते हैं लेकिन उनमें से हर क़बीला थोड़े बहुत फ़र्क़ के साथ अपनी अपनी ज़बान ही बोलता है। तिब्बती नेपालियों का मज़हब साईबेरिया से आए हुए मज़हबी रुजहानात का मर्गुबा है जिसमें अर्वाह का तसव्वुर ग़ालिब है, ताहम बुध मत के पैरोकार भी इस गिरोह में बकसरत मिलते हैं। बाक़ी सारे मुल्क में भी बुध मत के मानने वाले ब कसरत हैं इस की शायद एक वजह ये भी है कि गौतम बुद्ध की जाये पैदाइश लुंबीनी नेपाल में ही वाक़्य है। मानिंग क़बाइल के लोग नेपाल के अंदर हिमालया की बलनदोबाला चोटियों के मकीन हैं और पूरी दुनिया से अलग-थलग तन्हाई की ज़िंदगी गुज़ार रहे हैं, ये बुध मत पर सख़्ती से अमल करने वाले और ख़ालिस तिब्बती नसल के लोग हैं। तिजारत, ज़राअत और सख़्त कोशी से उनकी ज़िंदगी इबारत है। उन के खेतों में आलू, गंदुम, बाजरा और मकई उगाए जाते हैं जो उनके और उनके जानवरों की तसलसुले हयात के ज़ामिन हैं। राना ख़ानदान के दौर-ए-इक्तदार (1846-ई- 1951-ई-) में सिर्फ आला नसल के शहरीयों को तालीम की सहूलत मयस्सर थी जब कि इन्क़िलाब के बाद कम अज़ कम प्राइमरी

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

तालीम सब आबादी के लिए लाज़िमी क़रार दे दी गई है।

नेपाल की मईशत: नेपाल की मईशीत में ज़राअत को नुमायां मुक़ाम हासिल है और मुलक की 79 % आबादी इस पेशे से वाबस्ता है। तराईका इलाक़ा खासतौर पर ज़रई एतबार से बहुत बार आवर ख़ित्ता है। चावल, मकई, आलू, मुतअद्दिद चिकने बीज, गन्ना, जो और तंबाकू यहां की नक़द आवर फ़सलें हैं। सनअतें सिर्फ़ ज़राअत की बुनियाद पर ही चल पाती हैं या फिर हिन्दोस्तान से दर आमद शुदा ख़ाम माल से तैयारी भी कुछ कारख़ानों में होती है। बड़ी बड़ी सनअतें हुकूमत के ज़ेरे इंतेज़ाम चलती हैं जिनमें चीनी, सिगरेट, माचिस, जूते, सीमेंट और ईंटें तैयार की जाती हैं। निजी सनअतें सिर्फ़ क़ालीन बाफ़ी और टोकरियों या तिनकों से बनी अश्या तक ही महदूद हैं। नेपाल में पैट्रोल, मशीनरी और खाद दर आमद की जाती हैं जब कि गेहूँ, क़ालीन, कपड़ा और चमड़े की मसनूआत यहां से बरामद की जाती हैं। 1990 के आईन में नेपाल सेयासी तौर पर आईनी बादशाहत का मुलक क़रार दिया गया। 2006 के बाद से बादशाह के बहुत सारे इख़्तेयारात वज़ीर-ए-आज़म को मुंतक़िल कर दिए गए जो इंतिख़ाबात के नतीजे में अक्सरीयती जमात का नुमाइंदा होताहै क़ानून साज़ी के दो इदारे हैं जिनमें से क़ौमी कौंसल बराहे रास्त मुंतख़ब की जाती है और क़ौमी कौंसल ऐवान-ए-बाला की हैसियत रखती है।

नेपाल में मुस्लमानों की आमद: तारीख़ी तौर पर नेपाल में मुस्लमानों की इबतिदा का खोज लगाना काफ़ी मुश्किल है ताहम तेरहवीं सदी में जब बख़्तियार खिलजी ने यहां हमला किया तो उस के कुछ मुस्लमान सिपाही यहां रह गए जो यहां के अव्वलीन मुस्लमान बाशिंदे थे। पंद्रहवीं सदी में कश्मीरी मुस्लमान ताजिर भी यहां पर वारिद हुए। लेकिन 1857 -ई- की जंग-ए-आज़ादी के बाद जब यहां के बादशाह ने मलिका बेगम अवध को पनाह दी तो उस वक़्त मुस्लमानों के अंबोह कसीर ने नेपाल का रुख किया और तराई के इलाक़े में आबाद हुए। अब तक नेपाल में मुस्लमानों का 97% तराई में ही आबाद है, ये इलाक़ा बिहार और यूपी की सरहदों से मुल्हिक़ है।

इस्लाम यहां का अक़ल्लीयती मज़हब है और यहां के मुस्लमान हिन्दोस्तान से आकर आबाद हुए। सदीयों से हिन्दुओं की मुक़द्दस कुतुब की यहां पर बादशाही रही, बुद्ध मत को तो हिंदूओं ने अपना फ़िर्क़ा बना लिया इस लिए उन्हें कोई दिक़्क़त पेश ना आई लेकिन मुस्लमानों के लिए बहुत कड़ी शराइत के साथ ज़िंदगी गुज़ारना मुम्किन रहा। मुस्लमानों को इस्लाम की तब्लीग़ और अपनी शरई इस्तिलाहात तक के इस्तिमाल से रोक दिया गया और विरासत का क़ानून भी हिंदूओं के मुताबिक़ ही जारी रहा, रियासत ऐसे मुस्लमान को सज़ा देती थी जो इन पाबंदीयों की ख़िलाफ़ वरज़ी करता था। सदीयों तक ये सूरत-ए-हाल मुस्लमानों के लिए बहुत तकलीफ़-दह रही। 1853 के आईनी हुक्म में मुस्लमानों को म्लेच्छ नसल क़रार दिया गया और बहुत बुरा सुलूक किया जाता रहा यहां तक कि 1963 के क़ानून में सब शहरीयों को बराबर के हुक़ूक़ मयस्सर आए लेकिन मुस्लमानों के ख़िलाफ़ फिर भी इमतियाज़ी सुलूक जारी रहा ताहम बादशाह ने इस क़ानून के बाद अपनी पंचायत में एक मुस्लमान रुकन को शामिल किया और

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

मदरसे खोलने की इजाज़त भी मिल गई। सरहद पार के मुस्लमानों ने इस क़ानूनी रियाइत के बाद अपने मुस्लमान नेपाली भाईयों की दिल खोल कर मदद की और 2008-ई- के मुताबिक़ नेपाली सरहद के साथ हिन्दोस्तान के इलाक़े में 300 मदारिस और इस से ज़्यादा मसाजिद हैं जब कि 181 मदारिस और 282 मसाजिद नेपाल के अंदर वाक़्ये हैं और इस के इलावा बहुत से स्कूलज़ और दीनी तर्बीयत के दीगर इदारे भी क़ायम हैं। 1991 के मुताबिक़ हुकूमती आदाद-ओ-शुमार मुस्लमानों को 3.4 % बतलाते हैं जब कि मुस्लमानों का दावा है कि वो 10 % की तादाद के हामिल हैं

यूं तो हमेशा से ही नेपाल आलमी सतह पर एहतिजाज, मज़ाहिरे और हड़तालों की वजह से सयासी अदमे इस्तिहकाम का शिकार रहा है, लेकिन इधर कुछ दिनों से हुकूमत की दोहरी पालिसीयों, ना इंसाफ़ियों, बंद उनवानियों और ग़ैर ज़िम्मा दाराना तर्ज़-ए-अमल के सबब पूरा नेपाल जिस सयासी बोहरान और अवामी मुज़ाहिरों के नर्ग़े में फंस कर अपनी क़िस्मत का रोना रो रहा है इस तरह के मनाज़िर शायद आज से पहले नहीं देखे गए होंगे ,ये तो सभी को मालूम है कि नेपाल एक तवील ज़माने तक राजशाही के ख़ुमार में डूब कर अपनी मंज़िल की तरफ़ रवाँ-दवाँ रहा, इस दौरान नेपाल को तारीख़ के कीन अजीबो गरीब दौर का सामना करना पड़ा उस की भी एक तवील दास्तान है, लेकिन अब से चंद साल पहले जब इस मुलक ने राजशाही दौर के माहौल से अपना दामन छुड़ाते हुए जमहूरीयत के साय में अपने सफ़र की शुरूआत की और क़ौम-ओ-मज़ाहिब के लोगों को बराबर का हक़ दिए जाने के वाअदे के साथ मुस्तक़बिल के लिए रख़्त-ए-सफ़र बाँधा तो ना सिर्फ हर तबक़ा ने इस इक़दाम का ख़ैर-मक़्दम किया बल्कि हर किसी ने इस की तामीर-ओ-तरक़्क़ी के लिए वो इक़दामात किए जिसे नेपाल की तारीख़ के शानदार दौर के सिवा कुछ नहीं कहा सकता मगर ये भी तारीख़ का ही एक चौंकाने वाला बाब है कि मुलक की जमहूरीयत का सपना पूरा होने के साथ ही हुकूमती सतह पर नेपाल की अवाम ख़ासकर तराई इलाक़ों में रहने वाले लोगों से किए जाने वाले वादों और इरादों को फ़रामोश करते हुए नेपाल की तामीर-ओ-तरक़्क़ी में अपना मिसाली किरदार अदा करने वाली मधेशी क़ौम के साथ ना इंसाफ़ियों और वादा-ख़िलाफ़ियों का ऐसा लामहदूद सिलसिला शुरू हो गया जिसने देखते ही देखते पूरे नेपाल को ग़ैर यक़ीनी हालात का शिकार बना दिया तारीख़ पर निगाह रखने वाले जानते हैं कि मधेशी क़ौम वो जमात है जिसने नेपाल की आबरू कोबचाने और इस की मआशी-ओ-इक़तिसादी सूरत-ए-हाल को मुस्तहकम बनाने में आज तक वो नुमायां रोल अदा किया जिसे नज़रअंदाज कर के नेपाल की तारीख़ के नए बाब की शुरूआत नहीं की जा सकती और इस से भी शायद इनकार की कोई गुंजाइश नहीं कि आज अगर नेपाल अपनी इक़तिसादी पोज़ीशन को बरक़रार रखने में किसी भी हद तक कामयाब है और पड़ोसी ममालिक में अपनी मसनूआत की फ़रोख़त के लिए जगह तलाश करने में कामयाबी के साथ रवाँ-दवाँ है तो बस ये मधशी क़ौम की नाक़ाबिल फ़रामोश कुरबानीयों का मरहूने एहसान है वर्ना सच तो ये भी है कि अगर इन कमज़ोर मधेशियों ने नेपाल की आबरू को बचाने में अपनी जिद-ओ-जहद का मुज़ाहरा

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

ना क्या होता तो शायद नेपाल बहुत पहले ख़ुद-फ़रामोशी का शिकार हो कर हमेशा के लिए दम तोड़ दिया होता, और हाँ अगर इस मुलक के पूरे पस मंज़र पर निगाह डाली जाये तो इस का इक़तिसादी मंज़र-नामा बताता है कि नेपाल की तरक़्क़ी का इसी फ़ीसद इन्हिसार इन्ही ग़रीबी की सतह से नीचे ज़िंदगी गुज़ारने वाले लोगों की शब-ओ-रोज़ क़ुर्बानीयों पर ही है और यही मधेशी क़ौम है जो हुकूमत के ऊपर आने वाले हर बोझ को अपने सुरों पर बर्दाश्त करती है, बल्कि ये कह लिया जाये कि इन्ही लोगों ने आज तक नेपाल को इक़तिसादी अदमे इस्तिहकाम की सूरत-ए-हाल का सामना करने से बचा रखा है, लेकिन इन तमाम सच्चाइयों को नज़र अंदाज करके तराई इलाक़ों में अपनी ज़िंदगी गुज़ारने वाले अफ़राद के साथ ना इंसाफ़ियों का जो घिनावना दौर क़ानून साज़ी के पहले दिन से ही शुरू हुआ था और मधेशियों के हुक़ूक़ को पामाल किए जाने की जो मुनज़्ज़म मुहिम छेड़ी गई थी वो दौर किसी भी सूरत ख़त्म होने का नाम नहीं लेता, बल्कि क़ानून साज़ी के दूसरे मरहले में भी जिस बेदर्दी और ग़ैर ज़िम्मेदारी के साथ तराई इलाक़ा में रहने वाले लोगों की हुक़ूक़ तलफ़ी की नई कहानी लिखी जा रही है इस से पूरे नेपाल पर एक बुरा असर पड़ेगा।

नेपाली 25 फ़ीसद अफ़राद की आमदनी यौमिया सवा डालर से कम: पाबंदी के 6 साल बाद भी लोगों से बेगार ली जा रही है, हालियाज़ ज़ुलम-ओ-सितम की इस चक्की में पिस रहे हैं हिमालयाई ममलकत नेपाल में लोगों से बेगार लेने या जबरी मेहनत मज़दूरी कराने का सिलसिला एक अर्से से जारी था। 6 साल क़बल बरसर-ए-इक़तिदार आने वाली बाएं बाज़ू की हुकूमत ने इस ज़ालिमाना रिवाज और तरीक़ऐ कार पर सख़्त पाबंदी लगादी थी मगर पाबंदी के सिर्फ 6 साल बाद ही बे-ज़मीन किसानों और खेतों में काम करने वाले मज़दूरों का इस्तिहसाल फिर ज़ोरो शोर से शुरू हो गया। काशतकारी और खेती बाड़ी करने वाले ये अफ़राद जिन्हें मुक़ामी ज़बान में हालियाज़ भी कहा जाता है। ज़ुलम-ओ-सितम की इस चक्की में पिस रहे हैं। वो कई नसलों से ज़मीन-दारों के ग़ुलाम बने हुए हैं। माओ बाग़ीयों की क़ियादत में 2014 में बरसर-ए-इक़तिदार आने वाली हुकूमत से उन बेचारों को उम्मीद थी कि उनके दिन फिर जाऐंगे। उनकी क़िस्मत बदल जाएगी मगर ऐसा कुछ भी नहीं हो सका। इस वक़्त हुक्मराँ माओनवाज़ों ने भी बबान्गे दोहल ये वादा किया था कि वो सदीयों पुराने इस अदमे मुसावात को ख़त्म करके मुलक के लिए एक नया आईन बनाएंगे जिसमें ज़ुलम और ज़्यादती की कोई गुंजाइश नहीं होगी मगर अरकान-ए-पार्लीमैंट ने मुजव्वज़ा चार्टर या मुसव्वदा क़ानून पर लाहासिल बेहस में कई साल गुज़ार दिए जिससे हालियाज़ यानी जबरी मेहनत करने वाले किसानों के इलावा दूसरे लाखों ग़रीबों को भी मायूसी हुई। नेपाल में आज भी 25 फ़ीसद अफ़राद यौमिया 1.25 डालर से भी कम कमाते हैं। माओनवाज़ों के बाद आने वाली हुकूमतों ने भी इस हवाले से उन मजबूर और बेबस बेगार करने वालों को झूटी तसल्लीयां देते रहे मगर उन्हें उनकी मेहनत का सिला मिला और ना ज़मीनों की काशतकारी के लिए उन्हें मुफ़्त ज़मीनें दी गईं। अब भी उनकी ज़िंदगी ज़मीन-दारों के रहमोकरम पर है।(माह नामा अल-मज़ाहिब, लाहौर)

☆☆☆

www.izharunnabi.wordpress.con

www.ataunnabi.blogspot.com

मुल्के नेपाल में सवादे आज़म मस्लके आला हज़रत का बे-बाक तर्जुमान

सेह माही

सुन्नी पैग़ाम

नेपाल

जनवरी फ़रवरी मार्च
2018

नेपाल में उर्दू सहाफ़त कल , आज और कल

हाफ़िज़े मिल्लत और इस्लाहे फ़िक्र-ओ-अमल

मुस्लिम नौजवान और मज़हब से दूरी

नेपाल का तारीख़ी नक़्शा

मुहम्मद अताउन्नबी हुसैनी मिस्बाही

www.izharunnabi.wordpress.con